سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

جمعرات،20۔جون 2024

(یوم الخمیس،13۔ذوالحج 1445ھ)

اٹھارہویں اسمبلی: گیارہواں اجلاس

جلد 11: شمارہ 4

221

فہرست کارروائی

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

جمعرات،20۔جون 2024

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

عام بحث

"سالانہ بجٹ برائے سال 25-2024 پر عام بحث"

223

صوبائی اسمبلی پنجاب

اٹھارہویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

جمعرات،20۔جون 2024

(یوم الخمیس،13۔ذوالحج 1445ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 4بج کر5منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر ملک محمد احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد بخش نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ (13) وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ (14) یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ (15)
وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآىٕبِیْنَ (16) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ (17) ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ
الدِّیْنِ (18) یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْــٴًـا ؕ وَالْاَمْرُ یَوْمَىٕذٍ لِّلّٰهِ (19)

سورۃ الانفطار (آیات نمبر13 تا 19)

بیشک نیک لوگ ضرور چین میں (جانے والے) ہیں(13) اور بیشک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں(14) انصاف کے دن اس میں جائیں گے(15) اور اس سے کہیں چھپ نہ سکیں گے(16) اور تجھے کیا معلوم کہ انصاف کا دن کیا ہے(17) پھر تجھے کیا معلوم کہ انصاف کا دن کیا ہے(18) جس دن کوئی جان کسی جان کے لئے کچھ اختیار نہ رکھے گی اور سارا حکم اس دن اللہ کا ہو گا (19)

وماعلینا الا البلاغ o

نعت رسولِ مقبول ﷺ سید ارباز شاہ نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
کسی کا احسان کیوں اٹھائیں کسی کو حالات کیوں بتائیں
تمہی سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے
بشیر کہئے نذیر کہئے انہیں سراج منیر کہئے
جو سر بسر ہے کلام ربی وہ میرے آقا کی زندگی ہے
عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت میرا تو بس آسرا یہی ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

ہتک عزت بل پر جناب سپیکر کے بطور قائم مقام گورنر دستخط اور منظوری پر تحفظات

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ کہتے ہیں law is not law if it violates the principle of eternal justice اُس پر میں چاہوں گا کہ as acting Governor آپ نے Defamation Bill پر sign کیا ہے آپ اُس پر وضاحت کر دیں کہ ethical concerns situation raises and potential conflict of interest, the acting Governor, who was the Speaker of the assembly when the Bill was passed, signing the bill into law may be perceived as violation of the principles of separation of powers and checks and balances. Moral justification for this section is questionable. Conflict of interest پر جب بات آجاتی ہے اس پر common example آتا ہے: Political Interest: A public official makes decision favoring their political party or supporters. Conflict of interest can lead to unfair decisions, bias, corruption, erosion of trust, legal and ethical issues. To manage conflicts of interest, individuals and organizations can disclose potential conflicts, rescue themselves from decision making, establish clear policies and procedures, implement independent oversight and prioritize transparency and accountability. Recognizing and addressing conflicts of interest is crucial for maintaining ethical standards, ensuring fairness and promoting public trust.

جناب سپیکر! منور ظریف کی ایک فلم تھی "رنگیلا" وہ ایک واردات کرتے ہیں جب پیسے بانٹنے کی باری آتی ہے تو وہ دوسری طرف چلا جاتا ہے 5 روپے رکھ لیتا ہے پھر دوسرے کی باری پر پھر پیسے رکھ لیتا ہے this is happened in the same way. You being the Custodian of the House میں legally نہیں کر رہا ہوں I think there was no moral justification. You should have waited for some time. اُس پر discussion بھی ہو سکتی تھی the way you have passed the bill over here اسی طرح گئے ہیں i think یا تو پیپلز پارٹی is playing double game تو میں اس پر چاہوں گا what was the moral grounds کہ آپ legally گئے ہیں acting governor نے سائن کر دیئے ہیں but what is the moral justification for that اور law میں بھی ایک چیز آتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ law without justice is like a wound without a cure آپ نے یہ law بنا دیا ہے یہ issue بھی آئے گا I would like to have your expert opinion کہ what was the moral ground for that?

جناب سپیکر: رانا صاحب! بہت شکریہ۔ Thank you very much. In normal course of things I would have disallowed this Point of Order having a reason that today is fixed for general discussion and I had to invite Leader of the Opposition for opening a speech but as the question raised by the honorable member needs a very serious consideration and a thorough affairs is to be looked into properly. Now, I appreciate the fact that you have raised this Point of Order that I signed a bill and sent it to the Governor for his authentication and then again I signed that bill as an acting Governor. Now, this point needs consideration. As far as legally it is concerned, it needs consideration and I am really grateful to you that you have brought this debate back into this House where it is

relevant. Now, whether I signed that copy of the bill which was passed in my presence by the majority and I sent it to the Governor. Now, under what moral authority I could hold that bill on the last day of it being lapsed and sent it back, (A) It needs consideration آپ کے نقطہ نظر کے مطابق کہ وہ بل جو بطور سپیکر میں نے گورنر کے پاس بھیجا کیا وہ بطور قائم مقام گورنر کے مجھے دستخط کرنے چاہیئے تھے یا نہیں تو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے یہ مسئلہ اُٹھایا and before I have a case to say on that, that what I did, I did it very rightfully ایک ایسا بل جس کو بطور سپیکر میں دستخط کر کے گورنر کے پاس اُن کی assent کے لئے بھیج رہا ہوں تو میں کس حیثیت میں کس اخلاقی جواز کے تحت اُس کو بطور گورنر، بطور قائم مقام گورنر اپنا function perform نہیں کروں گا so, I have to sign it and in any case this point needs consideration آپ نے بہت اچھا نقطہ اُٹھایا conflict of interest, now the constitution envisages that scheme. The constitution says that in absence of the Governor, when he is not present in the office, the Speaker will become an acting Governor straight away upon the day of his leave when he relieves the office on his leave. So, I being their acting Governor I have to perform all those functions which a Governor in his capacity by virtue of his office does. So, tomorrow morning before the proceeding starts I will give a ruling as asked by you because in general discussion میں کوئی اور بحث کھول نہیں سکتا، میری خواہش ہو گی کہ اس پر بحث ہو جائے میں تو یہ بھی چاہتا تھا کہ میرے پاس right to audience in this assembly ہے اور میں as acting Governor ابیٹھا ہوا تھا میں یہاں پر آ کر اس پر بات کروں I wanted to because there is a legal miss norm present جس کو correct ہونا بہت ضروری ہے لیکن in any case آپ کا نقطہ conflict of interest پر ہے

تو اس نقطہ پر کہ کیا جو بطور سپیکر جو میں نے دستخط کئے، گورنر کے پاس بھیجے اور پھر بطور قائم مقام گورنر میں نے assent کیا اس میں کہیں conflict of interest ہے کہ نہیں آپ کے اس نقطہ پر میں کل ایک رولنگ اس ہاؤس کے سامنے وضاحت کے ساتھ دوں گا میری یہ خواہش ہے کہ اس پر general discussion کے دوران کاش مجھے rules permit کرتے تو میں اس پر بحث کھولتا we will keep five minutes before the proceeding commences tomorrow اور آپ کا یہ نقطہ بڑا جائز ہے and I am once again thanking you for raising that point. Thank you very much.

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 25-2024 پر عام بحث

جناب سپیکر: آج سالانہ بجٹ 25-2024 پر بحث کا آغاز ہو گا یہ بحث مورخہ 24۔جون 2024 تک جاری رہے گی میری کوشش ہو گی کہ ہر معزز رکن کو بات کرنے کا موقع ملے تمام اراکین سے گزارش ہے کہ کم سے کم وقت میں اپنی بات مکمل کریں but that does not qualify کہ جب ممبر اچھی speech کر رہا ہو گا we would be loving it to hear as soon as once speak Leader of the Opposition نے بحث کا آغاز کرنا ہے جو معزز اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور وہ اپنے نام بحث کے لئے نہیں بھجوا سکے وہ اب اپنے نام تاریخ کے ساتھ سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیں۔ Minister for Finance due to some very un-avoidable situation جو اس اجلاس سے کسی صورت بھی ضروری نہیں ہے but he is on his way. He stuck somewhere but he is on his way. He will be here in ten to fifteen minutes with an agreement with Leader of the Opposition. We have requested Minister for Education to take notes in his absence but he will be here in next ten to fifteen minutes دوسری میری یہ درخواست ہو گی کہ جو معزز اراکین آج کے دن

اپنی بات کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ وہ اپنے نام بھجوا دیں اور کوشش کریں کہ مختصر اور جامع بات کریں۔ جی، لیڈر آف دی اپوزیشن۔ پلیز۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں بجٹ24-2023 کے حوالے سے اپنی بات کا آغاز کروں گا، جب پاکستان میں پارلیمانی نظام شروع ہوا تب یہ benchmark تھا۔ 1973 سے ایک متفقہ آئین اس ملک کو دیا گیا۔ سب سے پہلے میں مختلف پارٹیز کے دور حکومت کا ذکر کروں گا کہ کس پارٹی کے پاس حکومت کرنے کے لئے کتنا وقت تھا اور اس نے اس وقت میں کیا کچھ کیا؟ سب سے پہلے پاکستان پیپلز پارٹی کا دور حکومت 7 سال تک رہا اور اس کے بعد دو مختلف ادوار میں ان کو حکومت ملی ایک حکومت ان کو 2008 میں ملی اس طرح ان کی حکومت کرنے کی ٹوٹل مدت 12 سے 15 سال بنتی ہے۔ اس کے بعد پاکستان مسلم لیگ (ن) جو کہ 1981 کی پیداوار ہے، میں 1985 نہیں کہوں گا بلکہ میں 1981 کہوں گا جب موجودہ سربراہ اس جماعت کے فنانس منسٹر بنے تھے وہ جماعت ایک ڈکٹیٹر شپ کے سائے میں پلی بڑھی، اس جماعت نے مختلف ادوار میں تقریباً 21 سال تک حکومت کی، اس دوران ایک تھرڈ پارٹی پاکستان تحریک انصاف کا concept آیا جو کہ تقریباً ساڑھے تین سال تک رہا۔ پاکستان کی بدقسمتی یہ رہی ہے کہ 1973 کا آئین بننے کے بعد پاکستان کو کبھی تیروں اور تلواروں سے چھلنی کیا گیا، کبھی شیر نے جھنجھوڑا اور کبھی بوٹوں کی ٹھوکروں نے اس ملک پاکستان کو ٹھوکریں ماریں۔ مسلم لیگ (ن) اپنے اقتدار کی طویل ترین اننگ کھیل رہی ہے اس میں خاندانی سیاست کا one man show نظر آتا ہے۔ آپ خود دیکھ لیں کہ 1985 میں جو غیر جماعتی الیکشن ہوئے تھے، جب اس وقت کے ڈکٹیٹر نے خود کہا تھا کہ میں لاہور جا کر اس بوری میں سے جو دانے گر رہے ہیں وہ دانے میں بند کر دوں گا۔ 209 ممبران کی ایک genuine assembly تھی اور اس میں ایک جینون لیڈر آف دی ہاؤس کے لئے ایک candidate منتخب کیا گیا تھا اور پھر کس طرح ان کو ہرایا گیا غالباً ملک اللہ یار خان ان کا نام تھا اور پھر مخدوم زادہ سید حسن محمود اس وقت لیڈر آف دی اپوزیشن بنے اور اس پر ستم ظریفی یہ ہے جب 1988 میں اسمبلی ٹوٹی تو اس وقت نگران وزیر اعلیٰ بھی یہی تھے یعنی اسمبلیاں توڑی گئیں اور صوبائی نگران وزیر اعلیٰ بھی اس وقت اسی جماعت کے موجود تھے۔ میں یہ ساری باتیں اور ٹائم لائن آپ کو اس لئے بیان کر رہا ہوں تاکہ آپ کو پتا ہو کہ کس جماعت نے کیا کچھ کتنے عرصے میں کیا ہے کیونکہ ہمارے اوپر

بڑے بڑے الزامات لگائے جاتے ہیں؟ اب میں ان کے 100 دن کی کارکردگی کے حوالے سے بات کرتا ہوں جس کے منسٹر صاحبان نے ہر جگہ شادیانے بجائے ہیں کہ آپ ہماری 100 دن کی کارکردگی دیکھیں کہ ہم نے یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ میں سب سے پہلے ان کی 100 دن کی کارکردگی پر روشنی ڈالتا ہوں کہ ان کے فنانس منسٹر صاحب نے بجٹ بک کے پہلے جو تین صفحات تھے اس میں انہوں نے جو قصیدہ گوئی کی اس میں انہوں نے اپنی 100 دن کی کارکردگی پر روشنی ڈالی ہے۔ 100 دن کی کارکردگی میں جب اس گورنمنٹ نے حلف لیا، میرے نزدیک میں آج بھی یہی کہوں گا کہ یہ فارم 47 کی گورنمنٹ ہے جو کہ ہمارے اوپر مسلط کی گئی ہے، ہمارا مینڈیٹ ہم سے چھینا گیا ہے اور ایک مینڈیٹ جو کہ ہمیں عمران خان کے نام پر ملا تھا اس مینڈیٹ کو 8۔ فروری کی رات کو ہم سے چھین کر اس کو تبدیل کیا گیا۔ ان کی 100 دن کی کارکردگی میں سب سے پہلے رمضان نگہبان پیکج ہے جس کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس پروگرام کو صحیح طریقے سے implement کیا گیا ہے کیونکہ پٹواری اور اے سی جا کر اس راشن کے ساتھ اپنی تصویریں بنواتے تھے۔ یہ راشن 10 فیصد لوگوں کو بھی نہیں ملا ہے کیونکہ جس معیار کا یہ رمضان پیکج تھا وہ انسانوں کو دینے کی بجائے میرے خیال میں گائے بھینسوں کو کھلا دیا جاتا تو بہتر تھا۔ میں آپ کو اگلی بات عرض کرتا چلوں کہ پاسکو نے جو ٹینڈر دیا تھا اس میں باقاعدہ یہ لکھا گیا تھا کہ یہ جس گندم کا آٹا لوگوں کو دے رہے تھے اس کے بارے میں پاسکو نے باقاعدہ لکھا تھا کہ یہ گندم انسانوں کے کھانے کے قابل نہیں ہے اس لئے 15 فیصد اس پر کٹ لگا کر اس گندم کو ٹینڈر کیا گیا اور نیلام کی گئی۔ میں اس کے بعد کسانوں کے معاشی قتل پر بات کرتا ہوں، کسانوں کے حوالے سے گورنمنٹ کا یہ پہلا ٹیسٹ کیس تھا۔ دیکھیں آپ اور میں بھی ایک کسان گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے زیادہ تر لوگ کسی نہ کسی طریقے سے ایگریکلچر سے وابستہ ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ جو گندم کی procurement کا آج کے دن تک کچھ پتا ہی نہیں چلا کہ ان کی گندم کے حوالے سے پالیسی کیا تھی؟ محکمہ فوڈ کبھی بھی 100 فیصد گندم purchase نہیں کرتا بلکہ محکمہ فوڈ 18 سے 20 فیصد تک گندم خریدتا تھا اس کا کسان کو یہ فائدہ ہوتا تھا کہ مارکیٹ میں قیمتوں کے حوالے سے ایک بیلنس رہتا تھا، وزیر موصوف نے جب یہ اعلان کیا کہ میں نے گندم خریدنی ہی نہیں ہے یہ میں ان کی 100 دن کی کارکردگی بتا رہا ہوں جس کے متعلق منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ یہ تو ہماری 100 دن کی کارکردگی ہے اگلے پانچ سالوں میں پتا نہیں شاید ہم اس عوام کو

سمندر میں پھینک کر آجائیں گے۔ جب محکمہ فوڈ 20 فیصد گندم خرید تا تھا تو قیمتوں میں بیلنس ہو جاتا تھا جب منسٹر صاحب اور چیف منسٹر صاحبہ نے بار بار اعلان کیا کہ ہم یہ گندم نہیں خریدیں گے تو گندم کی قیمت 2000 سے 2500 روپے فی من پر آگئی۔ اب میں ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں آگے ایگریکلچر کے حوالے سے تفصیلاً بات کروں گا تو میں یہ بات ضرور کروں گا لیکن میں آج آپ کو یہ بات بتادوں کہ 789۔ارب روپے کی گندم کی خریداری پر پنجاب کے کسان کو نقصان ہوا ہے یہ میرے پاس facts and figures موجود ہیں ایک تو انہوں نے یہ کارکردگی دکھائی کہ کسان کو زندہ در گور کر دیا۔ اس کے بعد ان کا 100 سالہ کارکردگی کا ڈسپلن دیکھیں کہ انہوں نے پولیس کو ہمارے پیچھے لگا دیا اور ان کے ذہن میں یہ ڈالا گیا کہ آپ کی کارکردگی subject to PTI کے بندوں، نمائندوں اور ان کے لیڈرز کو پکڑیں اور ان پر ناجائز پرچے دیں۔ جب ایک disciplined ادارے کو آپ غلط کام پر لگا دیں گے تو اس کا نتیجہ بہاولنگر والا واقعہ کی صورت میں نکلا جس میں ایک disciplined ادارہ دوسرے disciplined ادارے پر چڑھ دوڑا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا آپ کو سب کچھ پتا ہے کہ پوری دنیا میں ہماری جگ ہنسائی ہوئی ہے اور ہمارے آئی جی صاحب رات کو سوشل میڈیا پر پتا نہیں کیا کیا کہتے رہے۔ اب ہمیں بھی شرم آتی ہے کہ اگر ہمارے صوبے کے ایسے ایگزیکٹو ہوں گے تو اللہ ہی حافظ ہے، یہ ان کے 100 دنوں کی کارکردگی ہے۔(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان کے 100 دنوں کی کارکردگی میں 234 پولیس افسران کا منشیات میں نام آیا تھا، ہمیں پتا تو چلے کہ وہ کہاں گئے ہیں؟ اگر وہ بے گناہ ہیں تو ان پر غلط الزام کیوں لگا؟ اگر ان کا قصور ہے تو پھر انہیں کیوں چھوڑا گیا؟ کیا ان کے خلاف کوئی انکوائری ہو رہی ہے؟ کوئی کیس ہو رہا ہے؟ اس بات کا آج کے دن تک کسی کو علم نہیں ہے کہ ان 234 پولیس افسران کا کیا بنا۔ پولیس کا ادارہ جو ہمارا so-called رکھوالا ہے۔ انہوں نے اپنی 100 دنوں کی کارکردگی میں پنجاب کو پولیس سٹیٹ بنا دیا ہے۔ مسلم لیگ (ن) اپنی طویل ترین اننگز کھیلتے ہوئے اپنے پہلے 100 دنوں کی کارکردگی مجھے بتا رہی ہے، اس ہاؤس کو بتا رہی ہے کہ ان 100 دنوں میں ہم نے کیا کیا ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے انصاف کی فراہمی میں جو رکاوٹ ڈالی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ پاکستان تحریک انصاف کے جتنے لوگوں کے خلاف ایف آئی آرز تھیں ان میں انہوں نے تاخیری حربے استعمال کئے، ہمارے چیئرمین عمران خان کے خلاف جتنے کیسز تھے ان میں

عدالتیں انہیں relief دے رہی ہیں، انصاف دے رہی ہیں لیکن یہ تاخیری حربے استعمال کئے جارہے ہیں۔ آپ کو بخوبی علم ہے کہ ATC کے ججز حکومت پنجاب nominate کرتی ہے لیکن سب سے زیادہ ستم ظریفی یہ ہے کہ۔ (مداخلت)

جناب سپیکر: کم از کم آپ وہ نہ کریں جو میری observation میں فنانس منسٹر کی تقریر میں انہوں نے کیا ہے۔ .Let him speak

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر سے استدعا کروں گا کہ وہ تقریر سُن لیں تو پھر جواب دیں۔

جناب سپیکر: This is what I am saying لیکن جو فنانس منسٹر کی تقریر پر آپ نے کیا ہے میں گورنمنٹ side کو وہ نہیں کرنے دوں گا۔ پلیز آپ اپنی تقریر کریں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! انصاف کی فراہمی میں جو رکاوٹ ہوئی اس میں پورا ڈیڑھ مہینہ ججز نہیں لگائے گئے تو پھر لاہور ہائی کورٹ نے interference کیا تو پھر بڑی مجبوری سے وہ جج لگا دیئے گئے۔ جناب کو بھی سرگودھا والے واقعہ کا پتا ہے، آپ نے سوشل میڈیا پر بھی پڑھا اور دیکھا ہو گا اور میرے خیال میں آج معزز ہائی کورٹ اس پر کوئی decision بھی دے رہی ہے۔ قائد حزب اختلاف پنجاب اور قائد حزب اختلاف پاکستان مجھے اور عمر ایوب صاحب کو صبح 8 بجے سے لے کر آپ کی اس پولیس نے sorry میں آپ کا mention کر رہا ہوں آپ کی بھی ہے لیکن ان کی پولیس نے ہمیں سارا دن کھڑا کئے رکھا، پولیس نے ہمیں 4.00 بجے تک کھڑا کئے رکھا اور کہتے رہے کہ ATC میں بم پڑا ہے اس لئے آپ اندر نہیں جا سکتے۔ میں نے ایک پولیس آفیسر سے کہا کہ اگر اندر بم ہے تو آپ کے لئے تو آسانی ہے اور پی ٹی آئی کے دو بندوں سے آپ کی جان چھوٹ رہی ہے اس لئے آپ ہمیں اندر جانے دیں۔ صرف اس لئے نہیں جانے دیا گیا کہ ہماری ضمانتیں کیسنل ہو جائیں گی اور یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ادھر جو معزز جج موجود تھے ان کی عظمت کو سلام ہے انہوں نے کیس تو بری کر دیا لیکن ہماری غیر حاضری پر عدم پیشی پر ہماری ضمانتیں کینسل ہو گئیں اور یہ ایک بڑا انوکھا واقعہ ہے کہ ہم ATC کے دروازے پر کھڑے تھے لیکن ہمیں اندر داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ ابھی جناب اور رانا صاحب بھی defamation بل پر

بات کر رہے تھے جسے میں آسمانی صحیفہ کہتا ہوں۔ کونسا ایسا بل ہے، کونسی ایسی عبارت ہے جو اسمبلی میں آئی پھر سپیشل کمیٹی کو بھیجی گئی لیکن اس سپیشل کمیٹی نے اس بل میں if and but کا بھی اضافہ نہیں کیا اور اسی طرح اس بل کو اسمبلی میں بھیج دیا اور پھر وہ بل overnight پاس ہوا۔ جناب کو بھی پتا ہے کہ جس طرح freedom of speech کے سارے معاملات ہوئے جس طرح بڑے بڑے لوگوں کے privileges کا خیال رکھا گیا اور عام آدمی کی زبان پر، میڈیا پر ایک ایسی قدغن لگائی گئی میرے خیال میں یہ اس اسمبلی پر دھبہ ہے۔

جناب سپیکر! اب میں ان کے پیش کردہ بجٹ کے figures کی طرف آؤں گا 5446۔ارب روپے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے لیکن آمدن 4643۔ارب روپے ہے اس میں 803۔ارب روپے کا difference ہے۔ اب منسٹر صاحب ایک بات بتا دیں کہ آپ اس کو کس طرح خسارے کا بجٹ نہیں کہہ سکتے ؟ اس میں 803 ارب روپے کا difference ہے۔ آپ کی آمدن 4643۔ارب روپے ہے لیکن آپ کا بجٹ 5446۔ارب روپے ہے اس کا difference 803۔ارب روپے کا ہے۔ فنانس منسٹر صاحب نے پورے ایوان کو، پنجاب کی عوام کو کیوں نہیں بتایا کہ ہم 803۔ارب روپے خسارے کا بجٹ دے رہے ہیں۔ اتنی غلط بیانی کیوں کر رہے ہیں؟ انہوں نے اس پنجاب میں 21 سال گزارے ہیں۔ انہوں نے پنجاب کے لوگوں پر 21/20 سال حکومت کی ہے۔ یہ جو 803۔ارب روپے کا جھوٹ بول کر غلط بیانی کی گئی ہے اس کا انہیں بتانا چاہئے کہ انہوں نے on the floor of the House جھوٹ کیوں بولا، یہ تو 803۔ارب روپے خسارے کا بجٹ ہے۔ اس کے بعد آپ کو جو NFC سے Federal Divisible Pool سے 3683۔ارب روپے ملنے ہیں اور 960۔ارب روپے محصولات سے ملنے ہیں۔ آپ نے 54 فیصد محصولات بڑھائے ہیں لیکن باہر ٹیکس فری بجٹ کا اتنا بڑا بورڈ لگا دیا ہے۔ اب مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا انہوں نے 54 فیصد محصولات آسمانی مخلوق سے لینے ہیں؟ انہی بندوں سے لینے ہیں اسی عوام سے لینے ہیں جس کا یہ پہلے ہی گلا گھونٹ رہے ہیں on floor of the House یہ دوسرا جھوٹ بولا گیا ہے۔ میں اپنے حکومتی بنچز والے دوستوں سے بھی یہ کہوں گا کہ تنقید برائے تنقید پر نہ آئیں چونکہ یہ انہی کی جیبوں سے نکلنے ہیں، انہوں نے جو 54 فیصد محصولات بڑھائے ہیں یہ تو اسی طرح ہے کہ پہلے ایک بندہ ٹیکس دیتا تھا لیکن اب پورا محلہ ٹیکس دے گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ 54 فیصد ٹیکس بڑھا کر کہہ رہے ہیں کہ آپ کا ٹیکس فری بجٹ ہے، آپ عوام پر ظلم کر رہے ہیں تو کم از کم بتائیں تو سہی کہ ہم ظلم کر رہے

ہیں۔ یہ الفاظ کا ہیر پھیر گورکھ دھندا کب تک چلائے رکھیں گے اور عوام کو اندھیرے میں رکھیں گے؟ یہ کب تک چلے گا؟ یہ قطعاً نہیں چلے گا اور لوگوں کو پتا ہے کہ یہ سارا بجٹ جھوٹ کا پلندا اور اعداد و شمار کا ایک ہیر پھیر تھا۔ ہم اسے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک ٹیکس فری بجٹ ہے۔ سب سے پہلے ان کے جو social programs ہیں ان میں روشن گھرانہ پروگرام ہے مجھے تو لگتا ہے کہ یہ اندھیر نگری پروگرام ہے۔ ہر پارٹی کا manifesto ہوتا ہے جو وہ الیکشن کے دوران بیان کرتی ہے۔ ہماری محترمہ جن کو فارم 47 کے ذریعے گورنمنٹ مل گئی اور ہمارے اوپر یہ گورنمنٹ مسلط ہو گئی۔ میں نے ان کے ہر جلسے میں دیکھا کہ انہوں نے کہا تھا کہ میں ہر غریب کو بجلی کے 300 یونٹ مفت دوں گی لیکن مجھے روشن گھرانہ پاکستان میں کہیں بھی بجلی کے وہ 300 یونٹ نظر نہیں آ رہے۔ اس میں انہوں نے صرف الفاظ کا ہیر پھیر کیا ہے۔ اس وقت پاکستان میں بجلی کی قیمت بلند ترین سطح پر پہنچ چکی ہے جس سے agriculture based لوگ اور industrialists لوگ سب رو رہے ہیں۔ کیا IPP کے معاہدے ہم نے کئے تھے؟ وہ معاہدے (ن) لیگ کے دور میں ہوئے تھے اور ہم آج تک ان کی سزا بھگت رہے ہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے آوازیں: وہ معاہدے پیپلز پارٹی نے کئے تھے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! ہم (ن) لیگ اور پیپلز پارٹی کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ بجلی مہنگی ہونے کی وجہ سے اس وقت ساری انڈسٹری بند ہے اور اس وقت جو بجلی کی قیمت بلند ترین سطح پر ہے لیکن آپ جو روشن گھرانہ پاکستان بنا رہے ہیں یہ blunder صرف مسلم لیگ (ن) ہی کر سکتی ہے۔ اس میں آپ لوگوں کو صرف ایک لولی پاپ دیں گے جب لوگوں کے پاس employment نہیں ہو گی، جب لوگوں کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہو گا تو وہ روشن گھرانہ کیسے ہو گا؟ میں اس کی مثال دے دیتا ہوں اور میں آپ کو آخری ایک سال میں بند ہونے والے units بتا دیتا ہوں۔ یہ units اس رواں سال میں بند ہوئے ہیں اور میرے پاس ان کی تفصیل موجود ہے۔ جوبلی ٹیکسٹائل انڈسٹری بند ہوئی ہے اور اس کے 3500 ملازمین ہیں۔ اتحاد ٹیکسٹائل انڈسٹری بند ہوئی ہے جس کے 5000 employees ہیں۔ پاکستان فردوس ٹیکسٹائل کے دو ہزار employees ہیں جو اس وقت بے روزگار ہو کر گھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح نور فاطمہ ٹیکسٹائل کے چھ ہزار employees ہیں۔ شمع ایکسپورٹ ملز کے چار ہزار ملازمین ہیں۔ اے۔ اے فیبرکس

کے بارہ سو employees ہیں۔ کامران ٹیکسٹائل کے دو ہزار employees فارغ ہو چکے ہیں۔ اسی طرح Best Export کے چار ہزار employees ہیں۔ سن شائن کے دو سو employees ہیں۔ غلام رسول ٹیکسٹائل کے تین سو employees فارغ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب سے یہ units بند ہوئے ہیں تو تقریباً 8.85 بلین روپے کی export کا نقصان ہوا ہے اور 28700 ملازمین بے روزگار ہو کر گھر بیٹھے ہیں جن کے لئے موجودہ حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم روشن گھرانہ پنجاب بنائیں گے۔ یہ لوگوں کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ اگر آپ اس بجٹ کو کھول کر دیکھیں تو پھر آپ کو ان کی کارستانیاں معلوم ہوں گی۔ میں بھی آپ کو ان کی کارستانیاں بتاؤں گا۔ میرے خیال میں کوئی عام آدمی بھی فنانس منسٹر صاحب کی بجٹ تقریر پڑھ لے تو اسے سمجھ آ جائے گی کہ ان کو یہ لکھی ہوئی تقریر ملی ہے جس کو انہوں نے یہاں ایوان میں آکر پڑھ دیا ہے اور انہوں نے خود کچھ بھی سوچ و بچار نہیں کیا۔

جناب سپیکر! میں وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ پنجاب حکومت rent پر چلائی جا رہی ہے۔ اس کے پیچھے کچھ اور طاقتیں ہیں جو اس حکومت کو چلا رہی ہیں۔ اگر اس جماعت کا اپنا vision ہوتا تو پھر یہ اس طرح کے کام نہ کرتے۔ مسلم لیگ (ن) ایک جماعت ہے۔ بے شک یہ اس مرتبہ فارم 47 کی بنیاد پر حکومت میں آئی ہے لیکن گزشتہ کئی عشروں سے یہ جماعت اقتدار میں رہی ہے۔ یہ جماعت 1985 سے لے کر آج تک کئی مرتبہ حکومت میں آئی ہے لیکن اس مرتبہ انہوں نے بالکل اپنے vision کے مطابق کوئی کام نہیں کیا۔ میں آپ کے سامنے سال 2021-2022 اور 2023-2024 کا comparison پیش کر دیتا ہوں۔ ہمارے دورِ حکومت میں یعنی سال 2021-2022 میں 31.78 بلین روپے کی export ہوئی تھی جبکہ 2023-2024 میں 28 بلین روپے کی export ہوئی ہے یعنی اس میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اسی طرح ہمارے دورِ حکومت میں ٹیکسٹائل کے شعبہ میں 19.33 بلین روپے کی export ہوئی تھی جبکہ آج 13.68 بلین روپے کی export رہ گئی ہے۔ ہمارے دورِ حکومت میں 13.75 روپے interest rate تھا جبکہ آج 20.5 روپے ہے۔ اسی طرح inflation rate ہمارے دورِ حکومت میں 12.5 تھا جبکہ آج۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، جناب احمد خان! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے دورِ حکومت یعنی سال 2021-2022 میں 13.75 روپے interest rate جبکہ سال 2023-2024 میں یہ 20.5 ہو گیا ہے۔ اسی طرح inflation rate ہمارے دور حکومت میں 12.5 تھا جبکہ اس وقت یہ 24.52 ہو چکا ہے۔ موجودہ حکمران غلط calculation کر کے کہہ رہے ہیں کہ مہنگائی میں کمی آچکی ہے یہ بالکل غلط ہے۔ دو سال کا عرصہ ہوا ہے۔ 9۔ اپریل کو ہماری اچھے انداز سے چلتی ہوئی حکومت کو takeover کر لیا گیا تھا اور ایک dictator کے ذریعے ہماری حکومت کو ختم کیا گیا۔ اُس وقت electricity tariff 7cents تھا جبکہ آج 17 cents ہے۔ اُس وقت گیس کا tariff 6.50 مکعب فٹ تھا اور آج تقریباً 12.18 مکعب فٹ ہو چکا ہے۔ اُس وقت exchange rate -/184 روپے تھا جبکہ آج -/278 روپے ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! اگر آپ صرف particular فیصل آباد کے حوالے سے بات کر لیں تو اس وقت فیصل آباد کی انڈسٹریز 50 فیصد capacity پر چل رہی ہیں ان کی 30 فیصد labour بے روزگار ہو چکی ہے۔ جس کا نتیجہ 8۔ فروری 2024 کے الیکشن میں نکلا ہے۔ فیصل آباد کے لوگوں نے اس حکومت کی انڈسٹریز دشمن پالیسیوں کی وجہ سے تحریک انصاف کو ووٹ دیا اور PTL نے فیصل آباد میں clean sweep کیا تھا۔

جناب سپیکر! اب میں شعبہ زراعت کے حوالے سے بات کروں گا۔ یہ صوبہ اس وقت شعبہ زراعت کے حوالے سے بدحالی کا شکار ہو چکا ہے جس کی ذمہ دار یہ موجودہ حکومت ہے۔ سال 1947 میں جب پاکستان بنا تھا تو شعبہ زراعت کا حصہ GDP میں 54 فیصد تھا۔ اس کے بعد 1985 میں شعبہ زراعت کی آمدن GDP کے حساب سے almost 40% تھی۔ جب سے مسلم لیگ (ن) حکومت میں آئی تو انہوں نے اس معاشرے کے لوگوں کو پلاٹس اور ملز کے permits کی طرف موڑ دیا، رشوت عام ہو گئی، خرید و فروخت شروع ہو گئی اور cotton areas میں شوگر ملز لگائی گئیں جس کی وجہ سے شعبہ زراعت تنزلی کا شکار ہو گیا۔ انہوں نے

cotton areas کو ختم کیا جو کہ ایک غیر فطری کام تھا۔کاٹن کے علاقے میں شوگر ملز لگائی گئیں اور اس کی وجہ سے شعبہ زراعت کا GDP میں حصہ صرف 20 فیصد رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کسان کارڈ لے لیں۔ انہیں پہلے ہی دوسروں کے منصوبوں کو adopt کرنے کا بڑا شوق ہے۔ یہ وہ حکمران ہیں جو اقتدار میں رہتے ہوئے بھی حبیب جالب کے شعر پڑھتے تھے اور ظلم بھی یہی کرتے تھے۔ کسان کارڈ کا منصوبہ پاکستان تحریک انصاف کا منصوبہ تھا اور اس کارڈ کا initial stage پر اجراء بھی ہو چکا ہے۔ میرے ایک معزز ممبر کے پاس کسان کارڈ بھی موجود ہے جو اُن کا اپنا کسان کارڈ بنا تھا یعنی دوسروں کے منصوبوں کو اپنے منصوبوں کے ساتھ relate کر کے نمبر بنانا اور عوام کو بے وقوف بنانا ان کا پُرانا کام ہے۔ انہوں نے کسان کارڈ میں تقریباً 75۔ارب روپے رکھے ہیں یعنی یہ کسانوں کو 75۔ارب روپے کا قرضہ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! پنجاب میں گندم کا جتنا نقصان ہوا ہے میں اُس کی ڈویژن وار calculation بتاتا ہوں سب اس کو غور سے سُن لیں۔ راولپنڈی ڈویژن میں کسانوں کو گندم کا 44۔ارب روپے کا نقصان ہوا ہے اور گجرات ڈویژن میں کسانوں کو گندم کا 101۔ارب روپے کا نقصان ہوا ہے۔ یہ نقصان صرف کسانوں کا ہے اس میں کوئی وڈیرا یا کوئی صنعتکار نہیں ہے۔ یہ نقصان صرف غریب کسانوں کا ہے جو محکمہ خوارک کو اپنی گندم دیتے ہیں کیونکہ مئی کے مہینے میں صرف غریب کسان ہی گندم بیچتا ہے۔ بڑے زمیندار مئی کے مہینے میں گندم نہیں بیچتے اُن کے alternate سسٹم ہوتے ہیں۔ کچھ کی فلور ملز لگی ہوتی ہیں اور کچھ لوگ اپنی گندم کی grading کر کے seed کے لئے رکھ دیتے ہیں لیکن میں یہ نقصان صرف غریب کسان کا بتا رہا ہوں۔ سرگودھا ڈویژن میں کسانوں کو گندم کا 69۔ارب روپے کا نقصان ہوا ہے، فیصل آباد ڈویژن میں کسانوں کو گندم کا 99۔ارب روپے کا نقصان ہوا ہے، ملتان ڈویژن میں کسانوں کو گندم کا 100۔ارب روپے کا نقصان ہوا ہے، ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں کسانوں کو گندم کا 112۔ارب روپے کا نقصان ہوا ہے، بہاولپور ڈویژن میں کسانوں کو گندم کا 143۔ارب روپے کا نقصان ہوا ہے، ساہیوال ڈویژن میں کسانوں کو گندم کا 52۔ارب روپے کا نقصان ہوا ہے اور لاہور ڈویژن میں کسانوں کو گندم کا 67۔ارب روپے کا نقصان ہوا ہے۔ یہ پنجاب کا ٹوٹل 787۔ارب روپیہ بن جاتا ہے یہ پنجاب میں صرف کسانوں کی گندم کا نقصان ہوا ہے جس کو یہ خوش حال پنجاب بنانے جا رہے ہیں لیکن ان

غریب کسانوں کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ اب کپاس کی بجائی نہیں ہو رہی اور ابھی تک لوگوں نے چاول کی روت نہیں لگائی۔ اب آپ کے ڈپٹی کمشنرز جا کر کسانوں کو کہہ رہے ہیں کہ کپاس کاشت کریں۔ مجھے اُدھر ADCR کا فون آیا کہ آپ کتنی کپاس کاشت کر رہے ہیں؟ میں نے کہا میں تو کپاس کاشت نہیں کر رہا۔ اُس نے پوچھا کہ آپ کپاس کیوں نہیں کاشت کر رہے؟ میں نے کہا کہ میں نے اپنی گندم 7 ہزار روپے فی 100 کلو گرام بڑی مشکل سے بیچی ہے تو میں کپاس کیسے کاشت کروں؟ اُس دن وزیر خزانہ صاحب فرما رہے تھے کہ ہم پنجاب کو خوش حال کریں گے۔ وہ شہباز سپیڈ کو ڈیجیٹل سپیڈ کا نام دے رہے تھے یعنی قصیدہ گوئی اور خوشامد کی حدیں کراس کر رہے تھے۔ ابھی وزیر خزانہ صاحب ایوان میں تشریف لے آئے ہیں تو ہم اُنہیں welcome کہتے ہیں اور اب وہ خود notes لیں گے۔

جناب سپیکر! انہوں نے ٹیوب ویلز کی solarization کے لئے زراعت میں 9۔ارب روپے رکھے ہیں اور وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر میں 7 ہزار ٹیوب ویلز لگانے کی بات کی ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ جب آپ پانی کی depth کو دیکھتے ہیں تو solar plates and inverter لگانے پڑتے ہیں۔ مجھے 7 ہزار ٹیوب ویلز کی سمجھ نہیں آ رہی کیونکہ آپ کا ایک ٹیوب ویل 50 لاکھ روپے میں لگے گا۔ جہاں پر solar ٹیوب ویل کی اصل ضرورت ہے وہاں پر 5 سو سے 8 سو فُٹ پانی کی depth ہے۔ انہوں نے جو estimate بنایا ہے وہ implement ہی نہیں ہونا کیونکہ جہاں پر پانی اوپر ہوتا ہے وہاں پر solar ٹیوب ویل کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو وہاں پر یہ پیسا ضائع ہو گا۔ وہاں پر water management کا فائدہ ہے کہ آپ وہاں کے کھال پکے کر دیں کیونکہ اُن لوگوں کے پاس almost نہری پانی ہوتا ہے۔ پنجاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جس میں north, central and south ہے۔ بڑی ٹربائن کی زیادہ ضرورت North Punjab میں ہے جہاں پانی بہت depth پر ہے جو hard area بھی کہلاتا ہے وہاں پر 5 سو فُٹ سے 8 سو فُٹ پر پانی ہے وہاں پر 60/50, 60/50 لاکھ روپے میں ایک solar لگنا ہے تو وزیر خزانہ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم 7 ہزار ٹیوب ویل لگوا دیں گے۔ یہ صرف کسان کو cheat کر رہے ہیں اور کسان 800۔ارب روپے کا نقصان برداشت کر کے واپس آ رہا ہے تو اُس کو یہ ایک لولی پوپ دیا جا رہا ہے۔ میں ان کی سنجیدگی کے بارے میں عرض کر دوں کہ انہوں نے زراعت کی revenue میں allocation کی

ہے، capital میں allocation نہیں کی، ویسے انہوں نے ساری سکیموں میں revenue میںallocation کی ہوئی ہے یعنی آپ کو پیسا ملے گا تو آپ آگے خرچہ کریں گے تو کیا ہم انتظار کریں گے کہ پیسا کب آئے گا؟ آپ نے غریب لوگوں پر ٹیکس لگا کر54 فیصد محصولات بڑھائی ہیں جس طرح آپ نے مارکیٹ کمیٹی کا بل پاس کیا جس میں بڑے بڑے لوگوں کو چھوڑ کر عام دُکاندار پر ٹیکس لگانا شروع کر دیا تو کیا یہ یہی کریں گے ؟ بے چارے کسان کی ایک فصل ختم ہوتی ہے تو وہ دو سال پیچھے چلا جاتا ہے۔ اس وقت کسان کا جو00 8 ۔ ارب روپے کا نقصان ہوا ہے اور اس پر حکومت یہ بتا دے کہ انہوں نے اس کا کیا حل نکالا ہے اور میں نے آپ کو یہ genuine figures بتائے ہیں۔ آپ بے شک ADP کی revenue and capital کو خود دیکھ لیں۔ وزیر خزانہ مجھے بڑا گُھور گُھور کر دیکھ رہے ہیں میں تو انہیں بڑے پیار سے دیکھنا چاہتا ہوں لیکن ابھی بھی اُنہیں اُس دن کا غصہ ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آئی ٹی پر بات کرتا ہوں۔ انہوں نے لاہور میں لیپ ٹاپ دینے کا ایک پروگرام کیا جس میں ٹھیکیداروں سے لیپ ٹاپ کرائے پر منگوائے اور وزیر اعلیٰ صاحبہ چونکہ TikTok کی شوقین ہیں اُس پروگرام کی TikTok بنی، وہ TikTok چل گئی اُس کے چار گھنٹے بعد وہ ٹھیکیدار آ گئے کہ ہمیں وہ لیپ ٹاپ واپس کئے جائیں کیونکہ وہ لیپ ٹاپ کرائے پر لئے گئے تھے اور میں on the floor of the House گارنٹی کے ساتھ یہ بتا رہا ہوں۔ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم نوجوانوں کو لیپ ٹاپ دیں گے، پٹرول بمب نہیں دیں گے۔ یہ نوجوانوں کو جتنے بھی لیپ ٹاپ دے دیں یہ نوجوانوں کے دلوں سے عمران خان کو نہیں نکال سکتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پچھلی دفعہ ایک کروڑ 68 لاکھ ووٹ بڑھا ہے اور میرا خیال ہے کہ اگلے الیکشن تک اتنا ووٹ اور بڑھ جائے گا۔ میں ان سے یہ کہوں گا کہ یہ نوجوانوں کی عمر 30 سال تک لے کر آ جائیں تو پھر تو کوئی بات بنتی ہے۔ 18 سے 25 سال والا نوجوان عمران خان کے علاوہ کسی کو ووٹ نہیں دے گا چاہے یہ جو کچھ بھی کر لیں۔

جناب سپیکر! ان کے آئی جی صاحب نے پلاسٹک بم کو پٹرول بم بنا دیا تھا۔ وہ پلاسٹک والی بوتل لے کر بیٹھ گئے اور کہا کہ یہ پٹرول بم ہے جس میں پٹرول ڈالا ہوا ہے۔ ان کی یہ حالت ہے۔ اب میں ان کو کیا کہوں؟ آپ ایک ہی طریقے سے ان نوجوانوں سے بچ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے گارمنٹ سٹی بنانے کے حوالے سے کہا ہے۔ میں وہی بات جو پہلے ٹیکسٹائل پر کر چکا ہوں۔ یہ گارمنٹ سٹی فیصل آباد میں اس وقت بنائیں گے۔ فیصل آباد میں 50 فیصد capacity پر ملیں چل رہی ہیں۔ آپ کے مزدور وہاں بے روزگار ہو چکے ہیں۔ ان کے سارے فیصلے بغض عمران میں ہیں۔ آپ خود دیکھ لیں کہ فیصل آباد میں جب ہمارا دور تھا، عمران خان کا دور تھا تو اس وقت وہاں employment کی کیا حالت تھی، انڈسٹری کی کیا حالت تھی میں پہلے وہ آپ کے گوش گزار کر چکا ہوں۔ میں نے آپ کو پورا پڑھ کر سنا دیا ہے کہ ایک سال میں یہ فرق ہے۔ یہ جو فیصلے کر رہے ہیں وہ صرف ہوا میں ہیں۔ ان کی allocation بھی میں آپ کو بتاؤں گا کہ انہوں نے کتنی allocation کی ہے۔

جناب سپیکر! کھیلتا پروگرام کے لئے سات ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔ اب کھیلتے پروگرام میں ہمارے 300 صوبائی حلقے ہیں۔ انہوں نے سات ارب روپیہ رکھا ہے۔ میرے خیال میں ان کی allocation وہاں پر 10 فیصد بنتی ہے۔ یہ کس طرح manage کریں گے؟ انہوں نے کھیلتے پنجاب کو رُلا کر رکھ دیا ہے۔ ہمارا پنجاب 9۔اپریل 2022 سے پہلے کھیلتا پنجاب تھا تو واقعی تھا۔ کھیلتا پاکستان بھی تھا لیکن آج وہ رو رہا ہے۔ پنجاب رو کیوں رہا ہے کہ مہنگائی ان کو کھا رہی ہے لوڈشیڈنگ ان کو کھا رہی ہے۔

جناب سپیکر! یہ 10 روپے پیٹرول کا ریٹ کم کرتے ہیں تو اور پانچ روپے چچا صاحب بجلی کا ریٹ بڑھا دیتے ہیں۔ انہوں نے یہ ڈگڈگی بنائی ہوئی ہے ایک طرف سے کم کرتے ہیں اور دوسری طرف بڑھا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! گورنمنٹ کبھی بھی ایک شعبے کو درگور کر کے دوسرے شعبے پر relief نہیں دیتی۔ ان کو سب subsidize کرنا چاہئے تھا۔ آج کے دن تک مجھے کوئی پروگرام یہ بتا دیں جو کہ انہوں نے عوام کے لئے subsidize کیا ہے۔ انہوں نے کھیلتے پنجاب میں سات ارب روپیہ رکھا ہے اور ہمارے صوبائی حلقے 300 ہیں۔ یہ ان میں کس طرح یہ رقم تقسیم کریں گے۔

میرے خیال میں آج 40 لاکھ میں چھوٹا AstroTurf لگتا ہے۔ اگر آپ بڑا لگائیں تو وہ کروڑوں روپے میں لگتا ہے۔ یہ سارا ایک مذاق ہے جو اس بجٹ میں یہ کر رہے ہیں۔ یہ مجھے مذاق کی مانند نظر آرہا ہے۔

جناب سپیکر! یہ غلط بیانی اور ڈس انفارمیشن پھیلا رہے ہیں۔ اتنا جھوٹ بولنا اور غلط بیانی کرنا کہ وہ سچ لگنے لگ جائے وہ صرف مسلم لیگ (ن) کا ہی خاصا ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے وائی فائی کا کہا ہے اور انہوں نے خود دیکھ لیا ہے کہ آٹھ فروری کو وائی فائی کا کیا حشر کیا گیا۔ پاکستان تحریک انصاف کا جو event ہوتا ہے یہ وائی فائی کی بندش کر دیتے ہیں۔ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ٹیکنالوجی میں کوئی کام کریں گے۔

جناب سپیکر! انہوں نے ایک ارب روپیہ خواجہ سراؤں کے لئے رکھا ہے۔ میں ان سے ایک بات ضرور پوچھنا چاہوں گا کہ ایک خواجہ سرا اللہ کی طرف سے بنے ہوئے ہیں اور ایک خواجہ سرا انہوں نے بنائے ہیں جو پی ٹی آئی والوں کو مارنے کے لئے ہیں۔ مجھے یہ اس کی definition کر دیں کہ یہ ایک ارب روپیہ ان کے لئے رکھا گیا ہے یا ان خواجہ سراؤں کے لئے رکھا ہے۔ 40 ہزار روپیہ per capita بنتا ہے جو جو genuine خواجہ سرا ہیں۔ ہمارے رؤف حسن صاحب پی ٹی آئی کے انفارمیشن سیکرٹری ہیں۔ ان کا سارا واقعہ آپ کے سامنے ہے جو کچھ ان کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ ہمیں یہ بتا دیں کہ یہ خواجہ سرا کون سے ہیں؟ اگر genuine خواجہ سرا ہیں تو آج کل کی مہنگائی میں 40 ہزار روپیہ per capita بنتا ہے۔ میرا خیال نہیں کہ یہ ان کے لئے کافی ہے۔ ان کے لئے بہت مجبوریاں ہیں ان کے لئے اس رقم کو بڑھایا جائے۔ ہر چوک اور ہر موڑ پر genuine خواجہ سرا کھڑے ہوتے ہیں۔ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ جب خواجہ سرا سامنے آتا ہے تو ہم ان کی جوتیوں کی طرف ضرور دیکھتے ہیں کہ کیا وہ خواجہ سرا genuine ہے یا بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! نواز شریف کینسر ہاسپٹل کے لئے 56۔ ارب روپے انہوں نے رکھا ہے۔ مسلم لیگ (ن) کو بڑا شوق ہے کہ ہر پراجیکٹ کا نام دو تین ناموں پر رکھتے ہیں۔ وہ نام میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف اور اب محترمہ مریم نواز کا نام بھی آگیا ہے۔ میرا یہ خیال تھا کہ ان کو خدا یہ بھی ہدایت دے کہ ہماری بہت بڑی تاریخ ہے جس میں بڑے بڑے ہمارے ہیروز، بڑے بڑے جید علماء، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور سول سوسائٹی میں بھی بڑے بڑے نام ہیں۔ انہوں

نے نواز شریف کے نام پر کینسر ہسپتال رکھا ہے۔ ان کا اپنا ایک شوق ہے کہ لوگوں کے پیسوں اور عوام کے ٹیکسوں پر یہ منصوبے بنائیں اور اپنے لیڈرز کے نام سے ان کا نام رکھیں یا یہ خود اپنے نام کا شوق پورا کر لیں۔ یہ اپنے شوق کے بادشاہ سلامت ہیں شہنشاہیت اور فساحیت ان کی ذہنیت ہے۔ یہ اس کو اپنا پورا کریں ان کے پاس اکثریت ہے لیکن بات یہ ہے کہ 56۔ارب روپے میں سے allocation چھ ارب روپے کی ہے۔ انہیں کینسر ہسپتال بنانے کا عمران خان کا فوبیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عمران خان نے کینسر ہسپتال بنایا تھا تو اس نے اپنا دن رات کا سکون اور چین شوکت خانم میموریل ہسپتال پر ختم اور قربان کر دیا تھا۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ 56۔ارب روپے میں سے 6۔ارب روپےallocation ہے تو یہ اسی ratio سے ہر سالallocation کریں گے تو اسے مکمل ہونے میں نو سال لگ جائیں گے۔ یہ نو سال تک بھی مکمل نہیں ہو گا۔ یہ منصوبے جب مکمل نہیں ہوں گے تو عوام ان کی لیڈر شپ کو برا بھلا کہیں گے۔ مجھے تو یہ منصوبہ نہیں نظر آتا کہ نو سال میں مکمل ہو۔ انہوں نے نواز شریف کارڈیالوجی رکھا ہے۔ اب میں پڑھتا ہوں نواز شریف کارڈیالوجی، نواز شریف انٹر چینج، نواز شریف موٹروے ایم ٹو ایم تھری وغیرہ۔ انہوں نے 9۔ ارب روپے نواز شریف کارڈیالوجی سرگودھا کے لئے رکھا ہے۔ انہوں نے سرگودھا والوں کے لئے مذاق کیا ہے کہ 9۔ارب روپے میں سے ان کیallocation ایک ارب روپے کی ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ مذاق کیوں کر رہے ہیں؟ اس منصوبہ کا کیا ہو گا کہ جو 56۔ارب روپے اور 9۔ارب روپے کے یہ جو منصوبے ہیں یہ اگلے سالrevise ہوں گے۔ یہ خود موقع مہیا کر رہے ہیں کہ لوگ اس میں آکر حرام کھائیں کیونکہ rate revise ہوں گے۔ یہ 56۔ارب روپے والا جو منصوبہ ہے وہ تقریباً 80۔ارب روپے میں مکمل ہو گا۔ اگر انہوں نے مکمل کیا تو ہو گا۔ 9۔ارب روپے والا منصوبہ 15 سے 16۔ارب روپے میں مکمل ہو گا۔ میں منسٹر صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے اپنے لیڈر کے نام پر یہ ہسپتال بنانے ہی ہیں تو ان کو ٹائم پر تو بنائیں۔ یہ تو نہ کریں کہ نو سال لوگ نواز شریف کا نام لینے کے بجائے اس کو بد دعائیں دیں ان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیں۔ یہ نو سال میں بھی نہیں بنیں گے۔ ایک ارب روپیہ 9۔ارب میں سےallocation ہے اور چھ ارب روپے 56۔ارب میں سےallocation ہے۔

جناب سپیکر! میں آگے آپ کو عرض کروں گا کہ ائیر ایمبولنس کے لئے انہوں نے 45 کروڑ روپیہ رکھا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے یہ بتایا جائے ہمارے تقریباً اس وقت کل 34DHQs ہیں 88THQs ہیں پنجاب میں 293 RHCs ہیں اور 2461BHUs ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتایا جائے کہ کیا ان کی تمام facilities مکمل ہو چکی ہیں؟ آپ کو میلسی والا واقعہ یاد ہو گا جب سیکرٹری صحت علی جان ادھر گئے تو وہاں پر ادویات نہیں تھیں اور لوگوں نے ان کے سامنے احتجاج کیا اور ان کی گاڑی کو روکا گیا تو مجھے پہلے یہ بتایا جائے کہ کیا ان ہسپتالوں میں تمام تر سہولیات موجود ہیں؟ آپ کا صحت کا نظام DHQs, THQs, RHCs and BHUs پر مشتمل ہے تو ہمیں یہ بتایا جائے کہ کیا یہاں پر ساری چیزیں مکمل ہو چکی ہیں؟

جناب سپیکر! مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا ہر جگہ پر "ہیلی پیڈ" بن چکے ہیں کیونکہ ہر DHQs میں ہیلی پیڈ ہونا چاہئے تو آپ ائیر ایمبولینس کس کو مہیا کریں گے، آپ یہاں سے ڈیفنس کے لئے مہیا کریں گے کہ وہ آ جائیں یا گلبرگ کے لئے مہیا کریں گے کہ وہ آ جائیں؟ جس طرح 1122 کی سہولت ہے تو چاہے کوئی اس سکیم سے اختلاف کرے یا ان کی سیاسی پالیسی سے اختلاف کرے لیکن چودھری پرویز الٰہی صاحب کا یہ منصوبہ آج بھی پنجاب میں چل رہا ہے اور لوگ 1122 کی وجہ سے انہیں دعائیں دے رہے ہیں۔ یہ ہر کسی کو ماننا پڑے گا اور ہر حکومت نے وہ منصوبہ جاری رکھا۔ انہوں نے بھی جاری رکھا ہے اور ہمارے دورِ حکومت میں بھی یہ منصوبہ جاری رہا۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ بہت بڑا کام کرنے جا رہے ہیں، اگر یہ eyewash نہیں ہے تو پھر کیا ہے کیونکہ ائیر ایمبولینس کے ہیلی پیڈ کہاں بنے ہیں؟ کم از کم مجھے اپنے چار پانچ اضلاع کا تو پتا ہے کہ بھکر، خوشاب، سرگودھا اور میانوالی میں تو دور دور تک کوئی ایسا نشان نہیں ہے کہ وہاں پر کوئی ہیلی پیڈ بنے ہیں؟ کیا وہاں سڑک پر ہیلی کاپٹر اتاریں گے، کیا آپ کو نہیں لگتا کہ وہاں کے مریض کے لئے ائیر ایمبولینس کی ضرورت پڑے گی؟ ائیر ایمبولینس کا مطلب یہی ہے کہ آپ کو کسی حادثہ کی جگہ یا کسی ایسی جگہ پر لے جانے کی ضرورت پڑتی ہے جہاں پر کوئی اور facility نہیں ہے تو یہ 45 کروڑ روپے کا آپ نے eyewash کر لیا ہے۔ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ منصوبہ ہم شروع کرنے لگے تھے کہ ہماری حکومت ختم ہو گئی۔ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ڈاکٹر یاسمین راشد اس وقت کی وزیرِ صحت کا یہ منصوبہ under consideration تھا لیکن any how اگر یہ کر رہے ہیں تو منسٹر صاحب کو یہ ضرور بتانا چاہئے تھا کہ ہم ڈویژن کی سطح پر ہیلی پیڈ شروع کر رہے ہیں یا فلاں فلاں اضلاع چن لئے

ہیں جہاں پر یہ بنا رہے ہیں۔ ابھی 45 کروڑ روپے رکھے ہیں تو اگر یہ ہیلی پیڈ بنائیں گے تو میرے خیال میں ایمبولینس نہیں ہو گی اور اگر ائیر ایمبولینس دیں گے تو وہاں پر ہیلی پیڈ نہیں ہوں گے۔ یہیں لاہور میں ڈیفنس کے کسی ہسپتال سے میو ہسپتال تک آ جائے گی یا کسی اور جگہ پر آ جائے گی تو عام آدمی کو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ انہیں چاہئے کہ total اپنے DHQs, THQs, RHCs اور BHUs کی facilities کو پہلے پورا کریں کیونکہ وہاں پر لوگ مر رہے ہیں۔ میانوالی والا واقعہ آپ کو یاد ہے کہ سیکرٹری صحت وہاں پر گئے ہیں اور ہسپتال کی انتظامیہ نے ایک مریض بے چارے کو کمرے میں بند کر دیا بعد میں یاد نہیں رہا اور پھر اس کی تین دن بعد لاش ملی ہے۔

جناب سپیکر! اب یہ Clinic On Wheels پر محترمہ کی تصویر لگ گئی جس کی میں آپ کو حقیقت بتا دیتا ہوں۔ مجھے بتائیں کہ اس کا ٹینڈر کب ہوا ہے اور کب import ہوئی ہیں؟ یہ پروگرام پاکستان تحریک انصاف اور عمران خان کا تھا جو دسمبر 2020 میں ترکی کی حکومت سے اور این جی او سے مل کر اس وقت initiate ہوا تھا۔ مجھے منسٹر صاحب اتنا بتا دیں کہ اس کا ٹینڈر ان تین مہینوں میں کب ہوا ہے اور کب انہوں نے یہ چیزیں import کروائی ہیں کیونکہ یہ تو پہلے ہی کئی جگہوں پر functional ہے۔ آپ کے لاہور میں ہی یہ ایک دو جگہ پر functional ہے عمران خان کے دور سے جس کی آپ تاریخ چیک کر سکتے ہیں کہ دسمبر 2020 کی تاریخ ہے جسے منسٹر صاحب بے شک note کر لیں۔

جناب سپیکر! آپ کے ترقیاتی بجٹ کے حجم میں صحت کے لئے 128۔ارب روپے ہے اور کتنی ڈھٹائی سے یہ 539۔ارب روپے کو health کے ساتھ connect کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ 539۔ارب روپے صحت کے لئے رکھا ہے جس میں سے غیر ترقیاتی بجٹ 410 روپے ہے۔ غیر ترقیاتی بجٹ کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے کہ غیر ترقیاتی بجٹ کیا ہوتا ہے۔ وہ charge expenditures ہوتے ہیں اور ان expenditures میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی اور وہ as it is اسی طرح رہتے ہیں۔ یہ 128۔ارب روپے کل بجٹ کا 2.35 فیصد بنتا ہے جو ان کی صحت کے لئے priority ہے۔ یہ جو انہوں نے 128 ارب روپے رکھا ہے تو یہ صحت کے لئے ان کی priority ہے اور اسے آپ خود چیک کر سکتے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین جناب سمیع اللہ خان کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، جناب احمد خان!

جناب چیئرمین! یہ صحت میں سوائے اپنے نام بنانے کے اور اپنے نام پر منصوبوں کو رکھنے کے لئے صرف اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ نام رکھے جائیں گے تو ہمارا نام باقی رہے گا۔ یہ نام رکھے جائیں گے تو نام باقی نہیں رہے گا کیونکہ نام باقی رہتا ہے عوام کی خدمت سے اور عوام کے ساتھ پیار کرنے سے جو کہ اس وقت یہ ثبوت دے رہے ہیں کہ ہم نے اس عوام کو زندہ در گور کرنا ہے۔

جناب چیئرمین! میں تعلیم کی بات کروں گا کہ تعلیم کا کل بجٹ جو انہوں نے الفاظ کے ہیر پھیر اور camouflage کیا اور eyewash کیا تو وہ 669۔ارب روپے ہے جس میں سے 604۔ارب روپے غیر ترقیاتی بجٹ کے لئے ہے۔ اب 604۔ارب روپے نکالیں تو باقی سکول ایجوکیشن کے لئے 42۔ارب روپے بچتا ہے اور ہائر ایجوکیشن کے لئے 17۔ارب روپے بچتا ہے۔ ہائر ایجوکیشن میں انہوں نے یہ کیا ہے کہ یونیورسٹیوں کے پیسے بند کر دیئے ہیں۔ ہمارے زمانے میں 11 نئی یونیورسٹیاں بنانے کا اعلان ہوا تھا اور اگر آپ سکول ایجوکیشن کے 42۔ارب روپے کی کل بجٹ میں سے percentage نکالیں تو وہ 0.77 فیصد بنتی ہے یعنی ایک فیصد بھی نہیں بنتا اور ہائر ایجوکیشن میں 0.3 فیصد بنتا ہے تو 64 فیصد لوگ 25 سال سے کم ہیں جن میں سے 40 فیصد لوگ ایجوکیشن سے محروم ہیں تو کیا یہ حکومت آرٹیکل A 25 پر عمل کر رہی ہے؟ کیا یہ 40 فیصد لوگ جو اس وقت ان پڑھ ہیں، حکومت ان کو تعلیم اس 0.77 فیصد سے دے گی؟

جناب سپیکر! ہمارا پنجاب rural base area ہے اور میں نے ان کی بجٹ book دیکھی ہے تو ہمارے پنجاب میں پوزیشن یہ ہے کہ scattered آبادی ہے وہاں پر بچی جب مڈل کلاس میں پہنچتی ہے تو اس کی عمر کافی ہو جاتی ہے تو انہوں نے کتنے ہائی سکول بنائے ہیں کیونکہ ان کے سابقہ دور حکومت میں، آپ کو شاید یاد ہو کہ اس دوران سکولوں کی اپ گریڈیشن اور نئے سکول بنانے پر پابندی لگا دی تھی۔ 2887 سکول ہماری حکومت نے تین سالوں کے دوران اپ گریڈ کئے اور نئے بنائے جو کہ ریکارڈ پر ہے جبکہ ان کی حکومت نے مکمل پابندی لگائی ہوئی تھی۔ مجھے اتنا بتا دیا جائے کہ ہائر ایجوکیشن یا سکولز ایجوکیشن میں جو پیسے رکھے ہیں، اس میں کیا یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پیسے ان سکولوں کی ضروریات پوری کریں گے؟ اس وقت صوبے میں ایجوکیشن ایمرجنسی لگنی

چاہیئے تھی لیکن پتا نہیں یہ حکومت کس دور میں پھر رہی ہے۔ سوائے اپنے اللے تللوں کے، سوائے اپنے ذاتی خرچوں کے ان کے پاس۔۔۔

جناب چیئرمین: رانا شہباز صاحب! اپنی گپ شپ ختم کریں، اپوزیشن لیڈر تقریر کر رہے ہیں اور آپ باتیں کر رہے ہیں۔ جی، بھچر صاحب!

قائد حزب اختلاف(جناب احمد خان): جناب چیئرمین! اِن کو اس صوبے میں ایجوکیشن ایمر جنسی لگانی چاہیئے۔ میں ساتھ ساتھ مشورے بھی دے رہا ہوں، انہوں نے ماننے نہیں ہیں، یہ اچھی بات کبھی بھی نہیں مانیں گے۔ ہم نے سو فیصد بچوں کو سکول لانے کے لئے "انصاف تعلیم پروگرام" بنایا تھا۔ انہوں نے وہ نام تو نہیں رکھنا، اپنا ہی کوئی نام رکھنا ہے۔ اس کے لئے مسجد کو سکول declare کیا جائے۔ 1985 میں جس مسلم لیگ کو انہوں نے توڑا تھا اور محمد خان جونیجو کو جب بے عزت کیا گیا، یہاں پر اُن کو مارا گیا وہ ہمارے پرائم منسٹر تھے اللہ تعالیٰ اُن کو جنت نصیب کرے۔ اُس وقت "نئی روشنی سکول" بنے تھے جو مسجد کے اندر تھے۔ اس کا نام "مسجد مکتب نئی روشنی سکول" تھا۔ یہ آپ مسجد میں کیوں نہیں بناتے؟ آپ کے پاس بی۔اے، بی۔ایس۔سی ڈگری ہولڈر کافی پھر رہے ہیں اُن کو آپ اضافی نمبر دے دیں جس طرح این۔سی۔سی کے نمبر ہوتے تھے، کئی لوگ voluntary بھی کام کرنے کے لئے تیار ہوں گے لیکن آپ کچھ کریں تو سہی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اب جب آپ شروع ہوتے ہیں تو جو ہماری تین سال گورنمنٹ رہی ہے اُس پر شروع ہوتے ہیں۔ عمران خان پر بات شروع ہوتی ہے اور عمران خان پر ختم ہوتی ہے۔ یہ اپنے اوپر کوئی vision تو apply کر لیں۔

جناب چیئرمین! انہوں نے جنگلات کے لئے 8۔ ارب روپے کا پراجیکٹ رکھا ہے۔ میں پھر اسی جگہ پر آؤں گا کہ allocation کوئی نہیں ہے۔8۔ ارب روپے کے پراجیکٹ کے لئے ایک ارب روپے allocation ہے۔ میں ایک اور بات عرض کرتا ہوں کہ جب آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں تو آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں؟ آپ لوگوں کو دکھا رہے ہیں کہ ہم نے 50۔ ارب روپے کا پراجیکٹ رکھ دیا ہے۔ یہ ان کے فلیگ شپ پروگرام ہیں۔ اُس کے لئے آپ ایک ارب روپے کی

allocation کر رہے ہیں۔ ایک ارب روپے کا مطلب ہے کہ آج سے دو سال پہلے 25 کروڑ روپیہ۔ آپ پچاس پچاس ارب روپے کے پروگرام کی allocation کر رہے ہیں صرف 5 فیصد اور 10 فیصد یہ بتائیں کہ آپ کیسے مکمل کریں گے؟ سوائے اس کے کہ آپ لوگوں کو دھوکہ دیں، آپ لوگوں کو camouflage کریں، مجھے بتائیں آپ اس کے علاوہ کیا کر رہے ہیں۔ ہمارا billion tree منصوبہ جسے ساری دنیا جانتی ہے اور اس کو ساری دنیا نے appreciate کیا ہے اور KPK میں اس کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ سوائے اس بات کے کہ ان کو عمران فوبیہ ہو، یہ کیوں نہیں اس منصوبے کو ادھر پنجاب میں لے کر آتے۔ اچھے منصوبوں کو لے کر آئیں۔ اگر یہ گورنمنٹ ہمارے اوپر مسلط ہو ہی گئی ہے، ہمارے اوپر مسلط کر دی گئی ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے آخری موقع دے دیا ہے تو یہ کم از کم اچھے کام تو کر جائیں۔ ابھی بھی ان کے اندر سے بغض عمران نہیں نکل رہا ہے۔ انہوں نے ایک پروگرام یہ کیا ہے کہ "مریم کی دستک"۔ مجھے اس پروگرام کا کوئی مقصد سمجھ نہیں آتا۔ گو کہ منسٹر صاحب اپنی conclusion speech میں اس کا بتا دیں۔ یہ لوگوں کے گھروں تک اگر کوئی پلان کرنا چاہتے ہیں، اگر یہ لوگوں کو کوئی سہولت دینا چاہتے ہیں تو یہ لوگوں کو دو تین ناموں سے کیوں oblige کر رہے ہیں؟ یہ کسی اور نام سے کر دیں۔ منسٹر فنانس کے والد صاحب اُس زمانے میں میئر تھے جس زمانے میں جن لیڈرز کی یہ اب بات کر رہے ہیں ان کا وجود بھی نہیں تھا۔ وہ اس زمانے کے سیاسی آدمی تھے۔ یہ انہی کے نام پر کوئی منصوبہ رکھ دیں، انہوں نے بڑا کام کیا ہے۔ میرے والد صاحب بھی اُس وقت ڈسٹرکٹ کونسل میں تھے اور جب لاہور میں پنجاب کونسل کی میٹنگ ہوتی تھی وہ اُن سب کو کھانا دیتے تھے، وہ بڑے وضع دار آدمی تھے۔ یہ اُن کے نام پر کوئی منصوبہ رکھ دیں۔ اِن کے والد صاحب 1979 میں پورے لاہور کے میئر تھے انہوں نے تو اپنے نام کی کوئی چیز نہیں رکھی۔ اِن کو بس ایک فوبیہ ہے کہ یہ صرف اپنے نام کی چیزوں کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ایک اور کام کیا ہے کہ انہوں نے پولیس کے لئے 187۔ ارب روپیہ رکھا ہے۔ اب میں آتا ہوں اصل بات پر۔ انہوں نے 163۔ ارب روپے پچھلی دفعہ رکھا تھا اور اب 187۔ ارب روپے پولیس کے لئے رکھا ہے۔ پولیس کا کام کیا رہ گیا ہے؟ پولیس کا کام یہ رہ گیا ہے کہ ہمارا ملک اور ہمارا صوبہ خصوصاً پنجاب 9۔ مئی پر آکر کھڑا ہو گیا۔ نہ یہ 9۔ مئی سے آگے جا رہا ہے اور نہ ہی یہ 9۔ مئی سے باہر نکل رہا ہے۔ پولیس کا اس وقت ایک ہی کام رہ گیا ہے، اِن کے نزدیک پولیس اچھی ہے میں مانتا ہوں۔

اُس کی وجہ یہ ہے کہ 9۔مئی کے واقعات کے بعد اِس وقت ڈاکٹر یاسمین راشد، عالیہ حمزہ، صنم جاوید، میاں محمود الرشید، اعجاز چودھری، عمر سرفراز چیمہ اور ہمارے ملٹری کورٹ میں جتنے بھی لوگ ہیں جن میں ہمارے ایک ایم پی اے بھی تھے میاں عثمان اکرم۔ ہمارے چیئرمین عمران خان اور ہمارے وائس چیئرمین شاہ محمود قریشی ان سب کو اندر کیا ہوا ہے۔ پولیس کا کام سب سے پہلے یہ ہوتا ہے کہ ایف آئی آر کے بعد جو First Information Report ہوتی ہے اس کے بعد یہ چالان مکمل کریں۔ ہمارے کئی کیسز ہیں جن میں انہوں نے تقریباً 15 ہزار لوگوں کو 9۔مئی کے واقعہ میں نامعلوم لوگوں کو پکڑا اور اُن پر غلط ایف آئی آرز دیں۔ اُن کے آج دن تک چالان مکمل نہیں ہوئے۔ یہ ہے اس پولیس کا کردار۔ اس پولیس کا صرف ایک ہی کام ہے کہ پاکستان تحریک انصاف کے گھروں میں آپ نے داخل ہونا ہے۔ اس کا اور کوئی کام نہیں ہے۔ یہ پیسے کیوں بڑھائے گئے ہیں۔ 163۔ارب روپے سے 187۔ارب روپے کیوں بڑھایا گیا؟ ایک سال میں کیا ضرورت پڑ گئی ہے پولیس کو، ہمیں بھی بتایا جائے۔ بہاولنگر والا واقعہ آپ کے سامنے ہے، کھاریاں والا واقعہ آپ کے سامنے ہے۔ پچھلے دنوں لیہ میں ہمارے ورکرز اور ایم پی اے پر پرچہ ہوا۔ حافظ آباد میں ہمارے ایم پی اے کا گھر توڑا گیا۔ راولپنڈی میں ہمارے ایم پی اے پر پرچہ ہوا۔ ہمارے ایم پی اے ضمیر الحسن بھٹی، راجہ تنویر، کرنل شعیب شہاب الدین خان، میاں اسلم اقبال صاحب کو یہ آنے نہیں دے رہے۔ یعنی ستم ظریفی یہ دیکھیں کہ ایک بندہ دو دفعہ ضمانتیں لے چکا ہے یہ آنے نہیں دے رہے ہیں، پولیس پہنچ جاتی ہے۔ میاں حماد اظہر ضمانتوں کے ساتھ پھر رہا ہے۔ جہاں جاتا ہے اس کے پیچھے پہنچ جاتے ہیں، وہ ہمارے پنجاب کے صدر ہیں۔ اس کے باوجود جو کچھ انہوں نے چودھری پرویز الٰہی کے ساتھ کیا ہے، وہ 80 سال کے بزرگ ہیں، وہ سابق چیف منسٹر تھے، سابق ڈپٹی پرائم منسٹر تھے اور سپیکر پنجاب اسمبلی رہ چکے ہیں۔ ان کا کارنامہ یہ ہے کہ پاکستان تحریک انصاف کے جتنے ورکرز ہیں، جتنے پاکستان تحریک انصاف کے لوگ ہیں اُن کو آپ پکڑ کر جیلوں میں ڈالیں۔ اسی کارنامے پر آئی جی پنجاب کو جو میں سمجھتا ہوں کہ وہ نااہل آئی جی پنجاب ہیں۔ وہ اس وقت پنجاب گورنمنٹ کے pay role پر کام کر رہا ہے بلکہ پنجاب حکومت کے خاندان کے pay role پر کام کر رہا ہے۔ اُس کو آپ تقریباً 2,223 ارب روپیہ اس غریب عوام کے ٹیکسز کا دے رہے ہیں، اسی لئے دے رہے ہیں کہ وہ ہمیں پکڑیں، ہمارے گھروں پر آئیں۔ ہم آپ کو اپنے گھروں کی چابیاں دے دیتے ہیں، ہم گھر چھوڑ جاتے

ہیں۔ یہ ہمارے جتنے بھی ایم پی ایز بیٹھے ہیں اِن پر پرچے کروادیں۔ ایک دفعہ ہی ہم اسمبلی کے باہر کھڑے ہو جاتے ہیں، ہمیں گرفتار کر کے لے جائیں۔ اب جہاں کہیں پر کنونشن ہوتا ہے یہ جو حافظ آباد والا کنونشن تھا یہ چار دیواری کے اندر تھا۔ وہاں چند لوگ آئے ہوئے تھے، میاں حماد اظہر ضمانت پر آیا، کوئی absconder نہیں تھے، اُس نے protect ضمانت کروائی ہوئی تھی اور پیچھے جو انہوں نے اُس گھر کا حال کیا ہے۔ اُن کی جو باعزت خواتین تھیں ان کا حال کیا ہے۔ یہ پنجاب میں کیا کر رہے ہیں، یہ ٹائم اِن پر بھی آنا ہے تو یہ پولیس کو اس لئے اتنا بجٹ دے رہے ہیں؟ ادھر ایک ہمارے اسامہ گجر صاحب تھے اور ہمارے ایم این اے جناب اویس جکھڑ ہیں ان پر FIRs ہوئی ہیں لیکن میں اس پر کیا کہوں؟ مجھے ایک بات یاد آتی ہے۔ میڈم چیف منسٹر جب CM بنیں تو انہوں نے یہ کہا تھا، یہ میری بات آپ ذرا غور سے سنیں کہ میں ruthless ثابت ہوں گی جب میں نے اس ruthless کا مطلب دیکھا تو میں نے کہا کہ واقعی وہ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ اگر آپ ڈکشنری میں جا کر اس ruthless کا مطلب دیکھیں، ساڑھے بارہ کروڑ عوام کی چیف منسٹر openly یہ کہہ رہی ہیں کہ میں ruthless ثابت ہوں گی تو اس کا مطلب جو چار سے پانچ مجھے پتا ہیں، اس میں ایک unforgiving، cruel، merciless، without pity and brutal آپ اندازہ لگائیں کہ چیف منسٹر پنجاب فارم 47 ہمارے اوپر مسلط کی ہوئی، ہمارے بارے میں کہہ رہی ہے اور پورے پنجاب کے بارے میں کہہ رہی ہے کہ میں ruthless ثابت ہوں گی یہ انہوں نے خود کہا ہے اور میں نے یہ اپنے پاس سے نہیں کہا۔ آپ یہ پانچ معنی ڈکشنری میں خود چیک کر لیں، یہ پانچ مطلب تو میں نے دیکھے ہیں تو ہم کیا سمجھیں کہ ہمارا واسطہ ایک ایسی مسلط کی ہوئی گورنمنٹ سے پڑ چکا ہے جو کہ ہمارے لئے کوئی رحم نہیں رکھتی اور کوئی انصاف نہیں رکھتی۔ ہم نے اس کے ساتھ جنگ تو کرنی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اسی طرح جنگ کرتے رہیں گے۔

جناب چیئرمین! اب میں بجٹ میں رکھی گئی شاہ خرچیوں کی طرف آؤں گا۔ سب سے پہلے گورنمنٹ ہاؤس کا ذکر کروں گا کہ انہوں نے غریب کے پیسے سے گورنمنٹ ہاؤس کی شاہ خرچیاں کے لئے 1.6 ارب روپیہ رکھا ہے یہ budget statement کا صفحہ نمبر 35 ہے اور یہ ان کے employees کے خرچوں کے علاوہ ہے اس میں تنخواہیں شامل نہیں ہیں۔ یہ منسٹر صاحب بیشک خود چیک کر لیں اس میں تنخواہیں وغیرہ شامل نہیں ہیں۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا

کیونکہ زیادہ لمبا ٹائم ہو گیا ہے چونکہ ان کا جو بجٹ ہے وہ اس طرح کا ہے کہ بندہ دو دن بھی بول سکتا ہے۔ اب میں CM ہاؤس کی مہمان نوازی کی بات کرتا ہوں کہ میرے ٹریژری بنچوں کے جو دوست ہیں ان کو پتا نہیں کہ ادھر کیا مہمان نوازی ہو رہی ہے؟ ویسے میں ان کو یہ بتا دوں کہ CM ہاؤس کی صرف مہمان نوازی کے لئے 1.3 ارب روپے رکھا گیا ہے جو بندہ 8۔کلب میں جائے گا، یہ غریب کے ٹیکسز کا پیسا ہے اب پتا نہیں ان کی مہمان نوازی ادھر کیسے ہوتی ہے لیکن اپنے ذہن میں میرے بھائی یہ رکھیں کہ 1.3 ارب روپیہ CM ہاؤس کی مہمان نوازی کے لئے رکھا گیا ہے، یہ سارا بجٹ ہے، یہ جتنا بھی ہے انہوں نے کیا ہے، کیا آج جو ہماری ruthless چیف منسٹر ہیں انہوں نے اس وقت اپنی money trail دی تھی؟ جب انہوں نے کہا تھا کہ میری تو پاکستان میں بھی جائیداد نہیں ہے، چلیں اس وقت نہیں دی لیکن یہ جو 11 بلین روپے ہیں یہ دوبئی لیکس والے واپس منگوا لیں تو تب بھی صوبے کا کچھ حل نکل آئے گا، کیونکہ یہ اس صوبے کو زندہ درگور کرتے ہیں؟ یہ پروگرام دیں، یا کم از کم کوئی ایسا پروگرام دیں، جب یہ 1985 میں بنے تھے تو کوئی پروگرام دیئے ہوتے تو آج پتا ہوتا، ایک ڈویژن کو لے لیں، گوجرانوالہ ڈویژن کو لے لیں، گوجرانوالہ ڈویژن میں چالیس ہزار ایکڑ بنجر زمین پڑی ہے اور اس وقت بھی پڑی ہے۔ وہ کیوں نہیں نوجوانوں کو فارمز کے لئے دیتے؟ ہم نے گوجرانوالہ ڈویژن کو لے کر یہ ماڈل بنایا ہے۔ ہمارے پاس Divisional Development Programme کے ماڈل موجود ہیں وہ ہم سے لے لیں اور میں آپ کو بھی دے دوں گا۔ ان کو کوئی توفیق نہیں ہو گی کہ ہماری کوئی اچھی چیز adopt کریں کیونکہ یہ عمران فوبیا میں مکمل طور پر گرفتار ہیں۔ اس وقت گوجرانوالہ ڈویژن میں بنجر زمین پڑی ہے یہ نوجوانوں کو farming کے لئے کیوں نہیں دیتے؟ یہ لیپ ٹاپ کیا چیز ہے؟ اس کے بعد وہاں پر دیکھیں کہ کون کون سی skilled Universities بن سکتی ہیں؟ آپ کا وزیر آباد میں cutlery کا سب سے بڑا کام ہو رہا ہے اور اس پورے ایریا کا جی ڈی پی میں ٪ 2 total حصہ بنتا ہے۔ کوئی اس قسم کا پروگرام دیں۔ ہمارے پاس وہ پروگرام ہیں اور ہم ان کو دیکھ سکتے ہیں لیکن ہمارے پروگرام نہیں لیں گے۔ اس کے بعد میری ڈیمانڈ ان سے ایک یہ ہے کہ یہ جو بجٹ انہوں نے دیا ہے اس کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیں، یہ کوئی بجٹ نہیں ہے اور یہ جو میرے بھائی آج یہ بات کر رہے ہیں تو 6 مہینے بعد میں ان کو بتاؤں گا کہ ان کے ساتھ بھی دھوکا ہوا ہے۔842۔ ارب روپے کے ترقیاتی کام میں جو

انہوں نے دیئے اس میں 101۔ارب روپے کی allocation ہے آپ بجٹ بک پڑھ کر تو دیکھیں کہ وہ 842allocations۔ارب روپے میں سے 101۔ارب روپیہ ہے اور تمام تر ریونیو میں ہے Capital میں ایک بھی نہیں ہے۔ آپ نے 54 فیصد محصولات بڑھانے ہیں ،لوگوں کو زندہ در گور کرنا ہے اور اس کے بعد آپ نے کسی کی دس کلو میٹر سڑک ہو گی تو اس کو 50 لاکھ کی allocation کر دیں گے۔اس کا نقصان یہ ہو گا کہ اگلے سال وہی پیسا revise میں بڑھ جائے گا جو کام پانچ کروڑ روپے میں ہونا تھا تو وہی کام دس کروڑ روپے میں ہو گا اور پیسا عوام کا ضائع ہو گا۔ میں آخر میں ایک چیز ضرور بتاؤں گا کہ یہاں پر جب بھی بات شروع ہوتی ہے،میں 1973 سے شروع ہوا اور وہ اس لئے شروع ہوا کہ ہمارے ساڑھے تین سال ان کے سامنے ہیں،ساڑھے تین سال میں سے تقریباً ڈیڑھ سال ہمارا کرونا میں لگا لیکن بغض عمران میں اتنے مبتلا ہیں کہ ان کو عمران خان نہیں بھولتا۔ ہر وقت عمران خان ان کے عصاب پر سوار ہے۔ ہمارے تین سالہ دور میں جو ہمارے منصوبے تھے جو ہم نے مکمل کئے تو میں آپ کو وہ بتاؤں گا کہ سب سے پہلے عمران خان نے احساس کفالت پروگرام بنایا،لنگر خانے کے قیام،شیلٹر ہوم قیام،راشن کارڈ،کسان کارڈ بنایا،صحت انصاف کارڈ،احساس سکالرشپ پروگرام،Insaf Afternoon School Program جو کہ میں ان کو request کر رہا ہوں اور ان کو بتا رہا ہوں کہ یہ کام بھی کر لیں۔انہوں نے یہ کام بند کر دیئے ہیں۔ اسی طرح انصاف معذور بزرگ کارڈ،مزدور کارڈ،روشن ڈیجیٹل پروگرام،خدمت ای مرکز کا قیام،یہ سب عمران خان نے بنائے ہیں اور وزیر اعظم عمران خان نے بنائے ہیں۔ اسی طرح نیب کو بااختیار بنانا اور راست پروگرام عمران خان نے بنایا، سیرت یونیورسٹی کا قیام عمران خان نے کیا،اب tourism کو فروغ دیا،جو اس وقت آپ کے سامنے تھا،بلین سونامی ٹریز کا آغاز کیا، ٹیکس ریفارمز عمران خان نے کئے، آج جو کرکٹ کا حال ہو رہا ہے آپ نے ایک بندہ یہاں سے اٹھایا،بنا دیا وزیر داخلہ ،اس کو کرکٹ دے دی اور جو حال ہوا ہے، عمران خان نے کرکٹ سے ہی کرکٹ بورڈ کا چیئرمین بنایا تھا اس وقت آپ نے دیکھا تھا کہ کیا پوزیشن تھی۔ پاکستان میں کرکٹ کی بحالی، نمبر 21 پی ایس ایل کی کامیابی، نمبر 22 ای ٹرانسفر اور پینشن کا قیام، نمبر 23 ہے یہ میرے دوست معزز ممبر جب بات کرنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو ہر وقت کہتے تھے کہ آپ نے کیا کیا؟ بھاشا مہمند اور داسو ڈیم پر عمران خان نے کام کا آغاز کروایا۔ مجھے ایک ڈیم تو بتا دیں،

ابھی دونوں جگہ پر ان کی حکومت ہے مرکز میں بھی اور صوبے میں بھی۔ ہم نے اپنا گھر سکیم کا کام کیا جس کو اب انہوں نے "اپنی چھت اپنا گھر" کا نام دیا ہے۔ بلا سود قرضے کی سکیم دی

جناب چیئرمین! 21 نئی یونیورسٹیوں پر کام کا آغاز ہوا جو عمران خان صاحب نے کیا۔ 23 نئے ڈسٹرکٹ ہسپتالوں پر کام ہوا پاکستان سٹیزن پورٹل کا قیام ہوا جو آپ کے سامنے ہے۔ سب سے بڑی رحمت اللعالمین اتھارٹی کا قیام ہوا۔ ہر فورم پر عمران خان نے حرمت رسول کے لئے آواز اُٹھائی جس کی انہیں سزا بھی ملی اور وہی سزا ہے جب انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے دلوں میں رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! پی آئی اے، پی ٹی وی اور این ایچ اے کو منافع بخش ادارہ بنایا، زمینوں کی digitalization کی، دنیا کی گیارہویں بڑی oil refinery کا قیام کیا، خیبر پختونخوا میں یتیم خانے اور اولڈ ہوم کا قیام کیا، سری لنکا کے مسلمان جب مرتے تھے تو ان کو جلا دیا جاتا پہلی دفعہ عمران خان کی حکومت آئی اور عمران خان نے ان کی تدفین کے لئے اُدھر اُن کو پابند کیا اور وہاں اب مسلمانوں کی تدفین ہوتی ہے، عمران خان نے کشمیر اور فلسطین کے لئے آواز اٹھائی۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: خاموشی اختیار کی جائے۔ جناب شوکت راجہ! قائد حزب اختلاف کی تقریر کے دوران کوئی لقمے بازی نہ کی جائے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب چیئرمین! سکولوں میں صبح درود شریف اور قرآن پاک دینے کی تعلیم کا آغاز کیا۔ قرآن کی تعلیم کے بغیر ڈگری دینے کا قانون ختم عمران خان نے کیا۔ یکساں تعلیم نظام لاگو کرنے کی کوشش کی، ریکوڈک منصوبے پر کام عمران خان نے کیا، سعودی عرب میں سب سے بڑا کام، سعودی عرب سے مزدوروں کی رہائی عمران خان نے کروائی وہ کب سے وہاں گل سڑ رہے تھے؟ انہوں نے تو اُدھر سٹیل ملیں لگائی ہوئی تھی، پوری دنیا کی حاکمیت صرف اللہ کے پاس ہے اس چیز کو پوری دنیا میں باور کروایا، قوم کے اندر خودداری پیدا کی، ہم ادھر بیٹھے ہیں جتنی مشکلات سے گزر رہے ہیں ہمارے تمام ایم پی اے آگ کے دریا عبور کر کے آئے ہیں۔ ہمارے میں سے ہر کوئی ایم پی اے عمران خان کے ساتھ تھا، رہے گا، اور ان شاء اللہ ہے۔

ملک کی گرتی معیشت کو دوبارہ پاؤں پر کھڑا کیا، تجارتی خسارے کا خاتمہ ہوا، زر مبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوا، غیر ملکی قرضوں کی واپسی شروع ہوئی، سی پیک اتھارٹی کا قیام ہوا ہے، گوادر پورٹ کو عمران خان نے فنکشنل کیا، infrastructure نواز دور کے پانچ سالہ دور سے ڈبل اور کم قیمت میں مکمل کئے، اسلامو فوبیا کی قرارداد کس نے یو این او سے پاس کروائی؟ عمران خان نے کروائی۔ کشمیر کا کیس پوری دنیا میں لڑا امریکہ کو اڈے نہ دینا اور absolutely not کس نے کہا؟ عمران خان نے کہا تھا اور کسی نے نہیں کہا تھا۔ بند صنعتوں کو دوبارہ چلایا، Russia کے ساتھ ملکی مفادات کے تجارتی معاہدے کرنے کی کوشش کی اور پیٹرول اور گیس کے سستے داموں agreement ہونے جا رہے تھے، دیگر وجوہات کے ساتھ ایک وجہ یہ بھی تھی جس وجہ سے 9 اپریل کو regime change ہوا۔ ایل این کے دوبارہ سستے معاہدے کئے، احساس پروگرام کی شفافیت آپ کے سامنے ہے جو عمران خان نے شروع کیا۔ اپنے دور میں او آئی سی اجلاس دو مرتبہ اسلام آباد بلانا اور 57 اسلامی ممالک کی سربراہی پاکستان کو دلانا یہ عمران خان کا کام تھا۔

جناب چیئرمین! یہ وہ منصوبے ہیں میں نے اس لئے یہ بتایا ہے کہ پہلے میں آپ سے ایک بات کر چکا ہوں کہ ہمارے پاس ساڑھے تین سال تھے، یہ ساڑھے تین سال میں ہمارے منصوبے ہیں 1985 سے یہ حکومت آئی ہے طویل ترین اننگز اپنے اقتدار کی کھیل رہی ہے صرف دو کام کر لیں جو ان کی اس وقت چیف منسٹر صاحبہ ہیں انہوں نے جو اُس وقت money trail کی بات کی تھی۔ وہ پیسے دے دیں اور Dubai leeks والے پیسے دے دیں، ان کے 842۔ ارب روپے، 787۔ ارب روپے کسان کا اور 54 فیصد جو یہ محصولات میں اضافہ کر رہے ہیں جس کو ٹیکس فری بجٹ کہتے ہوئے ان کو شرم ہی نہیں آتی وہ یہ سارے cover ہو جائیں اگر یہ اپنی ruthless چیف منسٹر کو کہہ دیں کہ خدا داناں جئے پیسے واپس کر دیو آخر میں ایک شعر پنجابی میں آپ کے گوش گزار کروں گا۔ ایک میاں محمد بخش صاحب اور ایک پیر محمد بخش صاحب تھے جب انگریزوں نے دہلی پر قبضہ کیا تو اس وقت پہلے ہماری مسلمانوں کی زبان فارسی ہوتی تھی تو فارسی کو بڑا مشکل ٹائم آ گیا انگریزوں نے زبان چینج کرنی شروع کر دی تو پیر بخش صاحب نے فرمایا:

اُڈ کے باز چھڈ گئے اَہلنے نوں
گوگھی باغ دی پردھان ہوگئی
وس پے گئی فارسی بُدھواں دے
پیر بخشا گل ویران ہوگئی

جناب چیئرمین: لیڈر آف اپوزیشن نے بڑی تفصیل سے اپنا نقطہ نظر بجٹ پر پیش کیا ہے تو ایک اچھی بات ہے اُن کی بات کو پورے ہاؤس نے چاہے اُن سے کوئی اتفاق کرتا تھا یا اختلاف کرتا تھا پورے سکون سے سنا ہے۔ ہماری یہ خواہش ہوگی کہ جو بھی ممبر اپوزیشن کی طرف سے بولے یا حکومتی بنچز سے ایک دوسرے کی بات کو سنا جائے۔ میں دو تین ماہ سے دیکھ رہا ہوں کہ سپیکر صاحب بھی اکثر اجلاسوں میں یہی کہتے رہتے ہیں کہ ایک دوسرے کی بات کو بڑے تحمل سے سنا جائے۔ تو اب میں دعوت خطاب جناب شوکت راجہ کو دوں گا کہ وہ اس بجٹ کے اوپر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

جناب شوکت راجہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ ایک لمبا دور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی اس ہاؤس میں دیا۔ تیسرا tenure میرا ابھی ہے اور جو میرے دوست یہاں ایک عرصے سے اس ہاؤس میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ممبر ہیں میرے خیال میں تاریخ کی ساری اپوزیشن لیڈر کی تقریریں اُٹھا کے دیکھیں۔ جہاں تک میرا علم ہے اس اسمبلی کی تاریخ میں سب سے مایوس کن تقریر آج جناب اپوزیشن لیڈر کی تھی اور بڑے دور سے سٹارٹ لیا، پیپلز پارٹی کا ذکر کیا، مسلم لیگ کا ذکر کیا اور اُن کی کارکردگی پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی چاہے وہ سراًغلط بیانی سے منسلک تھی۔ بہر حال یہ میرے دوستوں کا وتیرہ ہے انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے زمانے میں تلواریں اور تیر چلتے رہے پھر الزام ہم پر لگایا اس ہاؤس پر لگایا جب آر ٹی ایس بٹھایا گیا تھا جب باجوہ doctrine کی بات ہوتی تھی، جب NAB اور ادارے سیاسی تباہی و بربادی کے لئے استعمال ہوتے تھے اس وقت وہ آپ کو بہت اچھے لگتے تھے، بہت پیارے تھے اور آپ کی مہربانیوں سے judiciary کی بھی تاریخ اتنی سیاہ ہوئی کہ آپ کو جو اختیار نہیں تھا وہ JITs بنوائیں میاں نواز شریف کو سیاسی طور پر تباہ و برباد کرنے کے لئے آپ نے مقدمہ پانامہ کا چلوایا اور سزا

اقامہ پر دلوادی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک تاریخ کا سیاہ دھبہ ہے۔ آپ کو جب ان مقدموں پر اپنی مرضی کے فیصلے نہیں ملتے تھے تو پھر آپ نے میاں نواز شریف کی سیاست ختم کرنے کے لئے مانیٹرنگ جج مقرر کئے، آپ نے میاں نواز شریف کو سزا دی اور وہ جرات مند اور غیرت مند آدمی اپنی بیٹی کے ساتھ سزا قبول کرنے کے لئے اس ملک میں واپس تشریف لایا۔ آپ نے اس کی بیٹی کو اس کے سامنے اس وقت گرفتار کروایا جب وہ اپنے باپ سے جیل میں ملاقات کرنے کے لئے گئی، آپ نے اس کو غیرت کی تمام قدروں کو پامال کرتے ہوئے گرفتار کروایا اور آج اس کی جرات نے اس کو اس ہاؤس کا اور پنجاب کا وزیر اعلیٰ بنایا ہے۔ آپ تاریخ پر نظر ڈال کر دیکھیں جب بھی وقت آیا آپ نے اصولوں کو پس پشت ڈال کر بلکہ میں یہ کہوں گا کہ:

اصول بیچ کر مسند خریدنے والو
نگاہ اہلِ وفا میں بہت حقیر ہو تم
وطن کا پاس تمہیں تھا نہ ہو سکے گا کبھی
اپنی حرِص کے بندے ہو، بے ضمیر ہو تم
عزت نفس کسی شخص کی محفوظ نہیں
اب تو اپنے ہی نگہبانوں سے ڈر لگتا ہے
ڈنکے کی چوٹ پر ظالم کو بُرا کہتا ہوں
مجھے سُولی سے نہ زندانوں سے ڈر لگتا ہے

جناب چیئرمین! جواب تو گیلانی صاحب کو دینا چاہئے لیکن گڑھی خدا بخش کے قبرستان اس خاندان کی لاشوں سے بھرے پڑے ہیں۔ 1973 کا متفقہ آئین اسی جماعت نے دیا، اس ملک میں ایک مضبوط اور پارلیمانی نظام اور رواج اسی جماعت نے دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈکٹیٹر کے آگے سر نہ جھکا کر پھانسی کے پھندے پر چڑھتے ہوئے اس کے آخری الفاظ یہ تھے کہ بھٹو ایک تاریخ کا نام ہو گا اور ہر گھر میں بھٹو پیدا ہو گا اور چاہتے ہوئے بھی وہ جماعت آپ سے ختم نہ ہو سکی۔ آج اس کے بعد چار مرتبہ سیاسی طور پر اقتدار چھینا گیا۔1985 کا دور میاں نواز شریف کا تھا اور اس کے بعد 1988 میں دوبارہ الیکشن ہوا، اس کے بعد پھر 1990 میں الیکشن آیا اور اس کے بعد 1993 میں الیکشن ہوا یعنی آپ نے ایک tenure میں تین مرتبہ نئی اسمبلیاں بنائیں اور میاں نواز شریف کو کام کرنے کا موقع نہیں

دیا لیکن جب آپ نے ان کو ایک سازش کے تحت حکومت سے اتارا، اس وقت پٹرول کی قیمت 50 روپے فی لیٹر تھی اور ڈالر کی قیمت 100 روپے تھی، اس وقت بجلی کا یونٹ موجودہ یونٹ سے 400 فیصد کم تھا، آپ کے دور میں ادویات کی قیمت میں ساڑھے چار سوفیصد اضافہ ہوا۔ میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف اور مریم نواز صاحبہ کا نام کسی بھی منصوبے سے جڑ جائے تو مجھے 1122 کی فائر ایمبولنس ان کے لئے چاہئے ہوتی ہے کیونکہ ان میں سے دھواں اُٹھ رہا ہوتا ہے اور اس دھوئیں کی وجہ سے انہوں نے چھت بھی کالی کر دی ہے۔ اس نام کا بغض ان کے دلوں سے ختم نہیں ہو سکا آپ نے نیویارک جا کر ایک چینل کے رپورٹر کو absolutely not کہا تھا اور کسی سے آپ کی بات کرنے کی جرات نہیں تھی، آج بھی آپ ایک دن تقریر کرتے ہیں اور دوسرے دن ان کے ambassador کے پاس معافی مانگنے کے لئے جرگہ بھیج دیتے ہیں، آپ نے ایک دن absolutely not کہا اور اس سے اگلے دن ہی KPK میں ان کی گاڑیاں قبول کیں اگر آپ نے absolutely not کہا تھا تو پھر اس پر کچھ رد عمل کر کے تو دکھاتے۔ آپ نے اسحاق ڈار کے گھر میں پناہ گاہیں بنائی ہیں۔ میں یہ بات کرنا تو نہیں چاہتا تھا لیکن جب وزیر موصوف بجٹ پیش کر رہے تھے اس وقت جو رویہ اور انداز میرے اُس طرف بیٹھے ہوئے دوستوں کا تھا کہ یہ بجٹ کی کتاب ہے جس کے پہلے صفحے پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہے اور جہاں سے اس بجٹ تقریر کا آغاز ہوتا ہے وہاں پر میرے آقا مصطفیٰ ﷺ کا نام لکھا ہوا ہے میں نے اپنے دوستوں کو ان بجٹ کی کتابوں کو پھاڑتے ہوئے دیکھا ہے اور روایتی انداز میں ایہہ اللہ دی قسمیں ویلاں کران آلے لوگ ہن۔ نہ انہیں اللہ کے نام کا کوئی احترام اور نہ ہی میرے آقا مصطفیٰ ﷺ کی حُرمت کا انہیں کوئی خیال ہے اور یہ ہمیں بتا رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے۔ میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف اور میاں حمزہ شہباز شریف جیل میں گئے، ہیلتھ منسٹر صاحب جیل میں گئے، سعد رفیق صاحب جیل میں گئے، شاہد خاقان عباسی صاحب جیل میں گئے ، احسن اقبال صاحب جیل میں گئے تو مجھے بتائیں کہ آپ نے کس کو چھوڑا ہے اور آپ نے کیا کچھ نہیں کیا؟ یہ ہاؤس رو رو کر آپ کی طرف دیکھتا ہے اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ممبران کے تقدس کو آپ کی جماعت نے اپنے وقت میں پامال کیا ہے جس کی مثال تاریخ میں اس سے پہلے نہیں ملتی۔ آپ نے رانا ثناء اللہ سے بدلہ لینے کے لئے اس پر 21 کلو ہیروئن کا کیس ڈال دیا اور یہ کہتے ہیں کہ ائیر ایمبولینس کے لئے ہیلی پیڈ طے کوئی نہیں تو کیا وہ ہیلی پیڈ بنی گالہ سے پرائم منسٹر ہاؤس جانے کے لئے طے تھا؟

آپ مزدور کے لئے انصاف کارڈ بنائیں لیکن آپ نے کبھی مزدور کے ساتھ انصاف نہیں کیا، آپ نے کسان کے لئے انصاف کارڈ بنایا اور آپ نے اس کے ساتھ بھی کبھی انصاف نہیں کیا۔ ان کے ساڑھے تین سالہ دور میں پنجاب کا کسان سسکیاں لیتا رہا ہے اور آج یہ بہت بڑھ چڑھ کر بیان کرتے ہیں کہ فیصل آباد میں ہم نے سبسڈی دی ہے تو میں بتاتا ہوں کہ انہوں نے فیصل آباد میں سبسڈی کیوں دی کیونکہ انہوں نے جو 106 دن کا [******] میں لگایا تھا وہ فیصل آباد کے صنعتکار آپ کو finance کر رہے تھے۔ آپ نے اپنے دور میں کسانوں کو گولیاں ماری تھیں وہ تاریخ آپ بھول گئے ہیں۔ آپ نے گلف سٹیل مل 9 کروڑ پاکستانی روپے میں سیل کر دی مجھے آپ کی توجہ چاہئے آج میں ایک تاریخی بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں آج ان کی یہ confusion بھی میں دُور کر دوں، جب 1994 میں پاکستان پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ تھی اس وقت میرے والد محترم لاہور ہائی کورٹ کے جج تھے، اس وقت پانچ ججز پر مشتمل ایک کمیشن بنایا گیا تھا اور ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا کہ میاں نواز شریف کے خاندان میں اگر کسی نے کوئی financially corruption کی ہے تو اس کو بے نقاب کریں ان پانچ ججز کی سرپرستی میرے والد محترم نے کی تھی اور جب ساری رپورٹ تیار کر لی گئی اور اس کے بعد میرے والد صاحب پرائم منسٹر کے پاس گئے اور ان کو بتایا کہ میں ان کے خلاف کوئی ایسا کرپشن پر مشتمل کام نہیں ڈھونڈ سکا جس کی بناء پر میں ان کے خلاف کوئی کارروائی کر سکوں اور وہ رپورٹ آج بھی میرے گھر میں موجود ہے

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین جناب سعید اکبر خان کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، جناب شوکت راجہ فرمائیں!

جناب شوکت راجہ: جناب چیئرمین! انہیں یہ confusion ہوتی تھی کہ ان کے پاس یہ اربوں روپے کے فلیٹ کہاں سے آئے ہیں وہ گلف سٹیل مل اس وقت قطریوں نے خریدی تھی تو اس وقت 9 کروڑ روپے پاکستانی مالیت کے یہ فلیٹ لندن والے ایڈجسٹ ہوئے تھے جو کہ میاں شریف صاحب نے آف شور کمپنی میں اپنے پوتوں کے نام کیا تھا، جس کا حساب یہ میاں نواز شریف سے مانگتے ہیں تو

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اس کا حساب میں آج ان کو دیتا ہوں میرے گھر وہ رپورٹ آج بھی پڑی ہوئی ہے۔ جس خاندان کی 1943 میں ڈھاکہ میں پہلی شوگر مل ہو اور بھٹو نے ان کی جائیداد کو nationalize کیا ہو اور اس وقت کے دور میں جس کے پاس پانچ ہزار ملازمین ہوں، آج کے دور میں جو دبئی اور انگلینڈ جاتا ہے تو کروڑوں اور اربوں روپے کا تو وہ بھی مالک ہوتا ہے لیکن مجھے یہ بتائیں اوہ آلی سلائی مشین تے چائی دیو جس دے نال نیو جرسی تے امریکہ اچ فلیٹ آ گھجنے ہن۔ وہ سلائی مشین ہمیں بھی دے دیں یہ یہاں ہماری بہت ساری بہنیں بیٹھی ہوئی ہیں، یہ بھی کروڑ پتی بن جائیں ان کے بھی امریکہ اور یورپ میں فلیٹ بن جائیں، ہمیں بھی اس سلائی مشین کی ضرورت ہے کیونکہ ہمارا بھی دل چاہتا ہے۔(شور وغل)

جناب چیئرمین! آپ House in order کریں۔ پلیز۔ ان سے کہیں کہ جب ان کو وقت ملے گا اس وقت یہ بات کریں۔

جناب چیئرمین: میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں یہ budget discussion ہے ہر رکن اپنی اپنی باری پر بات کرے۔ اگر اس طرح آپ disturb کریں گے تو آپ کے لئے بھی بات کرنا مشکل ہو گی لہٰذا میری آپ سے request ہے کہ پورے ہاؤس نے لیڈر آف دی اپوزیشن کی تقریر بڑے تحمل اور حوصلے کے ساتھ سنی ہے لہٰذا اب آپ مہربانی فرمائیں۔ خاموشی اختیار کریں۔

جناب شوکت راجہ: جناب چیئرمین! میں آپ کو concern article بتا سکتا ہوں کہ I have right to talk on every subject.

تسکین نہ ہو جس میں وہ راز بدل ڈالو
جوراز نہ رکھ پائے ہمراز بدل ڈالو
تم نے بھی سنی ہو گی بڑی عام کہاوت ہے
انجام کا ہو خطرہ آغاز بدل ڈالو
پر سوز دلوں کا جو مسکان نہ دے پائے
سر ہی نہ ملے جس میں وہ ساز بدل ڈالو
دشمن کے ارادوں کو ہے ظاہر اگر کرنا
تم کھیل وہی کھیلو انداز بدل ڈالو

جناب چیئرمین! میں نے تو ابھی بجٹ پر بات ہی نہیں کی بلکہ اپوزیشن لیڈر نے جو باتیں کی تھیں میں ان کا جواب دے رہا ہوں۔میں یہ بتانے جا رہا ہوں کہ اس وقت بہت سارے چہرے اسی آپ کے ٹکٹ پر آئے ہیں جو فائلیں اٹھا کر پیچھے پھرتے تھے۔ میرے چند ایک دوست خاندانی سیاسی موجود ہیں میں ان الفاظ پر ان سے معذرت چاہتا ہوں لیکن ہوش کریں میں جواب دے سکتا ہوں، یہ floor اس بات کا متقاضی نہیں ہے، یہ مقدس ایوان، یہ بارہ کروڑ کے عوام کا مقدس ہاؤس اس بات کا متقاضی ہے کہ ادھر بیٹھے ہوئے ادھر والوں کی عزت کریں۔ آپ نے جو کام کئے میں نے تو ابھی بھی آپ کا لحاظ کیا ہے ورنہ آپ نے جو جو تاریخ رقم کی، میرے پاس ثبوت موجود ہے کہ آپ کے دور میں ایک ایک بیگم کے دو دو شوہر سرکاری عمرے پر جاتے رہے ہیں۔ آپ پڑھتے تو **ایاک نعبد وایاک نستعین** ہیں لیکن آپ کیلی فورنیا کی عدالتوں کا فیصلہ دیکھیں، سبزواری کی بات سنیں یہ ریاست مدینہ بنانے والوں کا حال ہے؟ مجھے پتا ہے کہ اپوزیشن لیڈر نے جو آج تصویر لگائی ہے اس سے قائد اعظم کی روح بھی تڑپ رہی ہو گی۔ یہاں تو سیتا وائٹ کی تصویر ہونی چاہیئے تھی۔ ابھی میرے بھائی کو transgender کی فکر پڑی تھی لیکن ساڑھے تین سالوں میں اس قوم کو جو ٹھمکا gender آپ دے گئے ہیں، جو اس ملک و قوم کا بیڑا آپ غرق کر گئے ہیں تاریخ میں وہ کسی نے نہیں کیا۔ اس ملک کے اداروں کے ساتھ ظلم و زیادتی، شہیدوں کی روح کے ساتھ ناانصافی، اس وطن کے شہیدوں کے ساتھ جو بے غیرتی آپ نے دکھائی اس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔

جناب چیئرمین! شوکت خانم کے نام پر کینسر ہسپتال ہو تو انہیں اچھا لگتا ہے لیکن اگر پنجاب حکومت کا ہسپتال میاں نواز شریف کے نام پر ہو تو اس کے ساتھ کانٹے لگے ہوئے ہیں جو انہیں چبھتا ہے۔ یہی کہہ دیتے کہ ایک اچھا پراجیکٹ شروع کیا ہے، کم از کم جو کام ہو رہے تھے ان کی تو تعریف کرتے اس میں بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جو پہلے نہیں تھیں، جن initiatives کی پہلے کسی کو توفیق نہیں ہوئی تھی۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے آوازیں: شہباز شریف کو توفیق نہیں ہوئی تھی۔

جناب شوکت راجہ: قربان جاواں اس کی سپیڈ کا نام آج بھی دنیا لیتی ہے اور آپ کے لیڈر کی پوزیشن یہ ہے کہ سعودی عرب والوں کو کہا تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کی گارنٹی نہیں دے سکتے، تعریف کر رہے تھے وہ وقت آپ کو یاد نہیں جب ان کے مانگے جہاز میں بیٹھے اور ایسی گفتگو کی تو اس آکھیا میرا جہاز واپس موڑو تسیں اس قابل نہیں ہو جاؤ۔ بطور قوم ہماری کہاں کہاں بے عزتی نہیں کرائی؟ دنیا میں کہاں کہاں ہمیں ذلیل ورسوا نہیں کیا؟(شوروغل) یار حوصلہ کرونا۔ بجٹ پیش ہو رہا تھا آپ نے۔۔۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ Chair کو address کریں انہیں مخاطب نہ ہوں۔

معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے آوازیں: آپ کے پاس چار ماہ کا ٹائم ہے۔

جناب شوکت راجہ: جناب چیئرمین! ان شاءاللہ 14 سال 4 مہینے۔ ریاست مدینہ بنانے والوں کی ایک تاریخ اور بھی ہے ان کے لیڈر نے ایک یورپین لڑکی کو مسلمان کیا، اس سے شادی کا وعدہ کیا لیکن جب James Goldsmith کا پیسا اور backup دیکھا تو اسے بھی چھوڑ دیا اس نے کتاب لکھی ہے بے شک وہ پڑھ لیں۔ زیادہ دور نہ جائیں کچھ عرصہ ریحام خان ان کی والدہ رہی ہیں ان کی کتاب بھی پڑھ لیں پہلے نہیں مانتے تھے لیکن آج سارے مانتے ہیں اور وقت کے ساتھ بہت ساری باتیں عیاں ہوئی ہیں۔ اب تو بہروز سبزواری نے بھی مہر لگا دی کہ موصوف ایک پیگ تو میرے سامنے پیتے تھے۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے کیپٹن صفدر
زندہ باد کے نعرے لگائے گئے)

کیپٹن صفدر سابق فوجی افسر ہے، ایک غریب اور متوسط گھر کا فرد ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس پر کرم نوازی دیکھیں کہ آج اپوزیشن بھی اس کے نعرے مار رہی ہے۔ آپ نے تو اپنی رشتہ داریوں کے لئے کروڑ پتی ڈھونڈے اور ایک پاکستانی میئر کے امیدوار کو چھوڑ کر انہیں support کرنے کے لئے لندن گئے۔ جس کی اپنی اولاد یہودی ازم پر believe کرتی ہو کیا ریاست مدینہ بنائے گا۔(شوروغل) یار بڑا ریکارڈ ہے نہ چھیڑو۔

جناب چیئرمین: یہ رویہ صحیح نہیں ہے۔ آپ لوگوں نے بھی تقاریر کرنی ہیں۔ میں دونوں اطراف سے گزارش کروں گا۔ راجہ صاحب! آپ بھی Chair کو address کریں۔

جناب شوکت راجہ: جناب چیئرمین! بڑے روپ ہوتے ہیں۔ ہر چیز کے مختلف روپ ہوتے ہیں، سیاستدانوں کے بھی بڑے روپ ہوتے ہیں، سیاسی قائدین کے بھی بڑے روپ ہوتے ہیں۔ آپ ایک پانی لے لیں اگر اوپر اٹھے تو بھاپ، اوپر سے گرے تو بارش، جم کر گرے تو اولے، گر کر جمے تو برف، پھول سے گرے تو شبنم، اسماعیل کے پاؤں سے نکلے تو زم زم، میرے آقا کی انگلی سے نکلے تو آب کوثر۔ اسی طرح انسانوں کے بھی بڑے روپ ہوتے ہیں، ہاتھ میں تسبیح لے کر **ایاک نعبد و ایاک نستعین** پڑھتے ہیں لیکن میں گارنٹی سے کہتا ہوں کہ آج انہیں باہر لے آئیں وضو کروالیں اگر وہ صحیح طریقے سے وضو کر لیں تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔ ان کے بھی بڑے روپ ہیں انہوں نے اس ہنستے بستے ملک پر سب سے پہلی مہربانی یہ کی کہ اس ملک کا سٹیٹ بنک آئی ایم ایف کے حوالے کیا جو ہماری شہہ رگ تھی، جو بُرے وقت میں کام آتا تھا۔ جس زمانے میں ہم پر sanctions لگیں چونکہ ایٹمی دھماکہ کرنے کا وقت ایک مشکل وقت تھا لیکن یہ حالات، یہ مہنگائی اور یہ کسمپرسی کے حالات اس وقت بھی پیدا نہیں ہوئے تھے کیونکہ ہمارا اپنا سٹیٹ بنک تھا، ہمارا اپنا کنٹرول تھا اور ہم اپنے معاملات اپنی مرضی سے چلاتے تھے۔ انہوں نے وہ وینٹی لیٹر پہلے ان کے حوالے کیا جنہیں شاید ہماری ایٹمی طاقت چھبتی تھی پھر انہی کے کہنے پر اس ایٹمی طاقت کے نگہبانوں، پاسبانوں اور اس کی حفاظت کرنے والوں کے مجسموں کو توڑا پھوڑا اور اس عمل سے ہماری روح بھی کانپی اگر یہ کام کسی اور جماعت سے ہو تا تو آج وہ ban ہوتی۔ مجھے سمجھ یہی آئی اور مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ ایک چیف جسٹس جو اپنی ساس سے مشورہ لے کر فیصلے دیا کرتے تھے اور انہیں نوازتے تھے آج بھی اس کی باقیات وہاں بیٹھی ہیں وہ شاخسانے آج بھی وہاں چل رہے ہیں جن کی وجہ سے اتنے سنگین جرائم میں انہیں وہاں سے relief مل رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ساتھ یہ مہربانیاں کرنے والے بھی اس ملک و قوم کے ساتھ غداری کر رہے ہیں۔ جو اس ہاؤس کے اختیارات سلب کر کے ہم پر ناجائز فیصلے تھوپ رہے ہیں مجھے یہ بتائیں کہ اگر دہشت گردی کی عدالتوں کے جج گورنمنٹ مقرر کر سکتی ہے تو ٹربیونلز کے جج گورنمنٹ مقرر کیوں نہیں کر سکتی جب ان کا دور تھا تو چیئرمین نیب کا tenure ختم ہونے کے باوجود،

ان کی بھی بڑی نازیبا ویڈیوز اُس وقت منظر عام پر آئی تھیں جو کہ انہوں نے اسے بلیک میل کرنے اور ہماری leadership کو نقصان پہنچانے کے لئے use کی تھیں۔

جناب چیئرمین! as an iron lady مریم کی ویڈیوز ہر روز بنتی ہیں۔ مریم نواز صاحبہ 22/22 گھنٹے پنجاب کے غریب عوام کے لئے کام کرتی ہیں اور result دے رہی ہیں۔ آج آپ آٹے اور گھی کے rates دیکھیں۔ آج غریب لوگوں کو ان کی ضروریات زندگی کی چیزیں آپ کے دور حکومت کی نسبت سستی مل رہی ہیں۔ ہم نے 100 دنوں میں deliver کیا ہے۔ حالات نے بتایا ہے کہ یہ شمع ان شاءاللہ صوبہ پنجاب کو روشن کرے گی، پنجاب خوشحال ہو گا اور پنجاب کامیاب ہو گا۔ آپ لوگوں نے تو صوبہ پنجاب میں ایک "گھگو گھوڑا" بٹھایا ہوا تھا جو کہ DCs اور ACs کی ٹرانسفر کے پیسے لیا کرتا تھا۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں معذور لوگوں کے لئے ایک incentive رکھا گیا ہے۔ ہمارے صوبہ پنجاب کے setup میں معذوروں کی ملازمت کے لئے 3 فیصد کوٹا مختص ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ کچھ ایسے معذور بھی ہیں کہ جنہیں دو دو لوگ اُٹھا کر وہیل چیئر پر بٹھاتے ہیں اور وہ اس قابل نہیں کہ کسی ملازمت کی جگہ پر خود جا سکیں۔ میں نے ایک گھر میں ایسے تین معذور بچے دیکھے ہیں۔ اس گھر کا مرد اور عورت ان بچوں کی دیکھ بھال میں دن رات لگے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کوئی اور کام کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ ایسے معذور بچوں کو تین یا چار لوگ سنبھالتے ہیں اس لئے میں گزارش کروں گا کہ disables اور ان کی دیکھ بھال کرنے والوں کے لئے اس بجٹ میں ایک proper initiative ہونا چاہئے۔ اس بجٹ میں اس مقصد کے لئے خصوصی طور پر fund مختص کئے جائیں۔ یہ disables لوگ ignore ہوئے ہیں، ان کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی جبکہ یہ میری اور آپ کی توجہ کے متقاضی ہیں۔

جناب چیئرمین! ماڈل فش مارکیٹ اور Aquaculture Shrimp Farming کا آغاز بہت اچھے اقدامات ہیں۔ مجھے پچھلے مہینے Barcelona میں منعقد ہونے والے International Seafood Festival میں شرکت کرنے کا موقع ملا ہے۔ یقین کریں کہ مجھے یہ دیکھ کر بہت دُکھ ہوا کہ وہاں پر ساری دنیا کے سٹال لگے ہوئے تھے لیکن پاکستان کا سٹال نہیں تھا۔ ایکواڈور اور ویت نام میں جنگیں لڑی گئیں اور ان کی معیشت تباہ ہو گئی لیکن انہوں نے Seafood کے حوالے سے اپنی

revenue and کا economy کو revive کیا۔وہ فارمنگ کے ذریعے کروڑوں اور اربوں ڈالرز کا foreign exchange generate کرتے ہیں۔وزیراعلیٰ صاحبہ نے اس حوالے سے جو initiative لیا ہے اس پر seriously عملدرآمد کیا جائے تاکہ یہ منصوبہ صوبہ پنجاب کی income کے لئے اور ہماری نسلوں کے مستقبل کے لئے مفید ثابت ہو سکے۔

جناب چیئرمین! جدید دور میں جدید طرز پر معاملات کو چلانے کے لئے میں وزیر اعلیٰ صاحبہ کا شکر گزار ہوں۔انہوں نے Nawaz Sharif I.T City کے قیام کا اعلان کیا ہے۔اس منصوبے کو پنجاب کے چار پانچ بڑے شہروں تک extend کریں۔یہ نوجوان نسل کے روشن مستقبل کے لئے انتہائی ضروری ہے۔اس کا کوئی بھی نام رکھ لیں کیونکہ میاں محمد نواز شریف کے نام سے PTI کے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔اس کے لئے pain killer کا بندوبست کر لیا جائے۔یہ I.T City پنجاب کے عوام کی اشد ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! اب میں شعبہ صحت کے حوالے سے بات کروں گا۔اس حوالے سے ہماری حکومت نے بہت اچھے initiatives لئے ہیں۔ہمیں نقصان اس مافیا سے پہنچتا ہے کہ جنہوں نے اس ادارے کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔محکمہ صحت کے لئے بہت زیادہ funds مختص کئے گئے ہیں۔وزیراعلیٰ صاحبہ کی سوچ کا کوئی جواب نہیں ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ Clinic on Wheels بہت اچھا منصوبہ ہے لیکن یہ کسی ڈسپنسری یا BHU کے ساتھ منسلک ہونا چاہئے۔یہ منصوبہ اس سے پہلے صرف سکاٹ لینڈ میں شروع کیا گیا تھا۔آج سے دس سال پہلے سکاٹ لینڈ کی وزیر اعظم نے اپنے ملک میں یہ منصوبہ شروع کیا تھا اور وہاں کے لوگوں کو ان کے گھروں میں ادویات ملتی تھیں۔محترمہ وزیراعلیٰ نے ایک بات پہلی پارلیمانی میٹنگ میں کہی تھی کہ کرپشن میری redline ہے۔اس ایوان میں بیٹھے ہوئے دونوں اطراف کے معزز ممبران نہیں چاہتے کہ عوام کے ٹیکس سے اکٹھے ہونے والے پیسوں کا غلط استعمال کیا جائے۔

جناب چیئرمین: محترم شوکت راجہ مہربانی کر کے wind up کر لیں۔

جناب شوکت راجہ: جناب چیئر مین!وزیر اعلیٰ صاحبہ نے جو initiative لیا ہے اگر اس پر صحیح معنوں میں عملدرآمد ہو جائے تو اس سے بہت بہتری آ جائے گی۔ محکمہ صحت کے لوگ اگر 200 لوگوں کو ادویات مہیا کرتے ہیں اور ایک مریض کو کم از کم پانچ منٹ دیں تو ایک ہزار منٹ بنتے ہیں یعنی 200 مریضوں کو ادویات مہیا کرنے کے لئے 14 گھنٹے درکار ہیں اور کوئی بھی ڈاکٹر 14 گھنٹے ڈیوٹی نہیں کرتا لہٰذا میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ اس بابت پارلیمانی کمیٹی بنائی جائے جو اس چیز کو probe کرے کہ وزیر اعلیٰ صاحبہ جو کچھ چاہتی ہیں آیا اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے یا نہیں؟ اگر اس منصوبے پر proper طریقے سے عملدرآمد نہیں ہو رہا تو جو لوگ اس کے راستے میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں ان کا بندوبست کرنا بھی از حد ضروری ہے۔ صوبہ پنجاب کا ہر محکمہ اس ہاؤس کو جواب دہ ہے کیونکہ ہر محکمے کو بجٹ ہم دیتے ہیں اور ہم ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ وہ بجٹ کہاں اور کیسے خرچ کر رہے ہیں۔ اگر یہ بجٹ صحیح معنوں میں اور proper طریقے سے خرچ نہیں ہو رہا تو پھر ایسا کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچانا ہمارا حق اور فرض ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ ہم پیسے دیں اور وہ کھا کر گھر چلے جائیں اور حکومت یا وزیر اعلیٰ صاحبہ کا منصوبہ پایہ تکمیل تک نہ پہنچے تو میں سمجھوں گا کہ یہ اس ہاؤس اور حکومت کے ساتھ زیادتی ہو گی۔

جناب شہباز احمد: جناب چیئر مین! دراصل شوکت راجہ صاحب محکمہ صحت سے مفت بال لگوانا چاہتے ہیں۔ (قہقہے)

جناب شوکت راجہ: جناب چیئر مین! میں آپ کی وساطت سے رانا شہباز صاحب سے کہوں گا کہ مجھے تنگ نہ کریں۔ میں اپنی تقریر کا اختتام شعر کے ساتھ کروں گا:

جی چاہندا اے موت توں پہلاں ایسا نگر میں ویکھاں
جس دے باسی اک دوجے نال ذرا نہ نفرت کردے ہون
جس نے حاکم زر دے پچھے سپّاں وانگ نہ لڑدے ہون
جتھے لوکیں مرن توں پہلاں روز روز نہ مردے ہون

بہت شکریہ

جناب چیئرمین: معزز ممبران بجٹ پر عام بحث کر رہے ہیں اور میں چاہتا ہوں ہر معزز ممبر پانچ منٹ میں اپنی تقریر مکمل کر لے تاکہ زیادہ سے زیادہ ممبران بجٹ پر بات کر سکیں۔ اب میں جناب جنید افضل ساہی صاحب کو بجٹ پر تقریر کی دعوت دیتا ہوں۔ جنید افضل ساہی صاحب! میں توقع کروں گا کہ آپ پانچ منٹ میں اپنی بات مکمل کر لیں گے۔

جناب جنید افضل ساہی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میرے بھائی جناب شوکت راجہ نے اپنی تقریر کے اندر جو الفاظ استعمال کئے ہیں میں سمجھتا تھا کہ Chair کا یہ فرض بنتا تھا کہ اُن میں سے غیر پارلیمانی الفاظ کو expunge کیا جاتا۔ اس Chair کا احترام ویسے بھی ہمارے اوپر واجب ہے لیکن میں تھوڑا سا زیادہ احترام اس وجہ سے کرتا ہوں کہ میرے بزرگ اس کرسی پر بیٹھتے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس Chair کا decorum ہے تو آپ اِدھر بیٹھے تھے آپ کا فرض بنتا تھا کہ آپ اُن الفاظ کو expunge کرتے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کو بُغضِ عمران کی وجہ سے عمران خان کی تصویر سے جو مسئلہ ہے تو اتنے لمبے چوڑے بھاشن کی بجائے میرے بھائی ایک شعر میں بھی اپنی بات ختم کر سکتے تھے کہ:

میری قبر پہ نہ آنا تُم ہمراہِ رقیباں
کہ مُردوں کو مسلمان جلایا نہیں کرتے

جناب چیئرمین! پاکستان مسلم لیگ (ن) چونکہ فارم 47 کی پیداوار ہے تو ان کے ضمیر اور ان کی سیاست کی موت واقع ہو چکی ہے اور یہ اپنی قبروں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کو عمران خان ہر وقت اپنا رقیب دِکھتا ہے۔ یہ اتنا شعر پڑھ دیتے تو شاید یہ مسئلہ بڑی جلدی نپٹ جاتا انہیں اتنی لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت نہ پڑتی۔ آپ ایک سینئر پارلیمنٹیرین ہیں میں اس بجٹ کے حوالے سے آپ سے اور وزیر خزانہ صاحب سے ایک مختصر چیز سمجھنا چاہوں گا کہ اس ہاؤس کو صرف اور صرف ایک rubber stamp کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ میں پچھلے بجٹ اور اس بجٹ کی کتابیں لے کر گیا اور ان کتابوں کو پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کی کہ آپ ہاؤس سے جو approval لیتے ہیں اُس کی sanctity کیا ہے یعنی اس ہاؤس کی رائے کا مقصد کیا ہے؟ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ بابو یہاں پر بیٹھ کر بجٹ بناتے ہیں لیکن یہ 3 مہینے کا بجٹ بھی صحیح طریقے

سے نہیں بنا سکے۔ آج ہم اسی بجٹ کے اندر ضمنی بجٹ کو بھی discuss کرنے کے لئے بیٹھیں گے۔ مجھے یہ سمجھائیے کہ اگر ان کے پاس اختیار ہے جو آئین پاکستان نے آرٹیکل 48 کے اندر انہیں دیا ہوا ہے .But it was for eventuality کہ اگر کبھی کوئی نامساعد حالات کی وجہ سے budget expenditure جو ایک محکمہ کو allocate کیا گیا تھا اُس سے بڑھ جائے تو وہ خرچہ کر کے ہاؤس سے approve کروالیں لیکن مجھے بتائیے کہ کیا کسی بھی بجٹ کے اندر ضمنی گرانٹ ایسی ہے جو نہ پیش کی گئی ہو؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے ان کی مرضی اور منشاء کے اوپر چلنا ہے تو اس ایوان کا ٹائم اور اس پنجاب کی غریب عوام کا پیسا بچائیے۔ مجھے بتایا جائے کہ یہاں پر آنے کے لئے آپ ہمیں جو اعزازیہ دیتے ہیں اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کو بھی اعزازیہ دیا جاتا ہے اس کو total sum up کریں اور آپ اس اجلاس کو صرف اور صرف دنوں پر calculate کیجیئے گا تو یہ 70 سے 72 کروڑ روپیہ بنتا ہے۔ مجھے بتائیں 72/70 کروڑ روپیہ ضائع کرنے کا فائدہ کیا ہے کیونکہ اگر یہ اگلے سال تک برسر اقتدار ہوئے تو اگلے بجٹ کے اندر پھر انہوں نے یہی کام کرنا ہے۔ اگلے سال بھی یہ ایک ضمنی گرانٹ لے کر آئیں گے کہ ہم نے اس مد کے اندر جو پیسا رکھا تھا وہ ناکافی تھا اس لئے ہم نے یہ خرچ کر لئے ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسری چیز یہ ہے کہ وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ تقریر کے اندر بتایا کہ minimum wage 37 thousand rupees مختص کی جارہی ہے۔ آپ ذی شعور آدمی ہیں آپ اپنے ایمان سے بتائیے گا ایک گھر میں چار افراد ہوں تو کیا 37 ہزار روپے میں اُس گھر کا بجٹ بن سکتا ہے۔ آپ صرف اپنے سرکاری اعداد و شمار کے اوپر رہیے درجہ چہارم تک کے ملازم کی تنخواہ کے اندر آپ نے ہاؤس رینٹ کی مد میں 2 ہزار روپیہ رکھا ہوا ہے اور اسی طریقے سے آپ نے باقی heads بھی divide کئے ہوئے ہیں آپ بتائیے کہ ہم کون سی دنیا میں رہتے ہیں؟ آپ لاہور شہر بھی چھوڑ کر پورے پاکستان میں مجھے کوئی شہر بتائیے جہاں گھر یا ایک کمرہ ہی 2 ہزار روپے کرائے پر مل سکتا ہو؟ انہوں نے اگر یہ تکلف کرنا تھا اور محکمہ خزانہ کو یہ بجٹ تیار کرنے کے لئے اچھا خاصا فنڈ دیا گیا تو کم از کم اُس کو rationalize کر لیتے، سروے کر لیتے کیونکہ ان بابوؤں اور ان برسر اقتدار لوگوں کو گھر سے نکلنے کی فرصت نہیں ہے یہ بند کمروں میں بیٹھ کر فیصلے نہ صادر فرمائے جائیں۔ اگر بنیادی تنخواہ 60 ہزار روپیہ بھی ہو تو یہ تھوڑی ہے تو یہاں پر لوگوں کا گزارا بہت

مشکل سے ہو گا۔ میں اسی کے اوپر ایک شعر پڑھنا چاہوں گا کیونکہ جناب شوکت راجہ نے بھی ہمیں بڑے اچھے اشعار سُنائے:۔

ہر سمت ظالموں کی خُدائی ہے اے خُدا
جینے کا حق نہیں کسی بدنصیب کو
اس عہدِ نامراد میں رزقِ حلال کیا
عزت کی موت بھی نہیں ملتی غریب کو

جناب چیئرمین! بجٹ کی یہ کتابیں تیار کرنے والے بابو، جنہیں پڑھ کر ہم نے اس بجٹ کے اوپر کوئی بحث کرنی تھی میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ اس کا مقصد فوت چکا ہوا ہے تو ہم اس مقصد کے تحت یہاں پر بیٹھے ہیں ہم صرف اور صرف عوام کا خُون نچوڑنے کے لئے یہاں بیٹھے ہیں اور ہم اس ایوان کے اندر اُن کا مزید پیسا ضائع کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین! ایک physical risk statement کے نام سے ہمیں یہ کتابچہ دیا گیا ہے اس کے اندر جتنے تخمینے لکھے گئے ہیں وہ مارچ 2024 تک کے ہیں اور 24-2023 projection کی ہے۔ آپ بجٹ اس سال کا پیش کر رہے ہیں، at least figures ٹھیک کر کے بتا دیتے کہ 24-2023 میں آپ نے نکالا کیا تھا؟ اگر 24-2023 کا آپ کے پاس آج کے دن تک یہ conclusion نہیں ہے کہ آپ نے کتنے percent growth کی، کتنے percent expenditures ہوئے اور کتنے percent چیزیں آپ کے پاس موجود نہیں ہیں تو آپ پھر یہ بجٹ اجلاس کروا کر لوگوں کا پیسا کیوں ضائع کر رہے ہیں؟ اسی کے اندر اگر آپ پڑھیں تو بڑی مضحکہ خیز چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔ دو صفحوں کے فرق سے جب آپ own revenue کے اندر جاتے ہیں تو وہاں پر آپ federal divisible pool میں سے جو percentage mention کرتے ہیں اُس کی سمجھ آ جاتی ہے لیکن اسی کے اندر commodity operations debt میں جب آپ جاتے ہیں وہاں پر آپ ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس صرف اور صرف گندم کی وجہ سے debt servicing بہت زیادہ ہو گئیں یعنی ہمارے اوپر بہت زیادہ debt آ گیا اور اس وجہ سے ہماری growth نہیں ہو سکی اور اس سے اگلے صفحے کے اوپر جب ہم جائیں گے وہاں پر آپ پھر لکھتے ہیں کہ ہمارے پاس صرف اور صرف 19۔ارب روپیہ debt servicing میں رہ گیا ہے جو local ہے تو آپ مجھے یہ بتائیے کہ اگر یہ figures بھی ٹھیک نہیں لکھ سکتے تو پھر ہم

انہیں تنخواہیں کس مد میں دے رہے ہیں اور یہ بجٹ کس لئے پاس کروایا جارہا ہے؟ ہم یہاں پر ان کا بھی ٹائم ضائع کرتے ہیں اور اپنا ٹائم بھی ضائع کرتے ہیں۔ ابھی مزید دوست بھی باتیں کریں گے یہاں پر ثناء خوان آلِ شریف بیٹھے ہیں جو بیٹھ کر قصیدہ گوئی کے اندر ہر حد عبور کرنے کی کوشش کریں لیکن آپ مجھے یہ بتایئے کہ میں نے ان کا جو Annual Development Programme دیکھا ہے اس کے اندر ہم نے پچھلے بجٹ میں بھی گزارشات کیں لیکن ہماری گزارشات کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ یہاں پر قائد حزب اختلاف بھی کافی اچھے مشورے دے کر گئے ہیں اور یہاں پر ہم نے figures کے اندر بھی کافی discussion کی۔ فیصل آباد ڈویژن سب سے زیادہ water log area ہے میں نے Irrigation کا پورا ADP کھنگال کر دیکھنے کی کوشش کی لیکن اس میں water log area کی بہتری کے لئے ایک پیسا بھی نہیں رکھا گیا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ پچھلے بجٹ کے اندر میں نے یہ گزارشات کیں کہ آپ نے 80 کروڑ روپے کی سکیم کے اندر 2 ہزار روپیہ رکھ دیا ہے تو انہوں نے سرے سے وہ سکیم ہی کاٹ دی۔ میرے حلقے کے اندر development کے جتنے منصوبے تھے اُن کے اوپر بھی ماشاء اللہ بہت اچھا کام کیا میں نے highlight کیا کہ ہم نے بچیوں کا ایک ایسوسی ایٹ کالج approve کروایا، اُس کو ADP کے اندر رکھا گیا، محکمہ ہائیر ایجوکیشن کے نام زمین transfer کی گئی لیکن ان کی شفقت اور مہربانی دیکھئے کہ انہوں نے اس سال وہ سکیم بھی نکال دی۔ یہاں پر جس طریقے سے باقی چیزوں کے اوپر خرچہ کیا جارہا ہے صرف اور صرف فارم 47 کے ذریعے ان کی حکومت بنا کر ان کو کانا کرنے والوں کو relief دینے کے لئے یہ فنڈ رکھے گئے ہیں۔ آپ C&W کے اندر Housing میں جائیں اور اُس کے بعد آپ public buildings کا head دیکھ لیں۔ میں public buildings head میں صرف چند figures mention کر دیتا ہوں۔ GOR-1 کے اندر کہیں ٹیوب ویل لگنا ہے، کہیں سڑک کی مرمت ہونی ہے، کہیں پارک کی مرمت ہونی ہے، کہیں گھروں کی تزئین و آرائش ہونی ہے تو وہاں دینے کے لئے ان کے پاس 943 ملین روپے موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: ساہی صاحب! آپ جلدی wind up کریں۔

جناب جنید افضل ساہی: جناب چیئرمین! اگر آپ شفقت کریں تو میرا کوئی اور دوست مجھے دو منٹ دے دیتا ہے۔ اگر میں اُن کے اوپر بات کروں تو میرا مائیک بند کر دیجیے گا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! معزز ممبر کوئی political بات نہیں کر رہے یہ بجٹ پر ہی بات کر رہے ہیں لہٰذا آپ انہیں سُن لیں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ دوسرے speakers نے بھی relevant بولنا ہے تو آپ ٹائم کو بھی دیکھ لیں کیونکہ بجٹ پر آپ کے دوستوں نے ہی بات کرنی ہے۔

جناب جنید افضل ساہی: جناب چیئرمین! اسے آپ دیکھ لیں کہ بابو جنہوں نے انہیں فارم 47 کے ذریعے جتوایا تھا۔ ان کے صرف دفتروں اور گھروں کی تزئین و آرائش کے لئے 3826 ملین روپے رکھے گئے۔ اس کے بعد اگر ہم دیکھیں کہ انہوں نے آفیسرز کے گھروں کی renovation کے لئے اور ان کے لئے نئے فلیٹ بنانے کے لئے جو head رکھا ہے اس کے اندر 1195 ملین رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح اگر آپ کہیں گے تو میں سارا دن ان کے کارنامے آپ کو بتاتا رہوں گا کہ انہوں نے پیسے کس کس طریقے سے لگائے۔

جناب سپیکر! اب جہاں پر ضرورت تھی جس طریقے سے بتایا جا رہا تھا اور انہوں نے اپنی تقاریر میں لاتعداد بار جیتنے والے وزراء نے بات کی یا چیف منسٹر صاحبہ نے بات کی تو فرمایا جاتا تھا کہ کسان کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ میرا خیال ہے ہاؤس اندر دوستوں کو دیکھ کر اور ہاؤس کا پریشر ہوتا ہے لیکن وہ کہنا چاہتے تھے کہ ہم کسان کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے اس حرکت کا عملی ثبوت دیا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کے علاقے کی بہتری کے لئے ایک سکیم تھی جس میں آپ کے علاقہ نے بھی develop ہونا تھا اور باقی علاقوں نے بھی ہونا تھا۔ انہوں نے 32775 ملین کی نئی سکیم اے ڈی پی میں رکھی اور ستم ظریفی دیکھئے کہ ایک سال جو fiscal year جس کے لئے یہ بجٹ پیش کیا جا رہا ہے اس میں صرف پانچ ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ اسی طریقے سے چولستان

کنال سسٹم کے لئے 2لاکھ 18 ہزار ملین کا پراجیکٹ ہے لیکن اس کے لئے ایک ملین رکھا گیا۔ یہ صرف اور صرف یہاں پر figures کا گورکھ دھندہ ہے۔ انہوں نے کوشش کی ہے کہ صرف یہ گدھوں والا وزن ایم پی ایز کے اوپر لادا جائے۔ اس کو نہ کوئی پڑھے اور نہ کسی کو سمجھ آئے۔ یہ صرف تشہیر کے لئے جب بتائیں گے تو اس وقت بتایا جائے گا کہ 2لاکھ 18 ہزار ملین ہم نے چولستان کنال سسٹم اور اس کی بہتری کے لئے رکھ دیا ہے لیکن حقیقت میں ایک ملین رکھا ہے۔ اگر آپ دیہی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں تو ایک ملین سے دو گلیوں کی نالی سولنگ مکمل نہیں ہو سکتی۔ آپ کس طریقے سے اس کو مکمل کریں گے۔

جناب چیئرمین! اسی طرح ان کا گریٹر تھل کنال کا پراجیکٹ ہے اس کے لئے بھی صرف اور صرف خانہ پوری کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں۔ ایک سکیم جو تین چار سال سے چل رہی ہے تو خوف خدا کریں، یہ میرا یا کسی اور کے باپ کا پیسا تو نہیں ہے پنجاب اور پاکستان کی عوام کا پیسا ہے اسے کم از کم سوچ سمجھ کر بہتری کی طرف لگائیں۔ میرے حلقے کی ایک سکیم C&W کی ہے۔ میں اس کا ذکر کرنا چاہوں گا تاکہ آپ کو سمجھ آجائے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ پاکستان تحریک انصاف کی جو 2022 میں چھ مہینے کے لئے گورنمنٹ بنی میرا چھوٹا بھائی یہاں پر C&W کا منسٹر بنا۔ اس نے پاکستان تحریک انصاف کی اس گورنمنٹ کے اندر 97 کلومیٹر کا رنگ روڈ فیصل آباد کا تھا۔ اس کو شروع کروایا آپ یقین مانیں کہ ساڑھے چھ سات مہینوں کے اندر اس 97 کلومیٹرز کا 90 فیصد کام مکمل ہو گیا۔ ان کی ستم ظریفی دیکھئے ان کا کمال دیکھئے کہ انہوں نے اس پورے سال کے لئے فقط اڑھائی کروڑ روپیہ وہاں پر رکھا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ انہوں نے جو ساڑھے تین سو ملین آگے carry forward کروایا ہے۔ یہ 2027 میں اسے مکمل کرنا چاہ رہے ہیں تو یہ ساڑھے نو سو ملین میں بھی مکمل نہیں ہو گی۔ اس کی ایک مثال میرے ہی حلقے کی سڑک ہے، 2017 میں وہ سڑک شروع ہوتی ہے تقریباً 34 کروڑ کے تخمینے کے ساتھ آج وہ سوا ارب پر پہنچ چکی ہے۔ اس کا 90 فیصد کام مکمل ہے اس دفعہ پھر چار کروڑ روپیہ دے کر اس کو پھر 28-2027 تک continue کرواتے جا رہے ہیں۔ یہ پیسے اور resources عوام نے آپ کو امانتاً دیئے ہیں اس کو امانت سمجھ کے خرچ کریں۔ آپ کوشش کریں کہ اگر آپ کچھ کر نہیں سکتے لیکن بہتری لانے کا کم از کم دکھاوا ہی کر لیں۔

اقتدار کے نشے میں بدمست ہو کر اتنا نہ زہریلا بن

خدمت خلق میں حیلہ نہ بن وسیلہ بن

اب یہ حیلہ بنا رہے ہیں اور ہر چیز کے اندر یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہم کام کوئی نہ کریں لیکن عوام بدلہ لیں کہ انہوں نے قیدی نمبر 804 کے امیدواروں کو ووٹ کیوں دیا اور ان کو کیوں ہروایا۔ ان کو ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ہرایا گیا ہے۔ اگر انہوں نے کوئی ایک کام ٹھیک طریقے سے کیا ہوتا تو لوگ ان کو بھی ووٹ دیتے۔

جناب چیئرمین! ان کا حال یہ ہے کہ ایک شہر کے اندر لوگوں نے فیصلہ کیا کہ جو پہلا شخص شہر میں داخل ہو گا اس کو ہم مسند اقتدار پر بٹھا دیں گے۔ وہ جیسے ہی بندہ آیا اس نے کندھے پر "پرنا" رکھا ہوا تھا۔ اسے انہوں نے اقتدار پر بٹھا دیا۔ اس نے ہفتہ دس دن خوب لوٹ ڈالی۔ اس کو جو کچھ ملا اجاڑ دیا۔ آخر کار جنگ لگ گئی اس کو جو بھی پوچھے کہ کیا کرنا ہے کیا حکم ہے۔ وہ کہے کہ روٹی لے کر آئیں۔ قلعہ جب فتح ہو گیا شہر اجڑ گیا تو اس سے پھر پوچھا گیا کہ اب کیا کرنا ہے۔ اس نے کہا کہ میرا "پرنا" دیں میں واپس جاؤں گا جہاں سے آیا ہوں۔ انہوں نے بھی اپنا "پرنا" اٹھانا ہے اور انہوں نے بھی واپس برطانیہ چلے جانا ہے جہاں سے یہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے لئے مال اکٹھا کرنے یہاں پر آئے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: قاضی احمد سعید صاحب!

قاضی احمد سعید: الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ 25-2024 پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب! ٹائم کا خیال آپ نے خود رکھنا ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! پاکستان پیپلز پارٹی اس ہاؤس کا حصہ ہے میرا بھی حق بنتا ہے۔ آپ نے مقررین کو وقت دیا ہے تو میری بھی خواہش ہے کہ میں اپنے حلقہ کے عوام کی نمائندگی، علاقے کی نمائندگی اور اپنی پارٹی کے حوالے سے بات کروں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ بجٹ سیشن جو ہوتا ہے اس میں ہر ممبر کو اپنی بات کرنے کا موقع ملتا ہے۔ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ آپ بہت پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آج

اپوزیشن لیڈر صاحب نے پیپلز پارٹی کو quote کیا مسلم لیگ نون کو بھی quote کیا۔ میں سمجھتا ہوں پنجاب کی پارلیمانی تاریخ میں جتنی مایوس کن تقریر انہوں نے آج کی کبھی کسی نے نہیں کی۔ میرا ان کو مشورہ ہے کہ ان کو مخدوم زادہ حسن محمود صاحب جو سابق اپوزیشن لیڈر تھے ان کی تقاریر کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ جہاں تک انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کی بات کی ہے تو یہ سو سال بھی اگر حکومت میں رہیں تو جو پاکستان پیپلز پارٹی نے اس ملک کی خاطر خدمت کی ہے۔ یہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہو سکتے۔

جناب چیئرمین! شہید ذوالفقار علی بھٹو کی بات کی ہے۔ یہ وہ نام ہے جس نے اس ملک کو آئین دیا، اس ملک کو شناختی کارڈ دیا، اس ملک کو پاسپورٹ دیا، اسلامی سربراہی کانفرنس کرائی، اسلامی بنک کا خواب دکھایا اور سب سے بڑھ کر اس نے ایٹم بم کی بنیاد رکھی جس کا دھماکہ میاں محمد نواز شریف نے کیا۔

جناب چیئرمین! سب سے بڑھ کر جو پاکستان پیپلز پارٹی کا شہید بھٹو کا کارنامہ ہے وہ یہ ہے کہ میرے آقا کی یہ حدیث ثابت کر رہی ہے میرے آقا نے فرمایا:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے ختم نبوت ﷺ پر مہر لگائی کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جو نبی کا دعوٰی کرے گا جو کوئی اس کی حمایت کرے گا وہ کافر ہے۔

جناب سپیکر! مجھے افسوس اس بات کا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ گزشتہ بزدار صاحب کی حکومت کے حوالے سے کچھ باتیں کروں لیکن وقت کم ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ کے حوالے سے میرا صرف ایک مطالبہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ دیا جس کی بدولت تمام صوبوں کو اس کی آبادی کے مطابق development کے فنڈ کا حصہ دیا جا رہا ہے۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ صوبائی سطح پر صوبائی فنانس کمیشن ایوارڈ کیا جائے تاکہ ضلعوں کو ان کی آبادی کے مطابق فنڈز کا حصہ ملے۔ اس کے مطابق علاقوں میں ترقی ہو۔

جناب سپیکر! بجٹ کے اعداد و شمار پر بات کرنے سے پہلے میں پنجاب کے دو اہم طبقوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن میں ایک طبقہ سرکاری ملازمین کا ہے اور دوسرا کسانوں کا ہے۔ جہاں تک

سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کا تعلق ہے تو وفاقی حکومت نے بھی 25 فیصد تنخواہیں بڑھانے کا اعلان کیاہے تو میں سمجھتاہوں کہ مہنگائی کے اس دور میں یہ 25 فیصد اضافہ بھی کم ہے۔ وزیر خزانہ موجود ہیں تو ان سے گزارش ہے کہ اس پر بھی نظر ثانی ہونی چاہئے کیونکہ یہ مظلوم طبقہ ہے اور حیران کن بات ہے کہ 2007 سے سرکاری ملازمین کا میڈیکل الاؤنس 1500 روپے اور کنوینس الاؤنس 2726 روپے ہے جو 2007 کے بعد آج تک نہیں بڑھایا گیا۔ سرکاری ملازمین کی leave encashment initial pay پر لاگو کر دی گئی ہے کہ جس وقت جو ملازم بھرتی ہوا اس کی جو تنخواہ تھی جب وہ 60 سال کا ہو کر ریٹائرڈ ہو گا تو اسی تنخواہ کے مطابق اسے leave encashment دی جائے گی جو کہ سراسر زیادتی ہے تو وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ اس پر بھی نظر ثانی کریں اور ریٹائرمنٹ کے وقت سرکاری ملازم کی running basic pay کے مطابق leave encashment دی جانی چاہئے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک کسان کا تعلق ہے تو یہ حقیقت ہے کہ نگران حکومت کی پالیسی کی وجہ سے یا policy makers کی وجہ سے میں سمجھتاہوں کہ کسانوں کا بُرا حال ہے اور اگر علامتی طور پر سمجھیں تو وہ بے چارہ مر گیاہے۔ گندم کے حوالے سے کسان کو وہ رقم نہیں ملی جو انہیں ملنی چاہئے تھی۔ آپ سیلز ٹیکس لگادیں، سپیشل ٹیکس لگادیں، زرعی انکم ٹیکس لے لیں، آبیانہ دیکھ لیں اور ڈیزل کی قیمت دیکھ لیں تو ان حوالوں سے کسان بے چارہ مایوس اور پریشان ہے تو وزیر خزانہ سے تجویز ہے کہ آگے sugarcane کا موسم ہے تو کوئی ایسی پالیسی بنائیں کہ کسان کے حالات میں بہتری ہو جائے اور اس کی خوش حالی کی علامتیں سامنے آئیں۔

جناب سپیکر! ایک اور اہم مسئلہ irrigation کا بھی ہے، کالونیاں بن گئی ہیں، بڑے بڑے ٹاؤن بن گئے ہیں اور کمرشل علاقے بن گئے ہیں لیکن پانی کا کوئی پتا نہیں ہے کہ وہ پانی کدھر جا رہاہے۔ 2007 سے وارہ بندی اور پانی کی ترسیل سمجھ لیں، اس کو reschedule سمجھ لیں اور reshuffling سمجھ لیں، اس پر پابندی ہے تو اس کا بھی کوئی notice لیں اور پورے پنجاب میں وارہ بندیاں از سر نو بنائی جائیں تاکہ کسانوں کو ان کی اصل زمین کا پانی ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر! جہاں تک میرے حلقے کا تعلق ہے تو پولیس ڈیپارٹمنٹ کے لئے بجٹ میں کافی رقم رکھی گئی ہے لیکن میں سمجھتاہوں کہ یہ رقم ناکافی ہے کیونکہ میرے فاضل دوست بات کر

رہے تھے کہ پولیس کو رقم اس لئے دی جاتی ہے کہ وہ پی ٹی آئی والوں پر چھاپے مارے اور انہیں گرفتار کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بات میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ ہمارا ضلع رحیم یار خان سندھ بارڈر پر ہے اور ساتھ بلوچستان بھی لگتا ہے تو اس ضلع کو بھی دوسرے اضلاع کی طرح treat کیا جاتا ہے جو کہ نامناسب ہے۔ ابھی وہاں ایک واقعہ ہوا ہے جس میں تین پولیس والے شہید ہوئے تو اس ضلع کی پولیس کے لئے ان کی گاڑیوں کے لئے، اسلحہ کے لئے، ان کی ٹریننگ کے لئے اور دیگر مسائل کو حل کرنے کے لئے خصوصی طور پر فنڈز بڑھائے جائیں اور رحیم یار خان کی پولیس کی تعداد میں بھی اضافہ کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! جہاں تک میرے حلقے کا تعلق ہے تو گزشتہ پانچ سالوں میں PP-256 کو کھنڈر بنا دیا گیا ہے، سیوریج کا نظام تباہ، road structure تباہ اور farm to market roads بھی ختم ہو گئے ہیں تو وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو پسماندہ اور دیہی علاقوں میں ڈویلپمنٹ کے حوالے سے کوئی کسر نہ چھوڑی جائے۔ میں اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں جہاں جانور اور انسان ایک ہی جگہ سے پانی پیتے ہیں جس کا نام چولستان ہے۔ چولستانی لوگ اور ان کے جانور پانی کے ایک ایک قطرے کے لئے ترس رہے ہیں تو وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ اس بارے میں بھی کوئی شفقت کریں۔

جناب چیئرمین! میں نے بجٹ پڑھا ہے جس میں 49۔ارب روپے پانچ شہروں کی بسوں کے لئے رکھے گئے ہیں جو کہ اچھی بات ہے اور ہمیں اس سے گلہ نہیں ہے، ہمیں لاہور سے بھی کوئی گلہ نہیں ہے اور ہمیں لاہور سے پیار ہے۔ لاہور میں اچھے ہسپتال ہیں جہاں لوگ اپنے بچوں کا علاج کرواتے ہیں اور اپنے بچوں کو اچھے اداروں میں پڑھاتے ہیں تو ہماری خواہش یہ ہے کہ آپ جنوبی پنجاب کے لوگوں کے ساتھ بھی وہی پیار کریں اور ان کا خیال کریں۔ اگر وہاں کے عوام میں اس قسم کا عدم تحفظ پایا جاتا ہے تو پھر صوبوں کی آوازیں اٹھنا شروع ہو جاتی ہیں تو میں صرف اتنی بات کہتا ہوں کہ جب ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ لاہور میں یا فیصل آباد میں کوئی اچھی یونیورسٹی بن رہی ہے لیکن ملتان میں نہیں ہے، بہاولپور میں نہیں ہے، رحیم یار خان میں نہیں ہے یا کوئی ایسا پراجیکٹ جس میں اپر پنجاب فائدہ اٹھاتا ہے مگر جنوبی پنجاب کے لوگ محروم رہتے ہیں تو پھر ہمیں اپنا "ملک" یاد آ جاتا ہے، ہمیں اپنا "ملک بہاول پور" یاد آ جاتا ہے جو ایک state تھی،

جو ایک خود مختار ملک تھا جس کا اپنا سکہ تھا، اس کا اپنا وزیر اعظم تھا اور اس کا اپنا وزیر اعلیٰ تھا۔ یہ لمبی کہانی ہے اور میں صرف دو منٹ کے لئے آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ جب بہاول پور ریاست کو پاکستان میں ضم کیا گیا۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین علی حیدر گیلانی کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، قاضی صاحب! جاری رکھیں۔

قاضی احمد سعید: جناب چیئرمین! جب بہاول پور state کو پاکستان میں ضم کیا گیا۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے تو ہم نے اسے بھی قبول کیا، ہم نے پنجاب کو بھی قبول کیا اور تاریخ گواہ ہے کہ جب ون یونٹ سے پہلے بہاول پور ریاست تھی، سرحد صوبہ تھا، پنجاب صوبہ تھا اور سندھ صوبہ تھا۔ جب ون یونٹ توڑا گیا تو ایک گورنر جنرل بنا۔ جب ون یونٹ کے بعد دوبارہ صوبائی حکومتوں کو بحال کیا گیا تو بہاول پور ریاست غائب اور بلوچستان صوبہ بن گیا۔ ہمیں یہ بھی قبول ہے اور ہمیں پنجاب بھی قبول ہے لیکن دل دکھتا ہے اور مثال ہے کہ آپ تو پراٹھے کھائیں اور ہمارے لوگوں کو سوکھی روٹی بھی نہ ملے جو نامناسب ہے لہٰذا وزیر خزانہ موجود ہیں تو میں نے پہلے بات کی کہ 49۔ ارب روپے انہوں نے پانچ شہروں کی بسوں کے لئے رکھے ہیں تو گزارش یہ ہے کہ 100۔ ارب روپے کسانوں کی سبسڈی کے لئے اور کسانوں کو بیج وزرعی آلات کی فراہمی کے لئے بھی رکھیں اور ان کے لئے رقم بڑھائیں کیونکہ کسان خوش حال ہوگا تو مارکیٹ میں پیسا آئے گا اور جب مارکیٹ میں پیسا آئے گا تو کاروبار چلے گا۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں پارٹی کے حوالے سے بات کروں گا کہ میں اپنے قائد صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں، بی بی شہید کو بھی خراج عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے جمہوریت کی خاطر اپنی جان قربان کر دی اور کسی ڈکٹیٹر کے آگے سر نہیں جھکایا۔ اسی طرح شہید ذوالفقار علی بھٹو تختہ دار پر چڑھ گئے لیکن انہوں نے جمہوریت کی خاطر اور اپنے ملک و قوم کی خاطر سر نہیں جھکایا۔ صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب کی طرف سے سپریم کورٹ میں دائر ریفرنس سے یہ ثابت ہو گیا اور اسی سپریم کورٹ نے تسلیم کیا ہے کہ ہم سے غلطی ہوئی اور یہ فیصلہ غلط ہوا ہے جو کہ عدالتی قتل ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج پارلیمنٹ

سپریم ہے اور پارلیمنٹ میں وزیر اعظم powerful ہے جو کہ آصف علیٰ زرداری صاحب کی مرہون منت ہے جنہوں نے اپنی تمام powers پارلیمنٹ کو delegate کیں۔ حکومت مل جائے ہمیں اس سے غرض نہیں ہے۔ آپ ہماری پارٹی پر اور ہماری پارٹی کے گزشتہ دور پر اگر تنقید کریں گے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا دل بھی دکھتا ہے لیکن میں آپ کو یہ کہہ دوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کا آپ نے ذکر کیا کہ گیلانی صاحب کی حکومت آئی تو میں سمجھتا ہوں کہ جتنا پیار، محبت اور خدمت اور جنوبی پنجاب کے حوالے سے گیلانی صاحب نے کی ہے شاید ہی کسی حکمران نے کی ہو کیونکہ ہمارا ائیر پورٹ دیکھ لیں اور ہماری موٹر ویز دیکھ لیں تو ہمارا دل خوش ہوتا ہے آپ ہم سے پیار کریں تو پھر صوبوں کی بات نہیں ہو گی۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ احساس محرومی بڑھ رہا ہے، ہمیں ہمارا پورا حق نہیں دیا جارہا، ملتان کے لوگ بھی کہیں گے جنوبی پنجاب اور بہاولپور کے لوگ بھی کہیں گے کہ بہاول پور state کو restore کریں۔ آخر میں میری یہی گزارش ہے کہ اگر ہمیں ignore کیا گیا تو پھر ہم صرف ایک فقرہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ:

تیکو گاوے کھیر پلائم اساں پیتے پانی کھارے
میڈی روہی تسی رہ گئی تیڈے شہر کنوارے
واہ تیڈے بھائی چارے واہ تیڈے بھائی چارے

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ قاضی احمد سعید صاحب! جی، محترمہ آشفہ ریاض!

محترمہ آشفہ ریاض: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں ایوان کا قیمتی وقت اِدھر اُدھر کی باتوں میں ضائع نہیں کرنا چاہوں گی میری چند گزارشات ہیں اپنے حلقے کے حوالے سے اور پنجاب کے حوالے سے بھی۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے التماس کروں گی کہ وہ ذرا توجہ سے میری گزارشات کو نوٹ فرمائیں۔

جناب چیئرمین! صوبائی بجٹ 25-2024 پر گزارشات پیش کرنا چاہتی ہوں۔ زراعت قومی بجٹ GDP کا 23 فیصد ہے اور اس میں مزدور جو زراعت سے منسلک ہیں ان کا 45 فیصد ہے۔ اس وقت جو یوکرین سے 300۔ ارب روپے کی ناقص گندم خریدی گئی اور محکمہ خوراک نے پنجاب کے کسان سے گندم نہ خریدی جس کی وجہ سے ایک شدید قسم کا بحران کسان کی زندگی میں آیا۔

اس وقت حالات یہ ہیں کہ عید کے موقع پر بھی کسان صحیح طرح سے عید نہیں منا سکا۔ میں اپنے حلقے کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی کہ میرے اپنے حلقے میں معصوم کسان کے ساتھ فراڈ ہوا اور لوگوں نے گندم ایسے لوگوں کے ہاتھوں فروخت کر دی جو دو تین ارب روپے کی گندم خرید کر غائب ہو چکے ہیں اور اُن کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ اُن کے لئے تھانوں میں بھی درخواستیں دی جارہی ہیں لیکن ابھی تک اُس کے اوپر کوئی معاملات نہیں دیکھے جارہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ گندم نہ بکنے کی وجہ سے آئندہ جو آنے والی فصلیں ہیں جس میں چاول، مکئی، کپاس اور کماد کی فصل آنے والی ہے ان کی قیمتیں بھی گر رہی ہیں۔ جیسا کہ ہم سب لوگ جانتے ہیں کہ دکاندار ہر روز دکان کھولتا ہے تو شام تک اُس کو اُس کا output مل جاتا ہے لیکن کسان ایک ایسا کاروبار کرتا ہے کہ اُس کی output یا تو چھ مہینے بعد ملتی ہے یا سال بعد ملتی ہے۔ ایسے موقعوں پر بہت ضروری ہے کہ کسان کی صورتحال کو جو اس وقت پنجاب کی 60 فیصد آبادی ہے اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔ میں یہ بھی چاہوں گی کہ inputs کے اخراجات کم کئے جائیں۔ جس میں ہماری ادویات، کھاد، سپرے، بجلی اور تیل شامل ہیں اُن کی قیمتوں میں بھی خاطر خواہ کمی کی جائے تاکہ کسان subsidize rate پر ان کے بہتر فائدے حاصل کر سکے۔

جناب چیئر مین! پنجاب سیڈ کارپوریشن کو بھی بحال کیا جائے کیونکہ یہ بہت اچھا ادارہ تھا جس کی وجہ سے ریسرچ ہوتی تھی اور کسانوں کو معیاری بیج مہیا ہوتا تھا۔ جب سے پرائیویٹ کمپنیاں آئیں اور ناقص سیڈ اور کھاد وغیرہ اس میں شامل ہو گئی۔ میری رائے ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کو دوبارہ بحال کیا جائے۔ آپ کو اچھی طرح سے اندازہ ہے کہ غربت کا خاتمہ ہمیشہ ہیومن ڈویلپمنٹ سے ہی ممکن ہے جس کا راستہ صرف تعلیم ہے۔ ہمارے دو پڑوسی ممالک ہیں جنہوں نے تعلیم سے سائنس اور ٹیکنالوجی سے ترقی کر کے دوسرا اور پانچواں نمبر حاصل کیا ہے اور ہم چند ڈالرز کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ نہ چاہتے ہوئے مجھے یہ الفاظ کہنے پڑ رہے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن کے لئے صرف 17۔ارب روپے کی انتہائی ناکافی رقم رکھی گئی ہے اس کو بڑھایا جائے۔ ہمارے ہاں بہت ضرورت ہے کہ تعلیم پر زیادہ سے زیادہ اخراجات کئے جائیں۔ آبادی کے تناسب سے اس پر اخراجات کئے جانے چاہئیں۔ میں اپنے حلقے کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی کہ کمالیہ یونیورسٹی ایک چارٹرڈ یونیورسٹی ہے منظور کروائی گئی جس کے اوپر تقریباً 30 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

اس کے لئے 45ایکڑ زمین مختص کی گئی ہے۔6ایکڑ پر سٹی کیمپس بھی تعمیر ہو چکا ہے،اس کی بلڈنگ اور فرنیچر بھی تیار ہے صرف کلاسز کا انتظار ہے۔ وہاں وائس چانسلر صاحب بھی موجود ہیں لیکن ایک سال سے کلاسز کا اجراء نہیں ہوا۔ وائس چانسلر موجود ہیں لیکن طالب علم نہیں ہیں۔ ہزاروں نوجوان داخلوں کے منتظر ہیں۔ اس پر سیاست مت کریں اور فوری کلاسز کا اجراء کریں۔ حکومت ہدایت دے کہ جولائی میں منظور شدہ شعبے میں داخلوں کا اشتہار دیا جائے اور اگست کے آخر میں کلاسز شروع کی جائیں۔ یونیورسٹی آف کمالیہ موجودہ حکومت کا ٹیسٹ ہے کہ اُس کے اعلانات حقیقت ہیں یا پھر ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور مقامی نوجوان نسل کے شدید احتجاج کا سامنا کرنا پڑے گا جس کی ذمہ داری پنجاب حکومت پر ہو گی۔ اسی طرح PST گریجوایٹ کالج کمالیہ میں خصوصی مرمت کروائی جائے۔ یہ 16 ایکڑ پر کیمپس ہے جس پر 5پوسٹ گریجوایٹ شعبے موجود ہیں۔ تحصیل کا واحد بوائز کالج ہے جس کی سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں،واش روم نہ ہونے کے برابر ہے، عمارت کا برا حال ہے، فرنیچر نایاب ہے اور بچے زمین پر بیٹھتے ہیں۔ ہم نے اپنی مدد آپ کے تحت پچھلے دو تین سالوں میں اُس کو improve کرنے کی کافی کوشش کی۔ ہر دفعہ ADP میں شامل کرنے کی بھی کوشش کی گئی لیکن ناگزیر وجوہات کی بنا پر اس پر کئی سالوں سے خاطر خواہ کوئی کام نہیں کیا گیا۔ میں اس کے لئے پنجاب حکومت کی بھرپور توجہ چاہوں گی کہ ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب چیئرمین! میں ہیلتھ پر بات کرنا چاہوں گی۔ شعبہ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر کے لئے ترقیاتی بجٹ میں 42۔ ارب 60۔ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ تحصیل کمالیہ کے BHU کوٹ پٹھانہ کو RHC میں upgrade کیا گیا۔ منصوبہ پچھلی ADP میں موجود ہے۔ اس کے لئے ایک کروڑ روپے کا بجٹ منظور ہوا اور خرچ بھی ہو چکا ہے اسے جلد مکمل کیا جائے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ کا منصوبہ پچھلے دو سال سے جاری ہے اور اس پر انتہائی ناقص قسم کا میٹریل لگایا جا رہا ہے۔ میں چاہوں گی کہ اس پر انکوائری کی جائے اور اس کو جلد سے جلد مکمل کروایا جائے۔ THQ ہسپتال میں چار سول ڈسپنسریوں کی متعدد اسامیاں ہیں جن میں سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی پوسٹ شامل ہے کو ختم کر دیا گیا ہے۔ مہربانی فرمائی جائے یہ حکومت کے اعلانات کی مکمل نفی ہے انہیں فی الفور بحال کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میرے حلقے میں 100 فلٹریشن پلانٹس پچھلے دو سال پہلے منظور ہوئے پھر اس میں سے 35 سے زیادہ فلٹریشن پلانٹس مکمل ہو چکے ہیں۔100 کے 100 فلٹریشن پلانٹس کے بور ہو چکے ہیں لیکن اس وقت جیسا کہ بڑا بڑھ چڑھ کر تقریروں میں کہا جا رہا ہے کہ ہم صاف پانی پینے پر بہت focus کر رہے ہیں اس کے باوجود یہ 100 فلٹریشن پلانٹس کا منصوبہ ADP میں سے نکال دیا گیا ہے جو کہ ADP میں ongoing scheme کے طور پر شامل تھا۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے التماس کروں گی کہ اس کے اوپر خصوصی توجہ دیں اس پر سیاست نہ کریں۔ پینے کا صاف پانی ہر پاکستانی کا fundamental right ہے لہٰذا اس کے اوپر سیاست نہ کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، آپ wind up کر لیں۔

محترمہ آشفہ ریاض: جناب چیئرمین! میں صرف دو منٹ لینا چاہوں گی۔ فیصل آباد میں 360 فیکٹریاں ہیں اُن سب کا گندا پانی میری تحصیل کمالیہ حلقے میں سے گزر کر راوی میں گرتا ہے جس کی وجہ سے تمام پینے کا صاف پانی underground water انتہائی خراب ہو چکا ہے۔ براہ مہربانی اس نالے پر بھی focus کیا جائے اور فیصل آباد میں water treatment plant لگایا جائے تاکہ گندا پانی اِدھر سے نہ گزرے۔ اس لئے بھی میرے حلقے میں فلٹریشن پلانٹس بہت ضروری ہے لہٰذا اُن کو جلد سے جلد مکمل کروایا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب محمد اشرف رسول!

جناب محمد اشرف رسول: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں اپوزیشن کی طرح ایسی کوئی تنقید نہیں کرنا چاہتا ہوں جن سے ان کے جذبات مجروح ہوں۔ ہم بطور ممبر پارلیمنٹ اعلیٰ ظرفی کا خیال رکھنا بھی ہمارا فرض ہے تو میں چیف منسٹر صاحبہ اور وزیر خزانہ صاحب کا اور ان تمام افراد کا شکر گزار ہوں جنہوں نے یہ بجٹ تیار کیا ہے۔ اس نازک موقع پر اتنا مشکل اور خوبصورت بجٹ بنانا بہت مشکل تھا اور انہوں نے بڑی کامیابی سے یہ بجٹ بنایا ہے اور جو تنقید آ رہی تھی کہ یہ ہم نے شروع کرنا تھا اور یہ ہم نے شروع کیا تھا یہ کریں یا یہ کریں۔ یہ بجٹ اپوزیشن ممبران کے لئے واضح اس بات کا جواب ہے اور یہ ان شاءاللہ اتنا کامیاب بجٹ ثابت ہو گا کہ ان کی تکلیف دور ہو جائے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ پہلی دفعہ عرصہ دراز سے میں ممبر چلا

آرہاہوں تو یہ hundred percent cash cover budget پیش کیا گیاہے۔ ہم نے اس سے پہلے بیس بجٹ دیکھے ہیں تو کبھی ایسا نہیں ہوا اس لئے میں اس سے بڑا مطمئن ہوں کہ انہوں نے جو cash cover کیا ہے، پیسے کہاں سے آنے ہیں اور کیسے خرچ ہونے ہیں تو اس حوالے سے بہت اچھا بجٹ ہے۔ باقی جو انہوں نے مختلف ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ میں اضافہ کیا ہے مثال کے طور پر ایجوکیشن کے بجٹ میں 14 فیصد کیا ہے تو اس حالات میں 14 فیصد اضافہ کرنا بڑی اہم بات ہے۔ اب خود اپوزیشن کہہ رہی ہے کہ اس میں اتنے پیسے رکھ دیں اور اتنے کر دیں تو ہم وہ کوئی false budget نہیں بنانا چاہتے تھے ہم fact اور حالات واقعات کو دیکھ کر پنجاب کا ایک اچھا balance budget چاہتے تھے جو انہوں نے بنا کر پیش کیا ہے۔ اب اس پر ان شاءاللہ حکومت implement کرائے گی۔ اب ٹریژری بنچوں اور حکومت کا یہ فرض ہے کہ اس پر اچھی طرح سے implement کرانے میں کردار ادا کریں اور میری اپوزیشن سے request ہے کہ جو اچھے کام ہو رہے ہوں اس پر ہمارا ساتھ دینا چاہئے باقی تنقید کرنا اور مخالفت کرنا ان کا constitutionary and parliamentary right ہے لیکن ہر چیز تمیز کے دائرہ میں رہے تو بہتر ہوتی ہے۔ اس سے باہر نکل جائیں تو اس کو پارلیمنٹری نہیں کہتے ہیں۔

دوسرا میں ہیلتھ کے بارے میں کہہ رہا ہوں کہ 100 دن میں، میں نے جو دیکھا ہے میری تحصیل فیروز والا ہے اور وہاں پر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے تو اس سے پہلے دوائیوں کی قلت تھی اور دوائیاں نہیں ملتی تھیں۔ میں اس کا عینی شاہد ہوں اور میں ہفتے میں تین دن ادھر جاتا ہوں اور تین دن میرا بیٹا جاتا ہے تو اب لوگوں کو دوائیاں میسر ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ 100 دن میں یہ کارنامہ بہت بڑا کام ہے۔ میرا علاقہ backward ہے حالانکہ لاہور کے ساتھ ہے لیکن غریب ترین حلقہ ہے۔ اب وہاں پر لوگوں کو فری دوائیاں مل رہی ہیں انہوں نے ابھی جو clinic on wheels شروع کی ہیں وہ ہمارے علاقے میں بھی جا رہی ہیں اور اسی طرح ہیلتھ میں بہت سا کام ہو رہا ہے اس کو appreciate کرنا چاہتے ہیں ہم انسان ہیں تو کوئی errors وغیرہ ہو سکتی ہیں اس میں اپوزیشن اور حکومت کے لوگوں کو چاہئے کہ مل کر اس کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں۔ میں appreciate کرتا ہوں کیونکہ میں تو trade unionist بھی رہا ہوں اور ہمارا ایک نعرہ ہوتا تھا کہ کم از کم ایک تولہ سونا کے برابر تنخواہ ہونی چاہئے لیکن اب وہ نعرہ ختم ہو گیا ہے اور گم ہو گیا ہے۔

اب یہ بڑی بات ہے کہ انہوں نے کم از کم 37 ہزار روپے salary کی ہے مہنگائی بہت ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اس پر عمل کرانا حکومت کا کام ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ یہ جو کم از کم 37 ہزار روپے تنخواہ کی ہے تو بزدار دور حکومت میں بالکل بیڑہ غرق ہو گیا ہے اس طرح 32 ہزار تنخواہ پہلے تھی اور اب 37 ہزار تنخواہ کر دی گئی ہے تو اس کو ensure کرنا چاہئے کہ کم از کم جو تنخواہ ہے وہ ہر مزدور یا daily wages کو ملنی چاہئے، چاہے وہ گھر کا ملازم ہے، ڈرائیور ہے جو بھی ہے تو اس کم از کم تنخواہ کو ensure کرنے کے لئے گورنمنٹ اور وزیر خزانہ صاحب کو ایسا mechanism بنانا چاہئے تاکہ یہ کامیاب ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ 100 یونٹ بجلی استعمال کرنے والوں کے لئے سولر پینل فری رکھا ہے تو وہ بہت ضروری تھا اور میں مبارکباد دیتا ہوں کہ چلیں افتتاح تو ہوا کہ 100 یونٹ بجلی استعمال کرنے والوں کو پنجاب گورنمنٹ فری سول پینل فراہم کرے گی۔

جناب چیئرمین! تیسری بات یہ ہے کہ environment کے لئے جو 10۔ارب روپے اور forest کے لئے 5۔ارب روپے بجٹ رکھا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ environment اتنا بڑا مسئلہ ہے اور فری سموگ جو CM صاحبہ کا objective ہے تو اس کے لئے آپ کو environment کا بجٹ بڑھانا پڑے گا۔ environment اور forest کا بجٹ بڑھانے سے اور forest کی plantation سے آپ کی بہت ساری بیماریاں ختم ہو جائیں گی۔ خاص طور پر لاہور اور اس کے ارد گرد بہت زیادہ سموگ پھیل چکی ہے۔ لاہور ڈویژن میں پھیلی ہے اور باقی علاقوں میں بھی پھیل چکی ہے اور آپ کے ملتان میں بھی پھیل چکی ہے لہٰذا environment پر توجہ زیادہ دینی چاہئے اور اس کے بجٹ کو maximize کرنا چاہئے۔ اب میں کہوں گا تو پھر وہ تنقید ہو جائے گی اگر واقعی اور سچی مچی صحیح one billion trees کا منصوبہ genuine ہوتا تو آپ کو ملک سے باہر فنڈز ملنے تھے seventeen trillion dollars کا فنڈز موجود ہے جو genuine جنگلات لگاتے ہیں تو اس فنڈز میں سے آپ کو حصہ ملنا ہے۔ unfortunately پاکستان میں جنگلات ختم ہو چکا ہے، cut ہو چکا ہے ہم نے 2008 کے بعد 2011 میں قانون سازی کی تھی کہ جنگل کی زمین کسی کو نہیں دی جا سکتی اور جنگل کی زمین صرف جنگل کے لئے use ہو گی۔ اگر کوئی

ادارہ بھی لیتا ہے تو اس میں جنگل لگایا جائے گا۔ یہ زندگی کا مسئلہ ہے یہ کوئی سیاسی mileage نہیں ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ forest کے لئے اور environment کے لئے بجٹ بڑھائیں۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، Thank you.

جناب محمد اشرف رسول: جناب چیئرمین! آپ مجھے دو منٹ دے دیں کیونکہ زندگی میں کبھی کبھی بولنا پڑتا ہے۔ ایک چنگ چی رکشہ جس پر لوکل گورنمنٹ ٹیکس لگاتی ہے تو اس سے کم از کم 30 لاکھ خاندان متاثر ہے اور ان کے ساتھ بڑا ناروا سلوک ہوتا ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کا وعدہ تھا کہ ہم نے پنجاب میں چنگ چی رکشہ پر ٹیکس ختم کرنا ہے تو وزیر خزانہ صاحب ذرا یہ نوٹ کر لیں کہ چنگ چی رکشہ کے بارے میں وعدہ تھا کہ یہ ٹیکس ہم نے لوکل گورنمنٹ سے ختم کرنا ہے۔ براہ مہربانی اس کو ختم کرایا جائے۔

جناب چیئرمین! اب میں اپنے حلقے کے بارے میں بات کرتا ہوں تو میرا حلقہ جو ہے وہ لاہور کے ساتھ ہے اور میں سپیشل مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا ایک علاقہ ونڈالہ جلال شاہ اور تین چار UCs ہیں جو لاہور کے ساتھ ہیں تو اس کا سیوریج سسٹم ٹھیک کرنے کے لئے 70 کروڑ روپے چاہئیں۔ ابھی بھی وہ سارا حلقہ ڈوبا ہوا ہوتا ہے اور یہ بالکل لاہور کے ساتھ واقع ہے جب حمزہ شہباز شریف صاحب چیف منسٹر بنے تھے تو ہمارے 8 روڈز آئے تھے وہ بجٹ میں آتے رہے ہیں لیکن اب وہ غائب ہو گئے ہیں تو وہ 8 روڈز ہمیں واپس کئے جائیں ان کی development پر آج تک کام شروع نہیں ہو سکا۔ ہمارے PP-138 کے لئے سپیشل کالج چاہئے، سپورٹس کمپلیکس چاہئے کوٹ پنڈی داس ایک یونین کونسل ہے جو پاکستان کا سب سے بڑا یونین کونسل ہے اس کی آبادی بھی کوئی 70 ہزار پر مشتمل ہے۔ میں وزیر خزانہ سے مطالبہ کرتا ہوں اس کو نوٹ کریں اور میرے حلقے کے لئے فنڈز مہیا کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو چنگ چی کا ٹیکس ہے اس کو ختم کرنا چاہئے۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ

جناب چیئرمین: آپ کا بھی بہت شکریہ۔ I would like to appreciate Finance Minister جو کہ بیٹھے ہیں اور points بھی لے رہے ہیں۔ next speaker جناب علی امتیاز واڑئچ!

جناب علی امتیاز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! فنانس منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں تو request یہ ہے کہ آپ اسی denial ہیں بد قسمتی سے جو 76 سال سے بجٹ دیتے جا رہے ہیں یہ اسی کی continuity ہے کہ ہم نے 2 فیصد elite کو safeguard کرنا ہے اور 98 فیصد لوگ ہیں ان کو اللہ توکل چھوڑ دینا ہے۔ بد قسمتی سے اب ہمارے پاس ٹائم بڑا کم ہوتا جا رہا ہے ہم نے federal اور provincial level یہ جو نمبر زدے دیئے ہیں اس کا بد قسمتی سے ground reality سے تعلق ہی کوئی نہیں ہے۔ آپ نے جو IMF کے 24 پروگرام میں جانا ہے انہوں نے آپ کو بڑی clearly terms and conditions دے دی ہیں۔ انہوں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ نے اپنا 40 فیصد ٹیکس ریونیو بڑھانا ہے اور ہم نے اس کا شارٹ کٹ رزلٹ کیا نکالا ہے؟ ہم نے دو segments کو پکڑ لیا ہے کیونکہ ہم اپنی elite کو ٹیکس burden میں لانا نہیں چاہتے اور وہی سارے اس پراجیکٹ کے beneficiary ہیں۔ ہم نے کیا کیا ہے کہ سب سے پہلے تنخواہ دار طبقے کو اٹھایا ہے جس کی تنخواہ ایک لاکھ روپے تھی اس پر پہلے اڑھائی فیصد ٹیکس تھا اب آپ اس پر ساڑھے سات فیصد ٹیکس لگانے جا رہے ہیں۔ جس کی تنخواہ ایک لاکھ روپے ہے جس کی تنخواہ ایک لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ ہے اس پر پہلے ٹیکس ساڑھے سات فیصد تھا اب آپ کو کہا جا رہا ہے کہ آپ نے اس پر 20 فیصد ٹیکس لگانا ہے تو آپ کی 15 فیصد inflation ہے جب آپ تنخواہ دار طبقہ پر یہ ٹیکس impose کریں گے تو already اس پر اتنا بوجھ ہے کہ وہ اس سے زیادہ اٹھا نہیں سکتا۔ اسے اپنا کرایہ دینا ہے، اپنے بچوں کی فیس دینی ہے، یوٹیلٹی بلز دینے ہیں اور اس پر اپنے گھر کا کچن چلانا ہے جب اس پر یہ ٹیکس لگے گا تو آپ اس کی کمر توڑ دیں گے۔ اس کے بعد اگلے ٹیکس جو IMF نے آپ سے کہنا ہے تو آپ نے لگانا ہے وہ 18 فیصد standard ہے اس نے کہا ہے کہ آپ اپنے کسان پر یہ ٹیکس لگائیں۔ آپ نے اپنی agricultural base پر 18 فیصد ٹیکس لگانا ہے تو کسان جو already crisis میں ہے۔ آپ کے پاس چار ملین میٹرک ٹن گندم گودام میں پڑی تھی اور 300۔ارب روپے کی گندم اور منگوالی لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ یہ پارلیمنٹ debate club ہے، سپیکر صاحب نے دو تین دن دیئے کہ آپ اس پر debate کریں، ہم سارے جذباتی تقریریں کرتے رہے۔ منسٹر صاحب بھی یہاں آ کے accept کرتے رہے کہ ہاں جی 300۔ارب روپے کی گندم غلط آئی ہے آج کے دن تک کوئی ایکشن نہیں ہوا، ساتھ وہ یہ بھی کہتے رہے کہ جی

ہم نے صرف 20 فیصد گندم اُٹھائی ہے، پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے لیکن اِتنے فنڈز نہیں ہیں کہ ہم یہ پرائس دے سکیں۔ بدقسمتی سے 3900 پرائس تھی لیکن آپ لوگوں نے 2600 روپے پر کسان کو بیچنے پر مجبور کیا۔ جب آج آپ کا ایک پورا crisis کھڑا ہو گیا ہے اس کے بعد آپ نے اس پر 18 فیصد ٹیکس لگانا ہے۔ کیا یہ دو سیکٹرز، تنخواہ دار طبقہ اور کسان یہ برداشت کر سکیں گے اور جب یہ بجٹ آپ پاس کر کے، rubber stamp کر کے ہم لوگوں کی طرف آپ حکومتی سائیڈ سے چلا جائے گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں August کے end تک اس ملک میں اتنا بڑا crisis کھڑا ہو گا ہم بدقسمتی سے ایک financial meltdown کی طرف چل نہیں رہے بھاگ رہے ہیں اور یہ بجٹ اس کو speedup کرے گا اور جب یہ سارے crisis آپ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اس وقت جو بھی speeches حکومتی سائیڈ سے ہوئیں بدقسمتی سے افسوس ہوتا ہے کہ یہ denial میں ہیں میری request ہے اس وقت حکومتی سائیڈ پر آپ بھی ایک پارٹی کو represent کرتے ہیں۔ اس وقت پی ٹی آئی سے مذاکرات کرنے کا آپ کے پاس ٹائم نہیں رہا آپ لوگوں کو اپنے groups میں مذاکرات کرنے پڑیں گے کہ کیا 9 فروری کا وزن اور اس بجٹ کا وزن لے کے آپ آگے چل سکیں گے۔ آپ کے 98 فیصد لوگ بدقسمتی سے کسی کو ٹائم دینے کو تیار نہیں ہیں اس پارلیمنٹ کو بھی نہیں اور اس حکومت کو بھی نہیں۔ میں آپ سے request کروں گا گورنمنٹ سائیڈ کے treasury benches کے دوستوں سے کہ الیکشن ہارنے سے پارٹیز ختم نہیں ہوتیں، پارٹی تب ختم ہوتی ہیں جب وہ زمینی حقائق سے آنکھیں موڑ لیں اور جس طرف آپ اس ملک کو لے کے جا رہے ہیں یہ 98 فیصد لوگ ان اسمبلیوں کو معاف نہیں کریں گے اور مجھے لگتا ہے بدقسمتی ہے کہ وہ وقت دور نہیں ہے جب پبلک اسمبلی کے باہر کھڑی ہو گی اور یہ پنجاب پولیس اور کوئی اور فورس شاید اُن کو اِن ایوانوں میں آنے سے روک نہ سکے۔ میری گزارش ہے اس کو reconsider کریں اور اُن کو ٹیکس لگائیں جو دے سکتے ہیں۔ باہر کی دنیا میں millionaire,billionaire سے ٹیکس لیتے ہیں، اس شخص سے نہیں لیتے جو already ایک لاکھ تنخواہ لے رہا ہو جس کا آپ ڈھائی percent سے ساڑھے سات percent کر دیں، جو بجلی کے بل نہیں دے سکتے۔ میری گزارش ہے ہمیں اس وقت سوچنا پڑے گا کہ ہم اس ملک کو کدھر لے کے جا رہے ہیں۔ میں صرف ایک منٹ اور لوں گا میرا حلقہ لاہور میں ہے جسے تخت

لاہور کہا جاتا ہے پورا ساؤتھ باقی صوبے کے لوگ کہتے ہیں سارا بجٹ اِدھر لگتا ہے میرا radius سے دو سے تین کلو میٹر کا ہے جتنی بھی آپ کی سکیم جو پچھلے تین tenures Walton DHA مسلم لیگ (ن) کے ہیں وہاں سے ان کے فیڈرل منسٹر بھی رہے ہیں میں اُن کا نام نہیں لینا چاہتا لیکن حالت یہ ہے کہ لوگوں کے لئے پینے کا صاف پانی نہیں ہے اور اس کے دو کلو میٹر کے radius پر پلاٹ کی قیمت 20 کروڑ روپیہ ہے۔ ہم اس ملک کو کدھر لے کے جا رہے ہیں گرمیاں ہیں، بجلی نہیں ہے، پانی نہیں ہے اس پبلک کو کتنی دیر تک ہم یہ sentiments دیتے رہیں گے کہ یہ جو بجٹ آیا آپ کی زندگی بدل دے گا، یہ نہیں بدل رہا اور بطور ممبر ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم لوگوں کو حقائق بتائیں کہ ہم کس طرف بڑھ رہے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، رانا محمد سلیم صاحب!

رانا محمد سلیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ یہ جو بجٹ ہے یہ بجٹ جب پاس ہو گا اُس کے بعد اس کے عوام میں فوائد جائیں گے۔ اس سے پہلے تین ماہ کا پروگرام ہماری حکومت نے 100 دن میں جو کام کیا ہے اس کے لئے میں جناب قائد میاں نواز شریف اور اپنی وزیراعلیٰ صاحبہ کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اپنے vision کے مطابق پنجاب میں عوام کو سہولیات دی۔ یہاں پر آپ نے دیکھا ہے اب عید کی چھٹیوں میں بھی جس طریقے سے اس پنجاب کو خوبصورت رکھا گیا اور انتظامیہ نے بھی جیسے میرے قائد کا حکم مانا میں اپنی تمام انتظامیہ کے لوگ خاص طور پر ڈسٹرکٹ خانیوال کی انتظامیہ کے لوگوں کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے میرے قائد کے vision پر مکمل طور پر عمل درآمد کیا اور شہر خوبصورت رہا۔ اسی طرح میں بے حد مشکور ہوں اپنے قائد کا اور وزیر خزانہ صاحب کا کہ انہوں نے جس طرح کسان کی جو حق تلفی ہوئی تھی گندم نہ خریدنے سے اس کو compensate کرنے کے لئے جو زراعت کا بجٹ رکھا ہے، سولر کے لئے، ٹریکٹروں کے لئے اور ان کو inputs سستے داموں فراہم کرنے کے لئے جو ان کی ضروریات ہیں۔ (قطع کلامیاں)

رانا محمد سلیم: خوشامدی پر لعنت، جو خوشامد کرتا ہے اُس پر لعنت اور جو الزام لگاتا ہے وہ خود سوچ لے، میں اس قوم سے تعلق رکھتا ہوں کہ میں نے کبھی خوشامد نہیں کی اور میں حق سچ سے جیت کر آیا ہوا ہوں۔

جناب چیئرمین! جس طرح صحت کا پروگرام جو اس وقت شروع ہے ہر گھر کی دہلیز پر مریض کے پاس صحت کا پروگرام ادویات جا رہی ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب سے اس بجٹ پر میں ایک ہی گزارش کروں گا کہ اس بجٹ کا جو پروگرام ہے اس کا عوام تک پہنچ جانا ضروری ہے، اس کی نگرانی نگہبانی کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے اگر یہ بجٹ جس طریقے سے محدود وسائل میں، مشکل حالات میں بنایا گیا ہے اور جو پچھلا دور تھا جس کی بات بار بار میرے دوست کرتے ہیں کہ ساڑھے تین سال کا اپنی حکومت کا ذکر کرتے ہیں وہاں بزدار کا بھی نام لیں، وہاں چودھری پرویز الٰہی کا بھی نام لیں۔ اُس وقت کیا حالات تھے، کیا کسان خوشحال تھے یا عوام خوشحال تھی یا اُن کا چہرہ روشن تھا؟

جناب چیئرمین! آپ کو بھی اچھی طرح اس چیز کی آگاہی ہے کہ اُس دور میں جس طرح لوٹ مار کا بازار گرم تھا، جس طرح کرپشن کا بازار گرم تھا، انہوں نے دیکھا بھی کہ ضمنی الیکشن میں ان کے ساتھ جو حالات ہوتے تھے، وہ کوئی کارکردگی کی بنیاد پر ہی تھے، بزدار حکومت کی وجہ سے ہی مایوسی ہوتی تھی ہر ضمنی الیکشن میں ناکامی ہوتی تھی۔ مزید آپ دیکھ رہے ہیں کہ وفاق کا بجٹ ہو یا وفاقی وزیر خزانہ جب پریس کانفرنس کرے ایک ہی نام چل رہا ہوتا ہے کہ زراعت کی وجہ سے یہ ملک ترقی کرے گا اور میں آج آپ کی وساطت سے مزید وزیرِ خزانہ صاحب کو یہ کہوں گا کہ اس ملک میں خوشحالی کے لئے جتنی زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے فنڈز منتقل کئے جائیں اور اس پروگرام کو جو کسانوں کے لئے دیا اس پر فوری عملدرآمد کیا جائے تا کہ کسان خوشحال ہو اور جب زراعت ترقی کرے گی اس کے بعد ہی ہمارے جو وسائل ہیں وہ بڑھ جائیں گے، جب وسائل بڑھیں گے سڑکیں بنے گی، جب وسائل ہوں گے تو کالجز بنے گے، جب وسائل ہوں گے یونیورسٹیاں بنیں گی، جب وسائل ہوں گے صحت کا پروگرام اچھا چلے گا، اس کا ایک ہی حل ہے۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب! wind up کر لیں۔

رانا محمد سلیم: جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحبہ کا مشکور ہوں جنہوں نے کسانوں کے بارے میں سوچا اور ایک بہت اچھا کسان پیکج لے کے آرہے ہیں بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب ناصر چیمہ!

جناب محمد ناصر چیمہ: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ارباب اقتدار اور ارباب اختیار کو چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ راہوالی جی ٹی روڈ گکھڑ میں ایک ٹراما سنٹر زیر تعمیر ہے اور اس کی تین منزلیں مکمل ہوئے اڑھائی سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور یہ منصوبہ پی ٹی آئی کے دور حکومت میں شروع ہوا تھا اس وجہ سے صرف اور صرف سیاسی انتقام کی وجہ سے راہوالی گکھڑ کا ٹراما سنٹر ADP 2023-24 سے ڈراپ کر دیا گیا ہے۔ الیکشن میں ووٹ نہ دینے کا بدلہ لینے کے لئے ایک ongoing scheme کو ختم کرنا سراسر زیادتی ہے، ایک ہسپتال کو نامکمل چھوڑ دینا عوام کے پیسوں کا ضیاع بھی ہے اور عوام کو فلاحی اور بنیادی سہولتوں سے محروم رکھنے کے مترادف بھی ہے اس لئے جلد از جلد ٹراما سنٹر گکھڑ کے لئے فنڈز جاری کئے جائیں۔ دوسرا راہوالی اور اس کے ارد گرد کا علاقہ تقریباً تین لاکھ آبادی پر مشتمل ہے، وہاں پر ایک بھی پلے گراؤنڈ نہیں ہے، جس کی وجہ سے نوجوان نسل کھیل اور تفریح جیسی سہولیات سے محروم ہے اس لئے راہوالی میں سپورٹس کمپلیکس کے لئے بھی فنڈز جاری کئے جائیں۔ میں ایک اور بات یہاں پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں ایک تاریخی قصبہ گوندلانوالہ ہے جس کی آبادی تقریباً 60 ہزار پر مشتمل ہے وہاں پر گرلز کالج کی اشد ضرورت ہے لہٰذا وہاں پر گرلز کالج کی منظوری کے ساتھ ساتھ اس کے لئے فنڈز بھی جاری کئے جائیں۔ ہمارے ڈسٹرکٹ گوجرانوالہ کے لئے بھی بجٹ میں کوئی خاص خیال نہیں رکھا گیا، ہمارے لئے کامونکی سے وزیر آباد تک پبلک ٹرانسپورٹ شروع کی جائے تاکہ غریب لوگ بھی سفر کی سہولیات سے مستفید ہو سکیں۔ دوسرا پہلے والی رنگ روڈ گوجرانوالہ کی آبادی کے لحاظ سے تنگ پڑ گئی ہے، اس لئے گوجرانوالہ کی آبادی کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک اور رنگ روڈ بنانے کی منظوری دی جائے اور سہولتیں دی جائیں۔ گزارش یہ ہے کہ اگر ہم تعلیم کے حوالے سے بات کریں تو ہمارے ضلع بلکہ پورے پنجاب میں آدھے سکول بند پڑے ہوئے ہیں لہٰذا ان سکولوں کو چلانے کے لئے کوئی بندوبست کیا جائے۔ زرعی فارمنگ اور ڈیری فارمنگ کے لئے بھی سہولتیں

دی جائیں۔ ڈیری فارمنگ کے لئے بھی سہولتیں ہونی چاہئیں کیونکہ وہ بھی فارمر کہلاتے ہیں، جتنی بھی جانوروں کی vaccinations ہیں وہ غریب لوگ خود خرید کر اپنے جانوروں کو لگاتے ہیں تو براہ مہربانی گورنمنٹ کو ہر جانور کے لئے ہر قسم کی ویکسین فراہم کرنی چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ 1947 سے پنجاب میں جو غیر آباد رقبہ پڑا ہوا ہے اس کو آباد کرنے کے لئے کچھ سوچ بچار کریں اور زمیندار پر جو بجلی کا بوجھ ہے ایک ایک ٹیوب ویل چلانے پر دو دو اور چار چار لاکھ روپے ماہانہ بل آرہا ہے تو وہ اتنا زیادہ بجلی کا بل ادا کرنے سے قاصر ہے کیونکہ اس کی فصل تو چار ہزار روپے کی بجائے دو ہزار روپے میں فروخت ہوئی ہے اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے کیونکہ ایک کسان کو فی ایکڑ ٹھیکہ 80 ہزار روپے میں پڑتا ہے اور اس کی گندم ایک لاکھ روپے میں بھی فروخت نہیں ہو سکی لہٰذا ان چیزوں کا خیال رکھتے ہوئے کسانوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کی جائیں اور کسان کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ چیمہ صاحب! اب رانا منور حسین صاحب اپنی بات کریں۔

رانا منور حسین: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 24-2023 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے اپنی حکومت کی 100 دن کی کارکردگی کا تذکرہ کرنا چاہوں گا کہ پچھلے چند سالوں میں میرے ملک پاکستان اور صوبہ پنجاب میں مہنگائی، افراتفری اور بے روزگاری پھیلائی گئی تھی تو الحمدللہ میری قائد محترمہ مریم نواز شریف نے ان 100 دنوں میں ہمہ روز کوشش کرکے مہنگائی کو کنٹرول کیا ہے اور افراط زر کو کنٹرول کیا ہے اس سے عام شہریوں کی زندگی میں بہتری آنے لگی ہے، ابھی میرے اپوزیشن کے بھائی یہاں پر کہہ رہے تھے ورلڈ بنک پروگرام سے افراتفری پھیلے گی اور پریشانی آئے گی تو میں اپنے بھائیوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2018 میں جب آپ نے ایک عوامی مینڈیٹ پر شب خون مارا تھا اور پانچ سال تک آپ نے اس ملک پر حکومت کی، شرارتیں بھی کیں اور اس ملک کے سسٹم کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی تو ان پانچ سالوں کا حساب کس نے دینا ہے؟ یقیناً یہ حساب آپ کو دینا پڑے گا اور ان شاءاللہ اس ملک کے کسان، اس ملک کے مزدور اور اس ملک کے غریب لوگ آپ سے

ان شاءاللہ حساب مانگتے رہیں گے اور ہم ان شاءاللہ آپ سے حساب لے کر چھوڑیں گے۔ یہ حکومت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے پانچ سال پورے کرے گی۔ یہ پہلا بجٹ ہے جو کہ عوامی بجٹ ہے، یہ بجٹ مزدوروں کے لئے، کسانوں کے لئے، طالب علموں کے لئے اور جتنے ہمارے wooden handicraft کا کام کرنے والے ہیں، پہاڑی کے مزدور ہیں، جو کھیتوں کے اندر مزدوری کرتے ہیں، ملازمین اور باقی سب کے لئے ہی ایک متوازن بجٹ ہے اور ان شاءاللہ جب یہ بجٹ implement ہو گا تو اس کے دُور رس نتائج بر آمد ہوں گے اور جب اس کے اثرات سامنے آئیں گے تو ان شاءاللہ پوری قوم اس کو دیکھے گی اور پھر میرے اپوزیشن کے بھائی بھی اس کو appreciate کریں گے۔ ایک مرتبہ ہمیں ان شاءاللہ اپنے اقدامات آگے کی طرف بڑھانے دیں اور 30 جون کو جب ہم یہ بجٹ پاس کریں گے اور یکم جولائی سے یہ budget implement ہو گا تو یہ ان شاءاللہ کسانوں کی زندگی میں خوشحالی کا ایک احسن اقدام ہو گا۔ ہماری گورنمنٹ، ہمارے قائد میاں نواز شریف صاحب اور مریم نواز صاحبہ نے جو سبسڈی دی ہے یہ سبسڈی کوئی عام سبسڈی نہیں ہے اس طرح کی سبسڈی پہلے کبھی نہ ٹیوب ویل، نہ ٹریکٹرز اور نہ ہی کسان کو کھیتی باڑی میں آسانی پیدا کرنے کے لئے دی گئی ہے، ہم کسانوں کو ان شاءاللہ equipment دے رہے ہیں جب یہ سب چیزیں فیلڈ میں آئیں گی اور لوگوں کو آسانی سے ملیں گی تو اس سے ان شاءاللہ مزید بہتری آئے گی۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی speech wind up کریں کیونکہ ابھی بہت سے سپیکرز نے بات کرنی ہے۔

رانا منور حسین: جناب چیئرمین! مجھے چند منٹ مزید بات کرنی ہے اس لئے مہربانی کر کے شفقت فرمائیں۔ آپ کو پتا ہے کہ میرا تعلق سرگودھا سے ہے، سرگودھا مائنز اینڈ منرل کا hub ہے، وہاں پر ایک بہت بڑی سٹون کرشنگ انڈسٹری کام کرتی ہے، جہاں پر مزدور، کسان اور وہاں کے لوگ جو ٹیکس دیتے ہیں، جو سیلز ٹیکس دیتے ہیں اور جو تاجر طبقہ ہے وہ ایک بہت بڑی investment کے ساتھ وہاں پر کاروبار کر رہا ہے اور پورے پنجاب کے لوگ اس سٹون کرشنگ انڈسٹری سے استفادہ حاصل کرتے ہیں، وہاں سٹون کرشنگ انڈسٹری میں 12 ہزار کے

قریب ڈمپرز ہیں جس پر 12 ہزار ڈرائیورز کام کرتے ہیں اور اس پر 24 ہزار کلینرز کام کرتے ہیں اور وہاں ایک ہزار کرشر پر لاکھوں لوگ کام کرتے ہیں جن کا اس پیشے سے روزگار وابستہ ہے، وہاں سے الحمدللہ گورنمنٹ آف پاکستان اور پنجاب گورنمنٹ کو 12۔ارب روپے ہر سال انکم حاصل ہوتی ہے۔ پہاڑیوں پر جو ایکسائز ٹیکس لگایا گیا ہے، جہاں سے پتھر کی ترسیل ہوتی ہے اس کی مد میں، انکم ٹیکس اور سیلز ٹیکس کی مد میں 12۔ارب روپے کا گورنمنٹ کو ریونیو حاصل ہوتا ہے لیکن وہاں پچھلے چند سالوں میں ہم نے ایک سکیم شروع کی تھی کہ وہاں سے جتنی انکم حاصل ہوگی اس انکم میں سے 3/1 رقم وہاں پر ہی خرچ ہوگی لیکن پچھلے پانچ سالوں میں اس سارے سسٹم کو روک کر وہاں پر زیرو انویسٹمنٹ کی گئی لیکن اب ان شاءاللہ ہماری حکومت وہاں پر سڑکیں بھی بنائے گی وہاں پر مزدوروں کے لئے جو پہلے سے ہسپتال اور اور بچیوں کے لئے کالج بنائے ہیں ان شاءاللہ ان کو پوسٹ گریجویٹ کالج 119 جنوبی اور 126 جنوبی میں بوائز کالج شاہین آباد میں بنائیں گے، وہاں پر سڑکیں بنانے کی اشد ضرورت ہے، وہاں سرگودھا سے سلانوالی شاہین آباد روڈ جو شاہ نکڈر سے جنوبی پنجاب کا 25 کلومیٹر کم سفر طے کر کے ملائے گا۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آپ کا بہت شکریہ آپ اپنی speech wind up کریں کیونکہ ابھی بہت سے سپیکرز نے بات کرنی ہے۔

رانا منور حسین: جناب چیئرمین! ADP میں ہمارے لئے جو پہلے سڑک رکھی گئی تھی وہ سڑک پانچ سال تک بنتی رہی ہے، 2016 میں وہ سڑک بننی شروع ہوئی اور اس سڑک کا تقریباً 65 فیصد حصہ مکمل ہو چکا تھا لیکن انہوں نے پچھلے پانچ سال بزدار حکومت۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا ٹائم ایک گھنٹہ (5.00 بجے تک) بڑھایا جاتا ہے۔

رانا منور حسین: بزدار صاحب کی حکومت میں اس اہم ترین سڑک کو جو پنجاب کی سڑکوں کے لئے، جو پنجاب کی بلڈنگز کے لئے سٹون کرش میٹریل سپلائی کرتی تھی اس سڑک کو انہوں نے روکا۔ میں نے اسی اسمبلی کے floor پر بار بار توجہ دلاؤ نوٹسز، تحاریک التوائے کار اور C&W ڈیپارٹمنٹ کے سوالات کے ذریعے اس طرف توجہ دلائی لیکن اب بھی ایک سازش سے اس سڑک کو ADP سے

نکالا گیا ہے۔ لہٰذا میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ وہ اس سڑک کو دوبارہ اسی ADP میں شامل کریں تاکہ جو اس کا پندرہ فیصد کام باقی رہ گیا ہے وہ مکمل ہو جائے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! بہت شکریہ۔

رانا منور حسین: جناب چیئرمین! پلیز مجھے اپنی بات wind up کرنے کی اجازت دے دیں لہٰذا

جناب چیئرمین: رانا صاحب کا مائیک کھولیں۔

رانا منور حسین: جناب چیئرمین! سرگودھا کے لئے روڈ ٹرانسپورٹ چلائی جائے، سلانوالی میں ووڈن ہینڈی کرافٹ کا بہت بڑا بزنس ہے وہاں پر سمال انڈسٹریل زون قائم کیا جائے تاکہ وہاں کے مزدوروں کی زندگی میں بہتری آ سکے۔ وہاں ووڈن ہینڈی کرافٹ سٹیٹ آف دی آرٹ ہے وہاں پر بڑے اچھے کاریگر ہیں۔ جب partition ہوئی تو امبالہ، کرنال، گورداس پور اور ریاست پٹیالہ سے وہ کاریگر پاکستان میں migrate کر کے آئے تھے، انہوں نے پاکستان کے لئے بہت زیادہ serve کیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ وہاں پر سمال انڈسٹریل زون بنایا جائے تاکہ ہم اس انڈسٹری کو زیادہ سے زیادہ آگے بڑھا سکیں۔

جناب چیئرمین! زراعت کے شعبے میں جو سبسڈی دی گئی ہے اسے بہتر کرنے کے لئے اور اس کے ساتھ جو parallel departments ہیں جن میں لائیو سٹاک، اریگیشن اور فاریسٹ کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔اس کے ساتھ ساتھ ہم جو غریبوں کو چھت دے رہے ہیں اور انہیں پانچ مرلہ کے پلاٹ جو شہید ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے 1972 میں شروع ہوئے تھے جنہیں 1985 میں میاں نواز شریف صاحب نے مزید عملی جامہ بھی پہنایا، آج بھی وہ کالونیاں تو منظور ہیں لیکن غریب لوگوں کو پلاٹ نہیں ملے اور بہت سے ایسے پلاٹ ہیں جو ابھی تک خالی پڑے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے اپنی حکومت سے گزارش کروں گا کہ وہ پانچ مرلہ پلاٹ تقسیم کریں اس سے لوگوں کو چھت ملے گی اور لوگ آسانی میں بھی آئیں گے۔ میں آخر میں سپورٹس کے حوالے سے عرض کروں گا کہ پچھلی حکومت نے نوجوانوں کو engage کرنے کی بجائے انہوں نے نوجوانوں کو بے ہودگی سکھائی، ان کو بے روزگار کیا اور ان کو افراتفری پر آمادہ کیا لیکن ان شاء اللہ ہماری حکومت ان کے لئے سپورٹس سٹیڈیمز بنائے گی، ہم انہیں روزگار فراہم

کریں گے، ہم انہیں انڈسٹری لگا کر دیں گے، انہیں نوکریاں دیں گے اور ان کو پاکستان کے لئے مثبت کردار ادا کرنے کے لئے پورے مواقع دیں گے۔بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: راناصاحب! بہت شکریہ۔جناب سجاد وڑائچ!

جناب سجاد احمد: جناب سپیکر! یہ بجٹ کا دوسرا اجلاس ہے جس میں، میں شامل ہوں اور اپنے حلقے کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ جب ہم نے بجٹ کی کتابیں دیکھیں تو وہ دس پندرہ کلو کا ایک بھاری بستہ تھا ہم اٹھا کر لے گئے جا کر پڑھا تو بڑی تکلیف ہوئی کہ پنجاب کی میری آخری تحصیل ہے جس کے لئے کوئی حصہ نہیں تھا۔ آپ بھی جنوبی پنجاب سے ہیں جب بھی یہ حکومت آتی ہے، یہ حکمران آتے ہیں تو ہمارے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ آج آپ میرے شہر میں چل کر دیکھیں کہ جو ابھی عید گزری ہے اس سے چار پانچ دن پہلے ہمارے شہر کا سیوریج سسٹم بالکل ختم ہو گیا ہے۔وہاں پر ان دو مہینوں میں ہمارے دو سیور مین فوت ہو گئے ہیں، لوگ نماز پڑھنے کے لئے مسجدوں میں نہیں جاسکتے، پورے شہر کی گلیاں گندے پانی سے بھری ہوئی تھیں۔میں نے فنانس منسٹر صاحب سے مل کر ان سے درخواست کی کہ میڈیم وزیراعلیٰ صاحبہ نے خوبصورت پنجاب کا نعرہ لگایا تھا اور جب وزیر اعلیٰ صاحبہ ملی تھیں تو انہوں نے کہا تھا کہ میں اپوزیشن کی بھی وزیر اعلیٰ ہوں اور پورے پنجاب کی وزیر اعلیٰ ہوں لیکن ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہو رہا۔میں نے جا کر وزیر خزانہ سے درخواست کی ہے اور انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس سیوریج کے لئے پیسے پڑے ہیں ہم ضرور آپ کو دیں گے لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ یہ ہماری میگا سیوریج کی ضرورت ضرور پوری کریں گے۔

جناب چیئرمین! میرے شہر سے ایک نہر گزرتی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جہاں پر بھی شہروں میں نہریں گزرتی ہیں وہ شہر کا خوبصورت ایریا ہوتا ہے آپ لاہور کو دیکھ لیں، فیصل آباد کو دیکھ لیں، آپ اپنے شہر کو دیکھ لیں آپ جہاں بھی چلے جائیں دیکھ لیں لیکن اس مہینے ہماری نہر میں تین لوگ ڈوب گئے ہیں پہلے نمبر پر تو پانی نہیں آتا اگر آجاتا ہے تو وہ ساری نہر ٹوٹی ہوئی ہے اس کے سارے کنارے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ جناب فنانس منسٹر صاحب! اس نہر کا کنارہ بالکل ختم ہے اس پر جو بھی چلتا ہے نہر میں گر جاتا ہے، اگر کوئی موٹر سائیکل چلاتا ہے تو وہ اس میں گر جاتا ہے۔ دو تین

جگہوں پر ٹی ایم اے اور بلدیہ کے سیور یج کا پانی اس نہر میں ڈلتا ہے، رحیم یار خان سے پہلے ڈلتا ہے پھر صادق آباد سے ڈلتا ہے، شہری صرف کوڑا ڈالنے کے لئے اس نہر کو استعمال کرتے ہیں۔ اگر اس نہر کا کنارہ بن جائے، اس کی دیواریں بن جائیں تو بہت بہتری ہو جائے گی۔ چند دن پہلے ایک ہی گھر کے دو چشم و چراغ ایک پانچ سال کا اور ایک آٹھ نو سال کا بچہ اس نہر میں ڈوب کر اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اور اس غریب کے دو ہی بیٹے تھے۔ یہ حادثات بھی ہو رہے ہیں اور ہمارے ساتھ ظلم بھی ہو رہا ہے۔ اگر وہاں پر سڑک بن جائے اور اس کی دیوار بن جائے تو وہ ہمارے لئے ایک نعمت ہو گی، ہماری جانیں بچ جائیں گی اور وہ راستہ بھی بن جائے گا۔

جناب چیئرمین! شہر سے ہمارے ہسپتال کو پیدل جانے والے پرانے قدیمی راستے کی صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر سیوریج کا پانی کھڑا ہوتا ہے، نہ روڈ ہے نہ ہی گزرنے کا کوئی راستہ ہے اس روڈ پر امام بارگاہ ہے، ہمارا THQ اسی روڈ پر ہے، پنجاب سینما روڈ نہر کے ساتھ والا ایریا ہے میں نے منسٹر صاحب سے درخواست کی ہے کہ ہمارے شہر کو کوئی خصوصی پیکیج دیں اور سپیشل ہمیں اس میں حصہ دیں ورنہ ہمارا شہر اس لائق نہیں کہ وہاں جایا جائے۔ اس شہر میں through out ان کی حکومت رہی ہے، پچھلے چالیس سال سے یہی حکمران ہیں، یہی پارٹی اس پر قابض رہی ہے۔ میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں درخواست کی تھی کہ ہماری واٹر سپلائی کی ٹربائنز شہر سے بہت دور ہیں، دیہی ایریا ہے وہاں پر بجلی نہیں ہوتی۔ اگر ان کو سولر پر shift کر دیا جائے تو یہ ان کی کمال مہربانی ہو گی۔ فنانس منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہم نے اس سال 7000 ٹیوب ویل سولر پر shift کرنے ہیں مجھے امید ہے کہ منسٹر صاحب سب سے پہلے ہماری واٹر سپلائی کے ٹیوب ویل سولر پر رکھیں گے۔ چونکہ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے عید سے پہلے ہمارے ہاں نہ پانی تھا اور نہ سیوریج وہاں سے نکل رہا تھا۔

جناب چیئرمین! ہمارا ایریا tail پر ہے پہلے نمبر پر تو نہروں میں پانی نہیں آتا اگر آ جائے تو ہم ڈوب جاتے ہیں۔ ہمارے جو اگلے ایریاز ہیں جو کچے کا ایریا ہے اس کی صورتحال یہ ہو گئی ہے کہ وہاں آج سے بیس سال پہلے ہمارے اس ایریا کی زمین کا ٹھیکہ 25000 ہزار فی ایکڑ ہوتا تھا اور کچے والی سائیڈ جہاں پر یہ سارے لوگ rule کرتے ہیں وہیں سے پیپلز پارٹی کے لوگ آتے ہیں وہیں سے سارے وڈیرے، مخدوم اور یہ سارے آتے ہیں۔ آج ان کی صورتحال یہ ہے کہ تیس سال

پہلے ہمارے پکے کی بیلٹ کے ایریا کا تیس ہزار روپے فی ایکڑ ٹھیکہ تھا اور ان کا پندرہ ہزار روپے تھا بعد میں ہمارا چالیس ہزار ہو گیا اور ان کا تیس ہزار روپے ہو گیا لیکن آج صورتحال یہ ہے کہ آپ ہمارے ایریا میں جائیں ابھی ممتاز چانگ صاحب وہاں سے ایم پی اے بن کر آئے ہیں یہ آپ کو زیادہ بہتر طریقے سے بتا سکتے ہیں کہ اس پکے کے ایریا میں کیا صورتحال ہے آپ دیکھیں گے کہ تھوڑے عرصے تک اس کے حالات تھر جیسے ہونے والے ہیں۔ وہاں پر لوگوں کی صرف پندرہ من فی ایکڑ گندم ہو رہی ہے اور جس ایریا کو ووٹ دیتے ہیں جو ہم پر rule کرتے ہیں ان کا بارہ سے پندرہ سو من گنا ہوتا ہے۔ یہ ہمارے ہاں difference ہے کہ جن کو ووٹ ڈالے جا رہے ہیں وہ شوگر ملز اور جہاز لے رہے ہیں اور جو ووٹ ڈالنے والے ہیں ان کے بچے پلمبر، فٹر اور ویلڈنگ کا کام کر رہے ہیں۔ یہ وہاں کی صورتحال ہے لہٰذا ہمارے پکے کے ایریا کے لئے پانی کے وسائل ضرور پیدا کئے جائیں، میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارے پاس یونیورسٹی کا کیمپس نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: وڑائچ صاحب! پلیز wind up کریں۔

جناب سجاد احمد: جناب چیئرمین! میں نے پچھلی دفعہ بھی گزارش کی تھی کہ ہمیں وہاں یونیورسٹی کی ضرورت ہے، اس کے لئے بسوں کی ضرورت ہے۔ ہماری خوبصورت ماڈل سبزی منڈی ہے لیکن اس کے ساتھ ملحقہ روڈ مدینہ کالونی اور بائی پاس تک جاتا ہے وہ بالکل نہیں ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس روڈ کو شامل کیا جائے اور میرے شہر کی ڈویلپمنٹ کو priority پر رکھا جائے چونکہ اس شہر کے کوئی حالات نہیں ہیں۔ وہاں پر نہ پیپلز پارٹی نے کام کیا ہے نہ ہی (ن) لیگ نے کیا ہے۔ میری یہی گزارش ہے کہ آپ سمجھتے بھی ہیں آپ جانتے بھی ہیں۔ (مداخلت) آپ پچھلے چالیس سال سے وہاں پر ہیں۔ آپ ساری زندگی وہاں جیتے ہیں لیکن وہاں پر zero investment کی گئی۔

جناب چیئرمین: سجاد احمد صاحب! اب آپ wind up کر لیں۔

جناب سجاد احمد: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے پاس time بڑا کم ہے لیکن میری ان سے آخری گزارش یہی ہے کہ یہ بار بار 9۔ مئی کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ یہ آج تک 9۔ مئی سے آگے نہیں نکل سکے۔ راولپنڈی میں ایک گھنٹے کے اندر 18 وارداتیں ہو گئی ہیں۔ میرے ضلع میں ڈاکوؤں نے تین constables کو شہید کر دیا ہے۔ پولیس صرف ہمیں روکنے اور مارنے کے

لئے کھڑی ہوتی ہے۔ان کی وزیر اعلیٰ صاحبہ کہتی ہیں کہ میں نے 100 دنوں میں بہت کام کیا ہے اور 55 فیصد سے زیادہ میری value بن گئی ہے۔وہ صرف ایک ٹک ٹاکر ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ آپ ان سے کہیں کہ وہ ہمارے شہر میں ایک جلسہ کریں تو ان کو اپنی قابلیت اور ٹک ٹاک کی مشہوری کا بھی پتا چل جائے گا۔

جناب چیئرمین !ان شاء اللہ اس ملک پاکستان نے بہت بہتر ہونا ہے۔ان فارم 47 والوں نے حکومت سے باہر نکلنا ہے۔ان کے بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ یہ ہم سے PTI کا ٹکٹ لینے کے لئے ہمارے پیچھے بھاگیں گے اور سفارشیں ڈھونڈیں گے۔حزب اقتدار کا روّیہ ایسا نہیں ہوتا جس طرح یہ behave کر رہے ہیں۔ابھی کچھ دیر پہلے راجہ شوکت بھٹی صاحب اُچھل اُچھل کر تقریر کر رہے تھے جو کہ انتہائی نامناسب ہے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔اب آپ تشریف رکھیں۔ آج حزب اقتدار کے معزز ممبران نے بہت اچھا behave کیا ہے۔اب میں جناب ایمانوئیل اطہر کو بجٹ پر بحث کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

جناب ایمانوئیل اطہر: Our help is the name of the LORD, who made heaven and earth. باپ اور بیٹے اور القدس کے نام سے آمین۔

جناب چیئرمین !میں آپ کا نہایت ممنون و مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا تاکہ میں بھی اپنی مسیح قوم کے جذبات اور احساسات آپ کی وساطت سے اس مقدس ایوان میں پیش کر سکوں۔پنجاب حکومت نے قائد جدوجہد محترمہ مریم نواز کی سربراہی میں اپنے حالات، واقعات، مسائل اور وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے عوامی بجٹ پیش کیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوامی ،غریب دوست اور غریب نواز بجٹ ہے۔ہماری وزیر اعلیٰ صاحبہ نے اقلیتوں کا بجٹ بھی بڑھایا ہے۔وزیر اعلیٰ صاحبہ کی طرف سے اقلیتوں کا بجٹ بڑھانا، ان کا ایسٹر کے موقع پر مسیحیوں کے اجتماع میں جانا اور مریم آباد میں جانا مذہبی رواداری کی بہترین مثال ہے۔اس کی وجہ سے میں پوری مسیح قوم کی طرف سے قائد جدوجہد محترمہ مریم نواز کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ جس کی وجہ سے پوری مسیح قوم بہت پریشان اور افسردہ ہے۔ آئے دن من گھڑت، بے بنیاد اور جھوٹے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ کوئی بھی مسیح حضور پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے اور قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ چند دن پہلے سرگودھا میں ایک ہجوم نے نذیر مسیح کو تشدد کرکے ہلاک کر دیا اور اس کے بعد ساری دنیا نے دیکھا کہ یہ ناانصافی ہوئی ہے اور ظلم ہوا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی اس واقعے کی مذمت کی ہے لیکن اس کے باوجود اس میں ملوث تمام لوگوں کی ضمانتیں منظور کر لی گئی ہیں۔ ہم تو ہمیشہ سے سُنتے آئے ہیں کہ اسلام محبت، صلح اور امن کا دین ہے۔ ہم نے شاعروں سے سُنا ہے کہ:

کملی والے محمد ﷺ توں میں صدقے جاواں
جنّے آ کے غریباں دی بانہہ پھڑ لئی
ویری پتھر وی مارن تے ہسدے رہے
فر وی راہِ خُدا سب نوں دَسدے رہے

جناب چیئرمین! ہماری سمجھ سے یہ بالکل بالاتر ہے کہ آئے دن ہمیں کیوں ان مقدمات میں پھنسایا جاتا ہے؟ قیام پاکستان کے وقت بھی ہمارے مسیحی لیڈران نے اپنے مسلمان بھائیوں کا ساتھ دیا تھا۔ انہوں نے قائداعظم کا ساتھ دیا تھا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ محفوظ اور امن سے رہ سکتے ہیں۔ مسلمان بھی اہل کتاب ہیں اور ہم بھی اہل کتاب ہیں۔ مسلمان ایک خُدا کو مانتے ہیں اور ہم بھی ایک خُدا کو مانتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنا سب کچھ چھوڑا، پاکستان کے حق میں ووٹ دیا اور پنجاب کو پاکستان میں شامل کروایا۔ آپ سب جانتے ہیں کہ مسیحیوں نے اس ملک کے لئے بے شمار خدمات سرانجام دی ہیں۔ آج میری یہاں بیٹھے ہوئے تمام parliamentarians جو مختلف جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ جس طرح آپ الیکشن کے دوران مسیحیوں سے پیار کرتے ہیں اسی طرح جب کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے تو اس وقت بھی آپ مسیحیوں کا ساتھ دیا کریں۔ جس طرح آپ الیکشن میں کہتے ہیں کہ ولایت مسیح! آپ میرے بھائی ہیں۔ بوٹا مسیح! آپ میرے بھائی ہیں۔ جب سرگودھا میں ایک واقعہ ہوتا ہے

تو اس وقت بھی آپ کو کہنا چاہئے تھا کہ نذیر مسیح صاحب! آپ میرے بھائی ہیں۔ آپ فکر نہ کریں میں آپ کے ساتھ کھڑا ہوں۔ میرے پیارے دوستوں، میرے پیارے اور معزز ارکین اسمبلی میری آپ سب سے گزارش ہے کہ اپنے اپنے علاقوں میں چیئرمینوں کے ساتھ مل کر کمیٹیاں بنائیں اور یہ کمیٹیاں مسیحوں پر ظلم اور تشدد کرنے والوں کو روک سکیں۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ اب تشریف رکھیں۔

جناب ایمانوئیل اطہر: جناب چیئرمین! میں مسیحوں کی نمائندگی کرتا ہوں اس لئے میری گزارش ہے کہ مجھے دو منٹ مزید بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، آپ اپنی بات مکمل کر لیں۔

جناب ایمانوئیل اطہر: جناب چیئرمین! مریم آباد میرا آبائی گاؤں ہے وہاں ایشیاء کا سب سے بڑا مسیحی اجتماع ہوتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ خانقاہ ڈوگراں سے سکھیکی تک سڑک خستہ حال ہو چکی ہے اسی طرح خانقاہ ڈوگراں سے سانگلہ ہل تک کی سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ ستمبر میں ہمارا یہ اجتماع ہوتا ہے اور وہاں پر تقریباً 15 لاکھ مسیحی آتے ہیں۔ پچھلی دفعہ بھی ایک accident کی وجہ سے کافی مسیحی لوگ ہلاک ہو گئے تھے۔ میری گزارش ہے کہ خانقاہ ڈوگراں سے سکھیکی تک اور خانقاہ ڈوگراں سے سانگلہ ہل تک کی سڑکوں کو فوری طور پر نئے سرے سے تعمیر کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں ہماری مسیحی برادری کے جو بڑے بڑے گاؤں ہیں ان کو ماڈل گاؤں کا درجہ دیا جائے۔ جیسے شانتی نگر، مارٹن پور، فرانسیس آباد گوجرانوالہ، پیپلاں والی، میاں چنوں میں چک نمبر 33 اور ہمارے دوسرے بڑے چکوک کو ماڈل گاؤں کا درجہ دیا جائے اور ان کے لئے اس موجودہ بجٹ میں خصوصی طور پر funds مختص کئے جائیں تا کہ ہمارے مسیحی لوگوں کو بھی زندگی کی تمام سہولتیں میسر ہو سکیں۔

جناب چیئرمین! میں ایک مرتبہ پھر اپنے اراکین اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ اپنے اپنے علاقوں میں رہنے والے مسیح لوگوں سے پیار کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم یہ شعر کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ:

کس کو فرصت ہے دھواں دیکھنے جائے محسن
مسیح بستی شہر سے کچھ دُور چلی ہے

God bless Pakistan. God bless Pak Army.

جناب چیئرمین: ایمانوئیل صاحب! آپ نے اپنی تقریر میں اقلیت کا لفظ استعمال کیا ہے جبکہ ہم آپ کو اقلیت نہیں سمجھتے بلکہ ہم آپ کو Christian Community کہتے ہیں۔ ہم اقلیت کا لفظ آپ کے لئے استعمال کرنا پسند نہیں کرتے۔ اب شیخ امتیاز محمود صاحب تقریر فرمائیں گے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ کے پاس پانچ سے سات منٹ ہیں اور آپ نے اس time میں اپنی تقریر کو conclude کرنا ہے۔

جناب امتیاز محمود: جناب چیئرمین! آپ نے مجھے ابھی مائیک دیا ہے اور ساتھ ہی قدغن لگا دی ہے کہ میں پانچ منٹ میں اپنی تقریر conclude کروں۔ یہاں پر کچھ معزز ممبران نے آدھا آدھا گھنٹہ بات کی ہے۔ اگر آپ نے مجھے صرف پانچ منٹ کا وقت دینا ہے تو میں تقریر نہیں کرتا بلکہ بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب چیئرمین: امتیاز محمود صاحب! میں نے آپ کے ممبران میں سے کسی کو نہیں روکا لیکن اب چونکہ وقت کی قلت ہے تو اس لئے میں نے پہلے آپ کو آگاہ کر دیا ہے۔ میں آپ کو بھی نہیں روکوں گا لیکن گزارش کروں گا کہ پانچ سے سات منٹ کا وقت سب معزز ممبران کو مل رہا ہے اور آپ کو ہم ان شاءاللہ grace time بھی دیں گے۔

جناب امتیاز محمود: جناب چیئرمین! میں نے بجٹ پر ان شاءاللہ پوری تقریر کرنی ہے۔ میں ان کی طرح یہاں قصیدے پڑھنے نہیں آیا۔ میرے علاقے کے لوگوں نے مجھے یہاں پر اپنی نمائندگی کے لئے بھیجا ہے۔ پنجاب کے لوگوں نے مجھے یہاں پر بھیجا ہے کہ اگر اس بجٹ میں کوئی غلطی یا کوتاہی ہے تو میں اسے point out کروں۔ آپ مجھ پر کوئی مارشل لاء مت لگائیں۔ ادھر لوگوں نے آدھا آدھا گھنٹہ تقاریر کی ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! ایک منٹ میری بات سُنیں۔ قائد حزب اختلاف نے ایک گھنٹہ 25 منٹ تقریر کی ہے یہ اُن کا prerogative ہے۔

جناب امتیاز محمود: جناب چیئرمین! یہ قائد حزب اختلاف کا تو prerogative ہے لیکن اُس کے بعد جناب شوکت راجہ نے آدھا گھنٹہ تقریر کی ہے۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ کو پورا ٹائم ملے گا۔ میں نے تو احتیاطاً آپ کو بتایا کہ آپ کے پاس 5 سے 7 منٹس ہیں لیکن آپ جتنا ٹائم بات کرنا چاہیں آپ بات کریں۔

جناب امتیاز محمود: جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے پورا ٹائم دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں مذمت کرنا چاہوں گا کہ ایک معزز ممبر نے آج یہاں پر جو غلاظت کہی تو بہتر ہوتا کہ اُس وقت یہاں پر جو چیئرمین صاحب بیٹھے ہوئے تھے وہ اُسی وقت اُس کو expunge کر دیتے تو ایک اچھا message جاتا لیکن انگریزوں کا قول ہے The man is known by the company he keeps. تو جس طرح کی اُن کی لیڈرشپ تھی انہوں نے اُس طرح کی ہی بات کی۔ انہوں نے ہمیں تو کچھ کہنا ہی تھا لیکن انہوں نے اپنی خواتین ساتھیوں کو بھی نہیں بخشا۔ مائیں، بہنیں اور بیٹیاں سانجھی ہوتی ہیں۔ انہوں نے 104 دن کے [****] کی بات کی۔ میں ابھی بھی کہتا ہوں کہ اُس غلاظت کو expunge کر دیا جائے اور اگر آپ اُس کو expunge نہیں کریں گے تو بات بہت دُور تک جائے گی۔ اُسی دھرنے میں ہر روز وہ تین خواتین موجود ہوتی تھیں جو خواتین آج بھی اُن کی طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ خواتین چاہے آج آپ کی طرف بیٹھی ہوئی ہیں لیکن وہ اب بھی ہماری بہنیں ہیں۔ اُس معزز ممبر نے اُس دھرنے کو اگر م [****] کہا تو انہوں نے اُن خواتین کو کیا کہا یہ بھی آپ سوچ لیں۔ اُدھر محترمہ عظمیٰ کاردار بیٹھی ہوئی تھیں اور محترمہ سائرہ بھی اُدھر بیٹھی ہوئی تھیں تو انہوں نے اُن خواتین کو بھی نہیں بخشا۔ کیا وہ خواتین [****] کرنے والی ہیں؟ وہاں پر اتنی عوام آتی تھی تو یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ اس بات کو اپنے گھروں تک رکھیں۔ محترمہ مریم نواز اگر اپنے بیٹے کی شادی میں گانا گا رہی تھیں تو ہم اُنہیں گائیکہ بنا دیں گے؟ وہ معزز ممبر یہاں پر آکر معافی مانگے اور اُن کے یہ الفاظ آپ expunge کریں، نہیں تو یہ بہت غلط ہو گا۔۔۔

جناب چیئرمین: آج کی proceeding میں جہاں جہاں [*****] کا لفظ استعمال ہوا ہے اُس کو expunge کیا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب امتیاز محمود: جناب چیئر مین! آپ کا بہت شکریہ کیونکہ مجھے آپ سے یہی توقع تھی۔8۔فروری 2024 کو پنجاب کی عوام نے ایک انقلاب برپا کیا۔ ہم سے بلے کا نشان چھینا گیا لیکن پنجاب کی عوام نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاکستان تحریک انصاف کے اُمیدواروں کو ووٹ ڈالا۔ کسی کا نشان چمٹا، کسی کا نشان قلم، کسی کا نشان دوات، کسی کا کوئی نشان اور کسی کا کوئی نشان لیکن لوگوں نے ہمیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر ووٹ ڈالا۔ ہمیں فلیکس لگانے کی اجازت نہیں تھی، ہمیں جلسہ کرنے کی اجازت نہیں تھی اور ہمیں door to door جانے کی بھی اجازت نہیں تھی لیکن اُس کے باوجود لوگوں نے ہمیں ووٹ ڈالا۔ پنجاب میں عوام نے دو تہائی اکثریت کے ساتھ عمران خان کو کامیاب کیا لیکن 9۔فروری کو اس عوام کا mandate چوری کر کے، اس عوام کے ساتھ دھوکا کر کے اور اس عوام کے ساتھ زیادتی کر کے فارم 47 میں لوگوں کو کامیاب قرار دیا گیا جو ابھی بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج بھی ہمارے 70 ممبران ایوان سے باہر بیٹھے ہیں اور یہاں پر mandate چور اُس طرف بیٹھ کر تالیاں بجاتے ہیں۔ کروڑوں لوگوں نے عمران خان کو ووٹ دیا لیکن پھر بھی عمران خان قید میں ہے۔ اس ملک میں اگر واقعی جمہوریت ہوتی تو آج ہمارا وزیر خزانہ بجٹ پیش کر رہا ہوتا، نہ کہ فارم 47 والا وزیر خزانہ بجٹ پیش کر رہا ہوتا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کا بدترین بجٹ جس میں اس قوم پر 3800۔ارب روپے کے نئے taxes لگا کر ظلم کیا گیا۔ پچھلے اڑھائی سال سے قوم بھوکی مر رہی ہے اُن کے پاس کھانے کے لئے پیسا نہیں ہے اور بجٹ میں نئے taxes لگا دیئے جاتے ہیں۔ اس وقت کوئی بھی بجلی کی قیمت afford نہیں کر رہا لیکن اُس کو مزید بڑھا دیا جاتا ہے۔ غریب آدمی grocery لینے نکلے تو وہ سوچتا ہے کہ میں کیا خریدوں اور کیا نہ خریدوں؟ یہ کہتے ہیں کہ مہنگائی 28 فیصد سے اب 12 فیصد ہو گئی ہے ان کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ مہنگائی 12 فیصد سے کم نہیں ہوئی اس کی صرف رفتار کم ہوئی ہے اور مہنگائی کا comparison ہر مہینے ہوتا ہے اگر پچھلے مہینے مہنگائی 28 فیصد تھی اور اس مہینے 12 فیصد ہے اس کا مطلب ہے مہنگائی مسلسل ہو رہی ہے لیکن اس کی رفتار slow ہو گئی ہے۔

جناب چیئر مین! میں بڑے دُکھ کے ساتھ یہ بات کروں گا کہ ہمارے لیڈر عمران خان کی قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی میں دو تہائی اکثریت تھی قومی اسمبلی میں اُنہیں وزیر اعظم ہونا چاہئے تھا اور اُن کے وزیر خزانہ کو یہ بجٹ پیش کرنا چاہئے تھا اور یہاں پر بھی اسی طرح ہونا چاہئے تھا لیکن افسوس کہ فارم 47 والے یہاں پر آ کر بیٹھ گئے ہیں۔

یہ جنگ ہار نہ جائیں سپاہ قید میں ہے
غلام تخت پہ قابض اور شاہ قید میں ہے
تیرے حقوق کی کوئی نہیں ضمانت اب
غریبِ شہر تیرا ہمدرد قید میں ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! Regime change ہوتی ہے اور پاکستان تحریک انصاف کے اکثر منصوبوں کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ میں یہ بجٹ دیکھ رہا تھا جس میں آپ کے فلاحی پروگرام دیکھنے میں تو بڑے اعلیٰ ہیں۔ کسان کارڈ اور 7 ہزار ٹیوب ویل لیکن میں وزیر خزانہ سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے ان کے لئے کیا allocation رکھی ہے؟ میں بجٹ کی کتاب میں پڑھ رہا تھا اگر کوئی 7۔ارب روپے کا منصوبہ ہے تو اُس کے لئے ایک ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔ نواز شریف کینسر ہسپتال 56۔ارب روپے کا ہے اُس کے لئے 6۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے یہ سمجھ لیں کہ انہوں نے زیادہ سے زیادہ allocation 10 فیصد رکھی ہے لیکن اگر میں اُس allocation کو ڈھونڈنا بھی چاہوں ملیکن اس allocation کو اگر میں ڈھونڈنے بھی جاؤں بجٹ کی سٹیٹمنٹ میں، ADP بجٹ کی سٹیٹمنٹ میں جب میں اس کو ڈھونڈنے گیا کہ یہ ایک ارب کہاں رکھا ہوا ہے۔ ایک ارب پر لے capital میں کیا ہے zero-zero یعنی جو اصل بجٹ ہے اس میں سے کوئی پیسا نہیں رکھا گیا اور جو محصولات میں اضافہ 54 فیصد کیا ہے یعنی 960۔ارب روپے محصولات کو اضافہ کر کے یہ ایک بجٹ کا انہوں نے حصہ بنایا ہے۔ اگر 54 فیصد وہ نہیں ملتا، نہیں بتایا گیا کہ یہ 54 فیصد کیسے increase ہو گا کیا آپ نئے ٹیکس لگا رہے ہیں، کیا آپ ریونیو پر ٹیکس زیادہ لگا رہے ہیں، گاڑیوں پر ٹیکس زیادہ لگا رہے ہیں کچھ نہیں بتایا صرف یہ بتا دیا کہ 54 فیصد ہم اضافی لگا کر کریں گے۔ اگر وہ 54 فیصد نہیں آتا تو سمجھ لیں کہ جتنے انہوں نے اپنے سپیشلائزڈ منصوبے کئے ہیں۔ ان میں سے ایک کے لئے بھی کوئی پیسا حقیقت میں موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہاں آپ ایک بل لے کے آئے تھے جس میں عام دکانداروں کے لئے سزائیں رکھی ہوئی تھیں۔ ان کا جو right of business ہے۔ ان پر چھاپے مارنے کے اختیارات

اور سارا کچھ انہیں دے دیا۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ ابھی recently 1.1 ارب ڈالر، میں روپے نہیں کہہ رہا ڈالر کہہ رہا ہوں کہ 1.1 ارب ڈالر کی گندم import ہوئی اور وہ carters کے گوداموں میں گئی اور وہاں سے 4200 روپے میں فلور ملز تک گئی۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ جو گندم ہمارے یہاں پر موجود تھی جو پاسکو نے لی ہوئی تھی۔ آج کل اخبارات میں ٹینڈر آ رہے ہیں گندم کی آکشن ہو رہی ہے اور لکھا جا رہا ہے not fit for human consumption کہ یہ انسانوں کے لئے نہیں ہے یہ جانوروں کے لئے ہے۔ آئیں اس کی بولی لگائیں لیکن مجھے یہ بتائیں کہ آپ ان دکانداروں کے پیچھے کیوں پڑ گئے۔ آپ اس غریب آدمی کے پیچھے پڑ گئے جو سو، دو سو، تین سو یا چار سو روپے روزانہ لے کر جاتا ہے بچوں کا دودھ لیتا ہے بچوں کے لئے کھانا لے کر جاتا ہے بچوں کے لئے دال لے کر جاتا ہے۔ آپ ان کے لئے تو بل لے آئے۔ مجھے یہ بتائیں کہ 1.1۔ارب ڈالر کا جنہوں نے غبن کیا ہے ان کے خلاف کون بل لائے گا، ان کے خلاف آپ نے کیا کیا ہے؟ آپ ان کے خلاف کوئی کمیٹی بنا دیں تا کہ جو کسانوں کے ساتھ ظلم ہوا ہے شاید اس کا کوئی ازالہ ہو جائے، جو قتل ہو گیا تو ہو گیا لیکن کم از کم جو مقتول ہے اس کو انصاف ہی دے دیں۔

جناب سپیکر! یہاں وائی فائی کا ذکر کیا گیا۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ نے 12 منٹ بات کی ہے۔ میں آپ کو تین منٹ مزید دے رہا ہوں۔ ویسے پانچ منٹ مقرر ہیں۔

جناب امتیاز محمود: جناب چیئرمین! ادھر سے آدھا گھنٹہ تقریر ہوئی ہے۔ وزیر صاحب میری باتوں کو غور سے سن لیں اور اس کا جواب بھی دیں کہ وائی فائی free of cost لاہور میں کئی علاقوں کو دے دیا گیا ہے۔ یہ تقریر میں لکھا ہوا ہے یہ ہمیں ضرور بتائیں کہ ان کے گھر کے علاوہ کہاں پر وائی فائی free ملتا ہے۔

جناب چیئرمین! صحت کے لئے ڈویلپمنٹ بجٹ 128۔ارب روپیہ رکھا ہے۔ میں آپ کو 2022 کا بجٹ جس میں پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین نے ہر غریب آدمی کو پہلے پانچ لاکھ اور پھر 10 لاکھ کا ہیلتھ کارڈ دیا۔ اس پر ٹوٹل خرچہ 80۔ارب روپے آیا۔ آج بھی آپ 80۔ارب روپے میں ہر غریب انسان کو ہر چھوٹے طبقے میں پہنچنے والے انسان کو آپ ہیلتھ کارڈ کی سہولت

دے سکتے ہیں۔ آپ کا شوق ہے کہ آپ کے قائد کی تصویر لگے آپ کا شوق ہے نواز شریف کا وہاں پر نام لکھا جائے اور 80۔ ارب روپے کا کارڈ جو آپ نے غریبوں سے چھین لیا جس سے وہ دل کے سوراخ کا علاج کراتا تھا، جس میں وہ stunt ڈلواتا تھا، جس میں life acceptancy بڑھ گئی کیونکہ لوگ مر جاتے تھے ان کے پاس علاج کرانے کے لئے پیسا نہیں ہوتا تھا۔ وہ بیڈ پر جان دے دیتے تھے لیکن عمران خان نے ان کے ہاتھ میں ان کی جیب میں ایک کارڈ ڈال دیا۔ ایک سائیکل والا ڈاکٹر ہسپتال سائیکل پارک کر کے اوپر جاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ہیلتھ کارڈ لو اور میرا علاج کرو۔ اس کا stunt free ڈالا جاتا تھا۔ میں آپ کے توسط سے کہوں گا کہ 80۔ ارب روپیہ لگائیں اور سب کو ہیلتھ کارڈ دیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ ہمارا منصوبہ ہے تو یہ اسے پورا کریں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے موقع دیا چاہے ان کو سزا ہی دی ہے۔ یہ یہاں پر بیٹھے ہیں تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ سزا بھگت رہے ہیں۔ اگر 80۔ ارب روپے ہیں لگتے ہیں تو یہ ہیلتھ کارڈ دے دیں چاہے وہاں پر نواز شریف کی فوٹو لگا دیں۔ ہر منصوبے کا نام نواز شریف، کارڈیالوجی نواز شریف، کینسر نواز شریف ہے۔ اگر آپ گوگل میں نواز شریف کارڈیالوجی ڈالیں، نواز شریف کینسر ہسپتال ڈال لیں تو رزلٹ یہی نکلے گا کہ دنیا کے top-10 کرپٹ انسانوں میں سے وہ ایک انسان ہے تو یہ کیا message دے رہے ہیں۔ یہ خلفائے راشدین کے نام پر منصوبے کا نام رکھ دیتے، کسی شہید کے نام پر منصوبے کا نام رکھ دیتے ہیں، نہیں نواز شریف، شہباز شریف اور مریم یہی چیز یہاں بیٹھے ہوئے یہ بندے کر رہے ہیں۔ کیا ان کو شرم نہیں آتی؟ ابھی Dubai leaks آئی ہیں 11۔ ارب ڈالر کی آئی ہیں۔ ارشاد بھٹی نے آج ٹویٹ کیا ہے کہ ساڑھے تین ارب جو مریم نواز ہماری آپا کہتی ہیں کہ میرا بچہ ایک student ہے اس کے خلاف کچھ نہ کہو وہ سیاسی نہیں ہے۔ اس کے نام پر ساڑھے تین ارب کی جائیداد نکل آتی ہے۔ ہمارا وزیر داخلہ جس نے کرکٹ کو بھی تباہ کر دیا اس کے نام پر زمینیں نکل آتی ہیں۔ کیوں ایسا نہیں ہوتا کہ ہر بندہ پاکستان سے پیسا باہر لے کے جانا چاہتا ہے۔ اگر مریم ہو پیسا باہر لے کر جائے، شہباز شریف ہو پیسا باہر لے کر جائے، زرداری ہو پیسا باہر لے کر جائے۔ وہاں محل بن جائیں اور یہاں پر لوگ بھوکے مر جائیں۔ اب ایسا نہیں چلے گا۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! Wind up کریں۔

جناب امتیاز محمود: جناب چیئرمین! مجھے دکھ ہی اس بات کا ہوتا ہے، مجھے تکلیف اس بات کی ہوتی ہے کہ ان کو پتا ہے۔ یہ جو ادھر بیٹھے لوگ ہیں ان کو پتا ہے کہ یہ مریم ہمارا پیسا لے کر سرے محل، ہمارا پیسا لے کر 7 فیلڈ، ہمارا پیسا لے کر سعودی عرب میں ملیں، ہمارا پیسا لے کر انڈیا میں کاروبار کر رہے ہیں۔ یہ سب کو پتا ہے ہر بندے کو پتا ہے۔ قطر میں ان کی جائیدادیں، سپین میں ان کی جائیدادیں، نیویارک میں ان کی جائیدادیں ہیں۔ مجھے ایک بندہ لندن ایسٹ میں لے کر گیا وہاں even field میں ساری جائیدادیں ان کی ہیں۔ ان سب کو پتا ہے یہ وہاں پر جا کر رہتے ہیں وہاں پر جا کے بیٹھتے ہیں لیکن کسی کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ یہ کہہ دیں کہ یہ بلڈنگ یہ میرے بچے اور میرے آنے والے نوجوان کے لئے ہے۔ یہ پیسا واپس لاؤ۔ اگر تم نے حکومت کرنی ہے ضرور کرو۔ یہاں آؤ اپنا پیسا وہاں سے واپس لاؤ۔ یہ پیسا وہاں سے یہاں نہیں لے کر آتے کیونکہ ان کو خود پتا ہے کہ ان کا آج ہے کل نہیں ہے۔ آج ہیں کل نہیں ہیں۔ جیسا کہ میرے ایک دوست نے یہاں پر کہا کہ یہ صرف اور صرف یہاں پر حکومت کرنے آتے ہیں اور بعد میں لندن چلے جاتے ہیں۔ یہ وہاں جا کر اسی اپارٹمنٹ میں رہتے ہیں جس کی آج تک رسیدیں فراہم نہیں کر سکے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ آپ اپنے ہی ممبرز کا ٹائم لے رہے ہیں۔ انہوں نے بھی بولنا ہے انہوں نے بھی اپنے علاقوں کی نمائندگی کرنی ہے۔ یہ بڑا قیمتی وقت ہے۔ میں نے ایک گھنٹے کے لئے اجلاس کا وقت بڑھایا تھا۔ اب 20 منٹ رہ گئے ہیں گورنمنٹ کی جانب سے بھی لوگوں نے بولنا ہے۔ آپ نے 18 منٹ بول لیا ہے۔ آپ ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

جناب امتیاز محمود: جناب چیئرمین! بجٹ آپ کے vision کو show کرتا ہے کہ آپ کا کتنا بڑا vision ہے مجھے یہ بتائیں کہ ایک بندہ حکومت کرنے آتا ہے اس کے پاس لاکھوں ہزاروں دماغ ہوتے ہیں۔ وہ ان سے فیصلہ لے کے آتا ہے کہ یہ بجٹ بننا ہے اس میں کیا vision ہے۔ آپ کے اس بجٹ میں کیا vision ہے؟ کیا نوجوانوں کے لئے آپ نے کوئی روزگار کی سہولت فراہم کرنے کا کچھ کیا ہے، یہ مجھے بتائیں کہ کیا یہاں پر کوئی investment لانے کے لئے facilities فراہم کی ہیں، کیا انہوں نے کوئی tax free zones بنائے ہیں، کیا انہوں نے صوبوں کو آپس میں جوڑنے کے لئے economic corridor بنائے ہیں۔ اس حکومت نے کچھ نہیں بنایا اور انہیں

چاہئے کہ اگر یہ صرف بابوؤں کے بنائے ہوئے بجٹ پر، پہلے تو مجھے بجٹ پر اعتراض ہے کہ بجٹ ایسے نہیں بنتے بلکہ جنوری میں بجٹ بنتے ہیں اور یہاں پر اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیوں میں بجٹ آنا چاہئے کہ فلاں فلاں چیز ہے اور سٹینڈنگ کمیٹیاں brain storming کریں۔ اس کے بعد پھر واپس بھیجیں اور اپنے منشور کے مطابق، اگر آپ کی حکومت ہے تو آپ اپنے منشور کے مطابق بنائیں اور اگر ہماری حکومت ہے تو ہم اپنے منشور کے مطابق بجٹ بنائیں۔ سابق تمام بجٹ دیکھ لیں سوائے 22-2021 کے سب copy past بجٹ ہیں۔ مریم کو خوش کرنے کے لئے کچھ اور لکھ دیا اور شہباز شریف کو خوش کرنے کے لئے کچھ اور لکھ دیا لیکن یہ total copy paste بجٹ ہیں۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ I will go to the next speaker now, Thank you very much Sheikh sahib بہت مہربانی۔ محترمہ صفیہ سعید صاحبہ!

محترمہ صفیہ سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں محترمہ مریم نواز صاحبہ وزیراعلیٰ کا شکریہ ادا کروں گی کہ جنہوں نے چار سالوں کا ڈالا ہوا گند صرف چار ماہ کے اندر صاف کروایا اور عید الاضحیٰ پر پورے پنجاب میں صفائی کا بڑا اچھا انتظام کیا بلکہ ہر ضلع کو صاف ستھرا کیا اور ہر شہر کو کچرے سے صاف کیا۔ سابق حکومت نے جو چار سالوں میں کچرا ڈالا ہوا تھا وہ انہوں نے چار مہینے میں صاف کروا کر پنجاب کو صاف ستھرا بنوایا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں اپنے قصور ضلع کی انتظامیہ، ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جنہوں نے قصور شہر جو کہ پہلے ہی "بلھے شاہ" کا بڑا ہی خوب صورت شہر تھا اور اس دفعہ انہوں نے عید الاضحیٰ پر ہر گلی، محلے اور ہر سڑک پر صفائی کا اتنا اچھا انتظام کروایا کہ کسی بھی جگہ پر کوئی کچرا نظر نہیں آیا تو میں اپنے ضلع کی انتظامیہ کو مبارکباد دیتی ہوں۔ میں یہ بات بھی کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے ضلع قصور میں ایک بہت بڑا پارک ہے جس میں ایک پرانی بلڈنگ بنی ہوئی ہے جس کا کوئی دروازہ بھی نہیں ہے اور اس کی چار دیواری کا جنگلا بھی ٹوٹا ہوا ہے۔ وہاں پر نشئی صبح شام آتے ہیں اور نشہ کرتے ہیں۔ وہاں پر ملازم بھی بہت کم ہیں اور دو دفعہ ایک سکیورٹی گارڈ کو مارا جس کے سر پر 14 ٹانکے لگے۔ اب میں یہ چاہتی ہوں کہ اس پارک کی چار دیواری کے جنگلے کے لئے فنڈ رکھ کر اسے صحیح کیا جائے، پرانی بلڈنگ کے دروازے بند کئے جائیں اور نشئیوں کے اڈے کو ختم کیا جائے۔

وہاں پر خواتین کا ایک یوگا سنٹر ہے تو پرانی بلڈنگ میں نشئی آتے ہیں جو کہ خواتین کی تصاویر اور ویڈیو بناتے ہیں لہٰذا اس بلڈنگ میں نشئیوں کا داخلہ بند کیا جائے اور یہاں کوئی اچھا سنٹر بنایا جائے جہاں پر کھیلنے کے لئے لڑکوں کو سہولت ملے کیونکہ وہ پارک میں جا کر کرکٹ کھیلتے ہیں جس سے عوام تنگ ہوتی ہے۔ پارک میں خواتین اور بچوں کے لئے کوئی جھولے وغیرہ لگائے جائیں جیسا کہ لاہور شہر کے پارکس میں ہوتے ہیں جہاں پر بچوں کے لئے خوب صورت جھولے بھی لگے ہوتے ہیں تو اسی طرح قصور شہر میں بھی کوئی اچھا پارک بنایا جائے تاکہ لوگوں کی تفریح کا کوئی اچھا انتظام ہو سکے۔

جناب چیئرمین! تیسری بات یہ ہے کہ قصور میں بلھے شاہ کے نام سے ڈسٹرکٹ ہسپتال ہے۔ اگر اس کو ٹیچنگ ہسپتال بنا دیا جائے تو میرے خیال میں ہمارے بہت سے بچے جو دور دراز ٹیچنگ کے لئے جاتے ہیں تو اگر انہیں اپنے قریبی ہسپتال میں سہولت ملے تو وہ خود کو کامیاب بنا سکتے ہیں۔ ہمارے ضلع کی TMA کے پاس مشینری نہیں ہے اور سیوریج کا نظام انتہائی ناقص ہے تو اس مقصد کے لئے فنڈز دیے جائیں تاکہ نئی مشینری لے کر سیوریج کے سسٹم کو بہتر کیا جائے جس سے قصور شہر کی گلیاں خوب صورت نظر آئیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ، میڈم صاحبہ! جناب انصر اقبال ہرل!

جناب محمد انصر اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ، وزیر خزانہ صاحب تو تشریف لے جا چکے ہیں اور بہتر ہوتا کہ وہ یہاں پر موجود ہوتے اور ہماری باتوں کو note کر لیتے۔ وزیر موصوف نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا تھا کہ اس بار جو بجٹ پیش کیا جا رہا ہے یہ کوئی روایتی بجٹ نہیں ہے۔ یقیناً انہوں نے بالکل صحیح بات کی تھی کہ اس بار جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ روایتی بجٹ نہیں ہے بلکہ ایک difference قسم کا بجٹ ہے۔ سنتے تھے کہ بجٹ الفاظ کا گورکھ دھندا اور الفاظ کا ہیر پھیر ہوتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ نہ یہ الفاظ کا کوئی گورکھ دھندا ہے اور نہ ہی یہ کوئی روایتی بجٹ ہے بلکہ یہ بالکل غیر روایتی بجٹ ہے۔ حزب اقتدار کے ساتھی بھی جو اپنی تقریریں کر رہے ہیں وہ بھی اس بار بالکل غیر روایتی کر رہے ہیں اور انہوں نے حکومت کی خوشامد کرنا چھوڑ دیا ہے بلکہ وہ pin point کر کے بجٹ میں جو جو خامیاں ہیں وہ ہمیں بتا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ

ان کا بھی شکریہ۔ بڑی بات ہے کسی نے بھی بجٹ کی تعریف نہیں کی بلکہ سب نے کہا ہے کہ بجٹ میں بڑی زیادتی ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ بدقسمتی ہے کہ ہم کسی چیز کو جانتے بوجھتے ہوئے بھی سچ نہیں بول سکتے اور ہم غلط کو غلط نہیں کہہ سکتے۔ پتا نہیں کہ وہ وقت کب آئے گا کہ ہم کسی غلط چیز کو بلاخوف وخطر کہہ دیں کہ اس میں یہ غلط ہے اور یہ زیادتی ہے۔ آپ بھی بہتر جانتے ہیں اور میرے یہ ساتھی بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس بجٹ میں کیا پیش کیا گیا ہے اور کس کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ بجٹ Wi-Fi سے شروع ہوتا ہے۔ پہلے Wi-Fi کا ذکر نہیں ہوتا تھا اب ہم بہت ایڈوانس ہو گئے ہیں ہم Wi-Fi پر آ گئے ہیں۔ ہم سکول میں بچوں کو کھانا مہیا کرنے پر پہنچ گئے ہیں۔ ساتھ ساتھ ہم clinics on wheels پر بھی آ گئے ہیں کہ کب ایمبولینسز ہوں گی، ایئر ایمبولینسز ہوں گی جو لوگوں کے گھروں تک treatment کے لئے جائیں گی اور ان کو علاج کی سہولت مہیا ہو گی۔ میرا کوٹ مومن سے تعلق ہے وہاں کا علاقہ منٹھ راجہ ہے وہ دریا کے کنارے پر ہے جہاں بہت ساری آبادی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ جو دریا کے کنارے پر آبادیاں ہوتی ہیں وہاں پر بہت سارے ندی نالے بھی ہوتے ہیں۔ وہاں ابھی تک سڑکیں بھی نہیں بنی۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ جو door step پر ایمبولینس جائے گی وہ وہاں پر کیسے پہنچے گی، یہ ایمبولینس ندی نالوں سے کیسے گزرے گی؟ وہ کچے روڈ پر تو شاید چلی جائے۔ اگر وزیر خزانہ صاحب یہاں موجود ہوتے تو میں ان سے گزارش کرتا کہ ان ایمبولینسز سے پہلے آپ لوگوں کے آنے جانے کے لئے وہاں پر پُل یا روڈز بنوائیں۔ اس بجٹ میں بڑی بڑی باتیں کی گئی ہیں۔ میں حیران ہوں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ پنجاب سوشل اکنامک کی رجسٹری کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے اُس کے لئے ساڑھے 9۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ مجھے نہیں سمجھ آ رہی ہے کہ وہ کیا چیز ہے جس کا پتا کرنا ابھی باقی ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ لوگوں کو دو وقت کی روٹی نہیں مل رہی ہے، لوگوں کو علاج کے لئے دوائی میسر نہیں ہے یہ کس چیز کے لئے ساڑھے 9۔ارب روپے رکھے جا رہے ہیں؟ نئے نئے ڈیپارٹمنٹس کھولے جا رہے ہیں جبکہ پہلے ہی ڈیپارٹمنٹس موجود ہیں اُن سے کام لیا جائے۔ منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ بجٹ تاریخ کا کسان دوست بجٹ ہے جو کسانوں کے لئے بنایا گیا ہے اور اس میں کسانوں کے لئے بہت بڑا ریلیف پیکج رکھا گیا ہے۔ یہ زخموں پر نمک چھڑکنے والی بات ہے۔ کسانوں کے ساتھ کیا کیا ہے، آپ بھی اپنے حلقے میں جاتے ہوں گے اور باقی ساتھی بھی اپنے حلقوں میں جاتے ہوں

گے، کسان کی کیا حالت ہو گئی ہے سب کو پتا ہے۔ کسان تباہ حال ہو چکا ہے۔ کسان کی مُونجی نہیں فروخت ہوئی، کسان کو کماد کے پیسے نہیں ملے، کسان کی گندم اُس کے گھر پڑی ہے۔ وہ کس طرح سے survive کرے گا؟ یہاں باتیں کی جا رہی ہیں کہ اب روایتی طریقوں سے ہٹ کر جدید طریقوں سے زراعت کی جائے گی، اب جدید مشینری دی جائیں گی، کسان کو ٹریکٹر دیئے جائیں گے۔ مجھے بتائیں کہ وہ اُس جدید مشینری کا کیا کریں گے جب اُن کی جنس ہی فروخت نہیں ہو گی۔ تو وہ inputs نہیں ڈالے گا۔ آج ہم کہتے ہیں کہ کسان 37 فیصد ہیں، اس میں 23 فیصد GDP کا حصہ ہوتا ہے۔ میں بڑے وثوق سے یہ کہتا ہوں کیونکہ میرا ہر وقت ہی اُن کسانوں سے واسطہ رہتا ہے میں خود بھی ایک چھوٹا سا کاشتکار ہوں لیکن میرے حلقے کی 70 فیصد آبادی کاشتکاروں پر مشتمل ہے۔ وہ دہائیاں دے رہے ہیں، وہ تباہ حال ہو چکے ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ابھی بھی اس بجٹ میں یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم نے کسان کے لئے تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ رکھ دیا ہے، کسان کے لئے بہت ساری سہولتیں رکھ دی ہیں، کسان کارڈ جاری کئے جا رہے ہیں۔ اُن کو کسی کسان کارڈ کی ضرورت نہیں ہے اُن کی صرف گندم خرید لیں، اُن کی جنس خرید لی جائے اور اُن کے لئے دو وقت کی روٹی کا بندوبست کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ اب آپ wind up کر لیں۔

جناب محمد انصر اقبال: جناب چیئرمین! میں صرف ایک منٹ لینا چاہوں گا۔ منسٹر صاحب تو چلے گئے ہیں میں نے اُن کے گوش گزار ایک بات کرنی تھی۔ انہوں نے بڑے جذبے سے اُس دن ایک شعر پڑھا تھا وہ شعر میں پڑھنا چاہتا ہوں:

ہار ہو جاتی ہے جب مان لیا جاتا ہے

اگر وہ ہوتے تو میں نے اُن کو بتانا تھا کہ بالکل آپ کی بات صحیح ہے کہ:

ہار ہو جاتی ہے جب فارم 45 کو مان لیا جاتا ہے

وہ یہ کہتے ہیں کہ:

جیت تب ہوتی ہے جب ٹھان لیا جاتا ہے

بالکل جس طرح انہوں نے ٹھان لیا تھا کہ ہم نے فارم 47 پر جیت حاصل کرنی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔جی،رائے ضمیر الحسن بھٹی صاحب!

جناب ضمیر الحسن بھٹی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔میرا تعلق حافظ آباد PP-38 سے ہے۔ ابھی میرے colleagues کسانوں کی باتیں کر رہے تھے میں بھی ایک کسان کا بیٹا ہوں۔جیسا کہ پچھلے دنوں محترمہ مریم صاحبہ نے بولا تھا کہ میں نے گندم نہ خرید کر کرپشن کا دروازہ بند کیا ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کرپشن کا دروازہ کُھلا ہے تو حافظ آباد میں کھلا ہے۔آپ چیک کریں کہ جتنی کرپشن گندم کے حوالے سے حافظ آباد میں ہوئی ہے پورے پاکستان میں نہیں ہوئی ہوگی۔ اُس گندم کے حوالے سے میں نے حافظ آباد میں 8 تاریخ کو ایک "کسان کنونشن" رکھا۔میں نے اُس کنونشن میں اپنے ساتھیوں کو invite کیا، ہمارے اپوزیشن لیڈر آئے، ہمارے قومی اسمبلی کے اپوزیشن لیڈر آئے۔اُس میں کیا کیا گیا کہ جب ہمارے مہمان جارہے تھے تو ہمارا ایک حافظ آباد سرکل کا ڈی ایس پی جو کرپٹ ترین ڈی ایس پی ہے اُس نے ایم پی ایز کو سڑک پر روکا اور روک کر اُن کے ساتھ گالی گلوچ کی، اُن کی گاڑی توڑی، ان کو بندوقوں کے بٹ مارے اور اُن کی ایک گھنٹے تک تذلیل کی گئی۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔۔

جناب ضمیر الحسن بھٹی: جب انہوں نے کہا کہ ہم ممبر صوبائی اسمبلی ہیں تو اُس کرپٹ ڈی ایس پی نے بولا کہ تمہارے جیسے ایم پی ایز میں نے جیب میں ڈالے ہوئے ہیں۔جب ایم پی ایز نے کہا کہ ہم تمہیں اسمبلی بلائیں گے تو اُس نے کہا کہ میں نے بڑی اسمبلیاں دیکھی ہیں۔یہ ہماری اسمبلی کا وقار ہے کہ وہاں ممبر گئے ہیں، ہمارے مہمان ہیں اُن کا استحقاق مجروح کیا جارہا ہے۔اس کے بعد رات اڑھائی بجے ساری پولیس فورس میرے گھر پہنچی ہے اور میرا گھر توڑا گیا، پھر میرا ڈیرہ توڑا گیا۔کیا یہ انصاف دے رہے ہیں؟ اگر ہم کروڑوں، اربوں روپے کے فنڈز پنجاب پولیس کو دیتے ہیں تو کیا اس وجہ سے دیتے ہیں کہ لوگوں کی چادر اور چاردیواری پامال کریں۔حافظ آباد میں جو انہوں نے ظلم کیا ہے، حافظ آباد کی عوام نے مینڈیٹ دیا ہے تو میرے بزرگ مہدی حسن بھٹی کو اور میرے لیڈر عمران خان کو دیا ہے۔اُنہوں نے اگر مینڈیٹ نہیں دیا تو مسلم لیگ (ن) کو نہیں دیا۔یہ ایسے

کرپٹ اور کالی بھیڑیں اور حافظ آباد میں جس طرح کا ڈی ایس پی ہے اِس کا احتساب ہونا چاہئے اور ان لوگوں کو سزا ملنی چاہئے تاکہ انہوں نے جو حرکت کی ہے وہ دوبارہ نہ ہو۔

جناب چیئرمین! عمران خان نے حافظ آباد میں ایک یونیورسٹی دی تھی، چار سو بیڈ کا ہسپتال دیا تھا جو سیاست کی نذر ہو رہا ہے حکمرانوں نے اُس کے فنڈز روکے ہوئے ہیں۔ وہ 50 فیصد مکمل ہو چکا ہے اور اُن کے 50 فیصد فنڈز روک لئے ہیں۔ خدارا اِس عوام سے بدلہ نہ لیا جائے، عوام کے حقوق ان تک جانے چاہئیں۔ میری گزارش ہے کہ اِس کے تمام فنڈز release کئے جائیں اور وہ منصوبے جو اس سال مکمل ہونے تھے انہیں مکمل ہونا چاہئے لیکن یہ اگلے دو سال بھی مکمل ہوتے نظر نہیں آرہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اُن کے فنڈز release کر کے یونیورسٹی حافظ آباد اور چار سو بیڈ کے DHQ ہسپتال کو مکمل کروایا جائے۔

جناب چیئرمین! جب سے یہ گورنمنٹ آئی ہے اور عوام نے ان کو reject کر دیا ہے تو اُس کا بدلہ اس طرح تو نہ لیں کہ اُن کے سارے ترقیاتی منصوبے روک دیئے جائیں۔ حافظ آباد میں سیوریج کا سسٹم بالکل فلاپ ہو چکا ہے جس پر کسی کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ جتنی بھی ڈویلپمنٹ کے حوالے سے جو چیزیں چل رہی تھیں وہ انہوں نے روک دی ہیں کیونکہ عوام نے اِن کو reject کر کے پی ٹی آئی کو ووٹ دیا ہے۔ ہم نے اتنے ظلم سہنے کے باوجود، اتنے ستم سہنے کے باوجود خوش ہو کر اور مسکرا کر ایک ہی نعرہ لگایا تھا کہ "پاکستان زندہ باد" اگر یہ اس سے بڑھ کر اور بھی ظلم کریں گے تو خدا کی قسم ہم نہ ڈرے ہیں، نہ جھکے ہیں، نہ بکیں گے اِن شاء اللہ تعالیٰ، پھر بھی اپنے لیڈر عمران خان کے ساتھ ہمیشہ کھڑے رہیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ اجلاس کا وقت پانچ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ میاں عاطف صاحب!

جناب محمد عاطف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔

جھکتا ہی نہیں سر کسی ظالم کے سامنے
ہمت ہی ایسی دے گیا سجدہ حسین

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میرا تعلق ڈسٹرکٹ ننکانہ کی ایک تحصیل شاہ کوٹ سے ہے اور میں PP-133 سے بڑی مشکل سے اِن لوگوں کے ظلم، بربریت، فسطائیت سے بچ کر اپنی عدلیہ کی طرف سے ملنے والے انصاف کی بدولت یہاں پر پہنچا ہوں۔ میں اپنی عدلیہ کا بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اسمبلی میں پہنچنے کا موقع دیا اور انصاف کی جیت ہوئی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! موصوف ایم پی اے راجہ شوکت صاحب میرے بزرگ ہیں۔ وہ یہاں پر ہم لوگوں کو چپڑاسی کہہ کر گئے ہیں۔ میں یہ بات اُن کو باور کرانا چاہتا ہوں کہ چپڑاسی ہم نہیں جو فارم 45 پر جیتے ہیں۔ جو عوام کے ووٹوں سے جیتے ہیں، جو عمران خان کے نام پر جیتے ہیں وہ چپڑاسی نہیں ہیں بلکہ چپڑاسی وہ ہیں جو فارم 47 پر جیتے ہیں۔ انہوں نے عوام کے مینڈیٹ پر ڈاکہ ڈالا ہے لہٰذا چپڑاسی ان کو کہنا چاہئے۔ وہ میرے بزرگ ہیں بڑے نفیس آدمی ہیں لیکن آج پتا نہیں وہ اپنے جذبات میں اپنی point scoring میں یہاں پر کیا کیا کہہ گئے۔ چپڑاسی وہ نہیں ہوتے جن کو عوام elect کرے، چپڑاسی وہ ہوتے ہیں جو جھوٹی ایف آئی آر کرواتے ہیں۔ جس طرح میرے بھائی رائے ضمیر صاحب کے گھر ریڈ کروائے گئے، ان کا نقصان کیا گیا اور ہمارے ایم پی ایز کا استحقاق مجروح کیا گیا۔ ہم لوگ چپڑاسی نہیں ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ "چپڑاسی" کا لفظ اُن کی تقریر سے حذف فرمایا جائے۔

جناب چیئرمین! راجہ صاحب نے economy کا ذکر کیا۔ ہمیں تو تین ساڑھے تین سال گورنمنٹ ملی تھی اور عمران خان کی قیادت میں ہم نے پاکستان کو وہاں تک پہنچایا جہاں یہ لوگ 21 سال کے اپنے دورِ اقتدار میں بھی نہ لے جاسکے۔ پاکستان کی history میں سب سے زیادہ گورنمنٹ اِن لوگوں کی رہی ہے جو فارم 47 کی پیداوار ہیں۔ ہماری گورنمنٹ صرف تین ساڑھے تین سال آئی ہے لیکن اللہ کی مہربانی سے 11 یونیورسٹیاں نئی بنی ہیں۔ اس میں، میں اپنے لیڈر عمران خان کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ اس کے بعد میں اپنے حلقے کی تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں، میں نے ایک روڈ منظور کروایا تھا جو میرے گاؤں اور چکوک ہیں چک نمبر 5 سے لے کر چک نمبر 20 تک، وہ 34 کروڑ 20 لاکھ روپے کا فنڈ تھا جو منظور ہوا اور روڈ بننا شروع ہوگئی بدقسمتی سے regime change آیا اور یہ لوگ وہاں پر آگئے اور جو پہلے گورنمنٹ میں آرہے تھے اور بعد میں فارم 47 پر آگئے تو انہوں نے اس کے فنڈز روک دیئے

اور آج کیونکہ وہ rural area ہے اور اس روڈ پر تمام گاؤں ہیں تقریباً کوئی وہ 10 سے 12 کلو میٹر کا روڈ ہے تو اس کی جو گرد و غبار ہے اور جو اڑ رہی ہے اس سے کسان تو پہلے آخری سانسیں لے رہا ہے کیونکہ اس دفعہ کسان کو مار دیا ہے۔ کسان اور مزدور ہمارے producers ہیں کیونکہ اناج اور صنعت کاری میں باقی چیزیں produce کرنے میں ان کا basic role ہے۔ وہ کیونکہ آخری سانسیں پہلے لے رہے ہیں اور اس روڈ پر جو مٹی اور گرد غبار اڑ رہا ہے تو ہمارے مسلم لیگ (ن) کے موصوف ایم این اے کا الیکشن ہارنے والے ہیں وہ وہاں پر کہہ کر گئے ہیں اب یہ پانچ سال روڈ۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ Wind up کر لیں۔

جناب محمد عاطف: جناب چیئرمین! میں یہ آخری بات کر رہا ہوں۔ وہ کہہ کر گئے ہیں کہ پانچ سال یہ لوگ اس مٹی میں رہیں گے اور ایسے ہی گرد و غبار اٹھتی رہے گی تو میری آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہے کہ اگر ممکن ہو سکے تو اس روڈ کا کارپٹ رہتا ہے باقی روڈ کا سارا کچھ complete ہے تو اس روڈ کو complete کروایا جائے۔ اس روڈ کو شروع ہوئے دو سال ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں قرآن کی آیات پڑھنے سے بھی منع کیا جا رہا ہے اور روکا جا رہا ہے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین، یہ کوئی ہم گناہ نہیں کر رہے۔ ہم لوگ آپ کو یہ بات بتا رہے ہیں کہ یہ قرآن پاک میں لکھا ہوا ہے اس کو سمجھ کر آپ بات کریں اور اس کو سمجھیں، اس کا ترجمہ پڑھیں تاکہ آپ کو پتا چلے کہ کیا کرنا چاہئے۔ دوسری اور آخری بات کہ جناب شوکت راجہ نے ایک اور بات کی کہ محبت کا رویہ اپنانے کا کہا تو یہ جو ہم پر FIRs ہو رہی ہیں جو پرانی seal کی ہوئی FIRs ہیں ایک FIR مجھ پر انٹی کرپشن پر ہوئی جو کہ 8/23 ہے اس میں ایک کالونی ہے پتا نہیں کہ وہ کس کی ہے تو مجھ پر اس کالونی کی FIR ہے کہ میں اس کا مالک ہوں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ انٹی کرپشن والوں سے ضرور پوچھیں کہ اگر میں اس کا مالک ہوں تو میں FIR جھیلنے کو تیار ہوں لیکن مجھے اس کا قبضہ تو لے دیں۔ اگر وہاں پر میری زمین ہے تو مجھے قبضہ تو لے کر دیں۔ ہم پی ٹی آئی کے تمام ایم پی ایز جو ہیں کوئی بھی پاسپورٹ بنوانے جاتا ہے، کوئی عمرہ کرنے جاتا ہے، کوئی حج پر جانے کی کوشش کرتا ہے تو ان کو روک لیا جاتا ہے کہ آپ کا نام سٹاپ لسٹ میں

ہے تو کیوں ہمارا نام سٹاپ لسٹ میں ہے؟ہم کیا پاکستان کے رہائشی نہیں ہیں؟ہم پنجاب کے رہائشی نہیں ہیں، ہم پاکستانی نہیں ہیں، ہمارا کوئی غداری میں نام آگیا ہے؟

اب میں آخری بات کرتا ہوں کہ ہماری جو خواتین ہیں جن میں صنم جاوید، ڈاکٹر یاسمین راشد ہماری بزرگ ہیں اور ان کی age above 70 ہے ان کا قصور کیا ہے؟ان کو پچھلے 8 سے 9ماہ سے جیلوں میں رکھا ہوا ہے، شاہ محمود قریشی صاحب ہیں، چودھری پرویز الٰہی صاحب اللہ کا شکر ہے کہ وہ قید سے آگئے ہیں جو ان کو ناحق رکھا ہوا ہے اور ہمارا لیڈر عمران خان صاحب کو جب ان کے فیصلے کا دن آتا ہے کہ جج دوڑ جاتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میں فیصلہ نہیں دے سکتا تو یہ مہربانی کریں۔ ہم ایسے عمران خان سے ٹوٹنے والے نہیں ہیں ہم عمران خان صاحب کے ساتھ کل بھی کھڑے تھے، آج بھی کھڑے ہیں اور ان شاءاللہ آنے والی زندگی تک کھڑے رہیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، Thank you, the House is adjourned to meet on Friday 21 June , 2024 at 9:00 a.m.